سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں شائع ہونے والا کثیرالاشاعت میگزین

Faizan-e-Madina | Monthly Magazine | رنگین شمارہ


# ماہنامہ فیضانِ مدینہ


(دعوتِ اسلامی)

اکتوبر 2025ء / ربیعُ الآخر 1447ھ


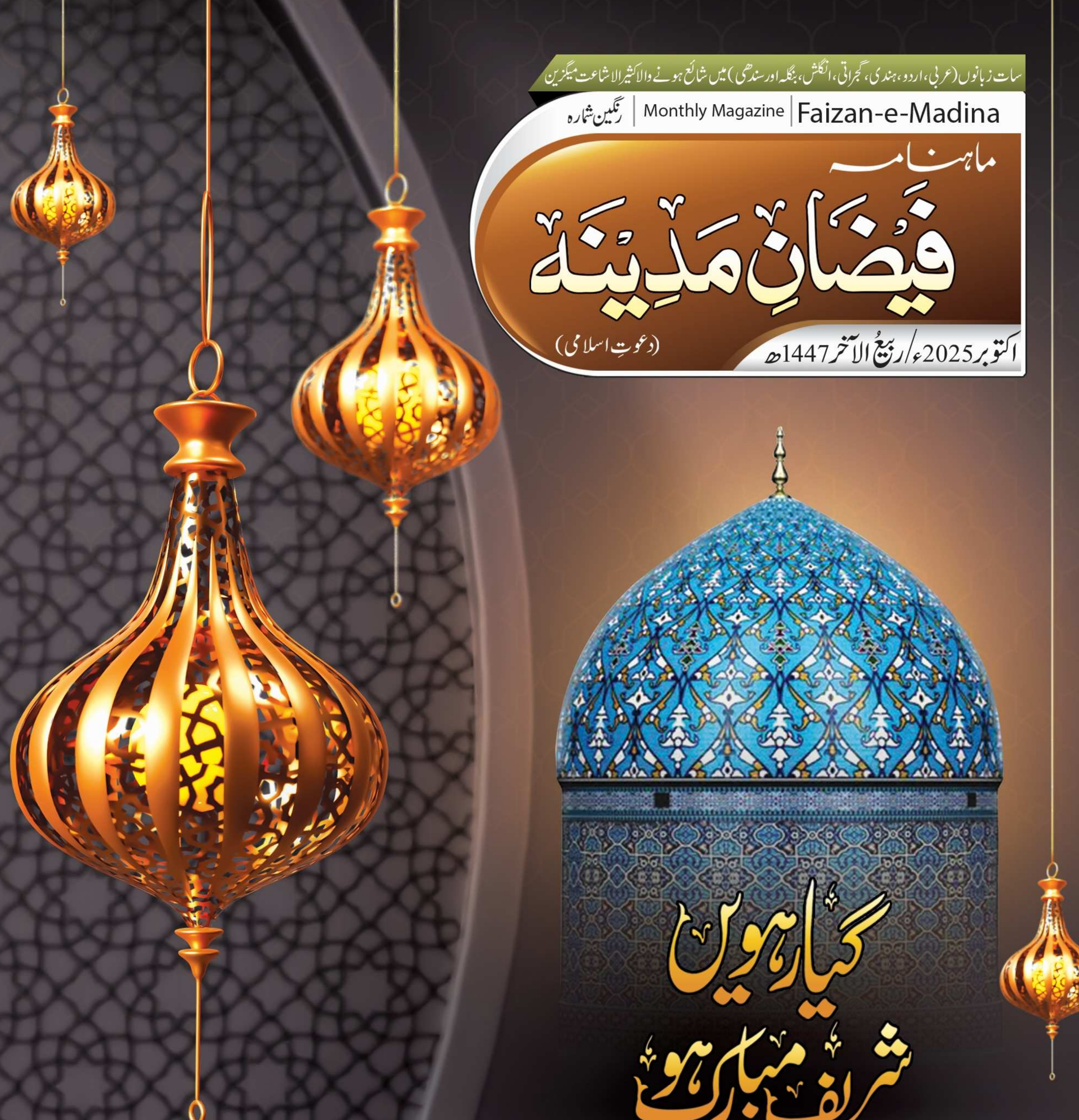



- آمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قرآنی مقاصد 4
- رزق اور عمر میں اضافہ 7
- ناکام لوگوں کی 23 نشانیاں 21
- غوثِ پاک اور علمِ حدیث 39
- سفر اور بچے 57

## قرض سے نجات کا عمل

ہر نماز کے بعد سات 7 بار

**سورۂ قُریش**

پڑھ کر دعا مانگئے۔

پہاڑ جتنا قرض ہو گا تب بھی اِن شآءَ اللہُ الکریم ادا ہو جائے گا۔ عمل تا حُصُولِ مراد جاری رکھئے۔

(نوٹ: وظیفہ کے اول آخر تین تین بار درود شریف پڑھنا ہے)

(دیکھئے: فیضان رمضان، ص112)

## ننانوے بیماریوں کے لیے دوا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:

”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ“

ننانوے بیماریوں کی دوا ہے، ان میں سب سے ہلکی بیماری رنج و غم ہے۔

(معجم اوسط، 4/10، حدیث: 5028)

## طبیعت عبادت کی طرف مائل ہو

**یَامُحْصِی**

(اے ہر چیز کے گھیرنے والے)

اگر طبیعت عبادت کی طرف مائل نہ ہوتی ہو تو سوتے وقت اپنا ہاتھ سینے پر رکھ کر 7 مرتبہ یہ اِسم پڑھے، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم بہت جلد عبادت و ریاضت کا شوق پیدا ہو۔

(نوٹ: وظیفہ کے اول آخر تین تین بار درود شریف پڑھنا ہے)

## تکلیف میں کمی

**یَاحَلِیْمُ**

**گیارہ سو بار**

(اول آخر گیارہ بار دُرود شریف کے ساتھ)

مریض کے پاس بیٹھ کر پڑھئے اور پانی پر دَم کر کے اسے پلا دیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الکریم اس کی تکلیف میں کمی آئے گی۔

(از: امیرِ اہلِ سنّت مولانا الیاس عطار قادری)

(4 رمضان کریم 1446ھ/ 04-03-2025ء)

پیشکش: مجلسِ ماہنامہ فیضانِ مدینہ

سات زبانوں (عربی، اردو، ہندی، گجراتی، انگلش، بنگلہ اور سندھی) میں جاری ہونے والا کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ

رنگین شمارہ

# فیضانِ مدینہ

(دعوتِ اسلامی)

اکتوبر 2025ء / ربیعُ الآخر 1447ھ

جلد: 9　　شمارہ: 10

مہنامہ فیضانِ مدینہ دھوم مچائے گھر گھر
یا ربّ جاکر عشقِ نبی کے جام پلائے گھر گھر
(از امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ)

| | |
|---|---|
| ہیڈ آف ڈیپارٹ | مولانا مہروز علی عطاری مدنی |
| چیف ایڈیٹر | مولانا ابو رجب محمد آصف عطاری مدنی |
| ایڈیٹر | مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی |
| شرعی مفتش | مفتی محمد انس رضا قادری |
| گرافکس ڈیزائنر | شاہد علی حسن عطاری |

بفیضانِ نظر: سِراجُ الْاُمّہ، کاشِفُ الغُمّہ، امامِ اعظم، حضرت سیّدنا **امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت** رحمۃ اللہ علیہ

بفیضانِ کرم: اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدِّدِ دین و ملّت، شاہ **امام احمد رضا خان** رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرت **علامہ محمد الیاس عطّار قادری** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

## آراء و تجاویز کے لیے

+9221111252692 Ext:2660
WhatsApp: +923103330935
Email: mahnama@dawateislami.net
Web: www.dawateislami.net

- قیمت　رنگین شمارہ: 200 روپے　سادہ شمارہ: 100 روپے
- ہر ماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات　رنگین شمارہ: 3500 روپے　سادہ شمارہ: 2200 روپے
- ممبر شپ کارڈ (Membership Card)　رنگین شمارہ: 2400 روپے　سادہ شمارہ: 1200 روپے

ایک ہی بلڈنگ، گلی یا ایڈریس کے 15 سے زائد شمارے بک کروانے والوں کو ہر بکنگ پر 500 روپے کا خصوصی ڈسکاؤنٹ
رنگین شمارہ: 3000 روپے　سادہ شمارہ: 1700 سو روپے

**بکنگ کی معلومات و شکایات کے لیے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278**
Email:mahnama@maktabatulmadinah.com
ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلہ سوداگران کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ط اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط


| | | | |
|---|---|---|---|
| قراٰن و حدیث | آمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے قراٰنی مقاصد (قسط:02) | مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی | 4 |
| | رزق اور عمر میں اضافہ | مولانا ابو رجب محمد آصف عطّاری مدنی | 7 |
| فیضانِ سیرت | تبلیغِ دین میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی حکمت عملیاں (قسط:02) | مولانا ابو النّور راشد علی عطاری مدنی | 10 |
| | آخری نبی، محمد عربی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ایک عظیم نفسیات شناس (قسط:02) | مولانا شہزاد عنبر عطّاری مدنی | 13 |
| مدنی مذاکرے کے سوال جواب | غوثِ پاک عربی تھے یا عجمی؟ مع دیگر سوالات | امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری | 15 |
| دارالافتاء اہلِ سنّت | کیا نابالغ پر سجدۂ تلاوت لازم ہوتا ہے؟ مع دیگر سوالات | مفتی فضیل رضا عطّاری | 17 |
| مختلف مضامین | اسلام ہی مکمل ضابطۂ حیات ہے (قسط:03) | نگرانِ شوریٰ مولانا محمد عمران عطّاری | 19 |
| | ناکام لوگوں کی 23 نشانیاں | مولانا ابو رجب محمد آصف عطّاری مدنی | 21 |
| | شرائطِ نماز کی حکمتیں | مولانا ابرار اختر القادری | 23 |
| | جنتی بالاخانے دلانے والی نیکیاں | مولانا شہزاد یونس عطّاری مدنی | 25 |
| | اللہ پاک کی عبادت کی تعلیم | مولانا سید بہرام حسین عطّاری مدنی | 27 |
| | اسلام کا نظام طہارت و نظافت (قسط:01) | مولانا فرمان علی عطّاری مدنی | 29 |
| | بزرگانِ دین کے مبارک فرامین | مولانا ابو شیبان عطّاری مدنی | 32 |
| تاجروں کے لیے | احکامِ تجارت | مفتی ابو محمد علی اصغر عطّاری مدنی | 33 |
| بزرگانِ دین کی سیرت | حضرت سیدنا یعقوب علیہ السّلام (قسط:01) | مولانا ابو عبید عطّاری مدنی | 35 |
| | حضرت مقداد بن اسود رضی اللہُ عنہ | مولانا عدنان احمد عطّاری مدنی | 37 |
| | غوثِ پاک اور علمِ حدیث | مولانا گل فراز عطّاری مدنی | 39 |
| | خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا سیّد احمد اشرف کچھوچھوی رحمۃُ اللہِ علیہ | مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مدنی | 41 |
| | اپنے بزرگوں کو یاد رکھیے | مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مدنی | 43 |
| قارئین کے صفحات | نئے لکھاری | شبیر رضا/محمد حسن رضا/عبد الاحد عطّاری | 45 |
| | آپ کے تأثرات | | 50 |
| بچّوں کا ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ | گھر والوں کو سلام کرو، برکت پاؤ! | مولانا محمد جاوید عطّاری مدنی | 51 |
| | بارگاہِ رسالت سے قوتِ حافظہ کی بخشش | مولانا سید عمران اختر عطّاری مدنی | 52 |
| | بیل کی نصیحت | مولانا حیدر علی مدنی | 53 |
| | بچوں کے اسلامی نام | | 55 |
| | سفر اور بچے | مولانا حافظ حفیظ الرّحمٰن عطّاری مدنی | 57 |
| اسلامی بہنوں کا ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ | اپنا وقار بنایئے | اُمِّ میلاد عطّاریہ | 59 |
| | عزّتِ نسواں اور اسلام | مولانا اُحد رضا عطّاری مدنی | 61 |
| | اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل | مفتی فضیل رضا عطّاری | 63 |
| اے دعوتِ اسلامی تری دھوم مچی ہے! | دعوتِ اسلامی کی مدنی خبریں | مولانا حسین علاؤ الدین عطّاری مدنی | 64 |

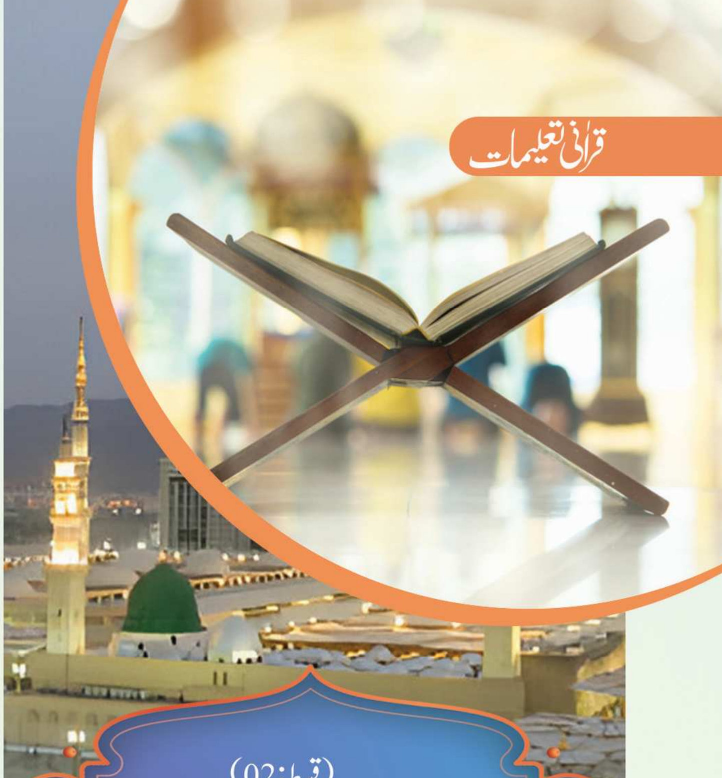

# آمدِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قرآنی مقاصد
(قسط:02)

مولانا ابو النور راشد علی عطّاری مَدَنی*

## قراٰن کی تلاوت

اَنبیائے کِرام کی بعثت کا ایک نُمایاں مقصد ہمیشہ یہ رہا ہے کہ وہ اللہ کے نازل کردہ کلام کو انسانوں تک پہنچائیں۔ حضور نبیِ رحمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بھی یہ فریضہ سونپا گیا اور اسے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مقاصدِ بعثت میں شمار فرمایا چنانچہ قراٰن کریم میں کئی مقامات پر نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بعثت کے جن فرائض کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں ”تلاوتِ آیات“ کو نہایت نمایاں حیثیت دی گئی ہے۔

سورۃُ البقرۃ میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے۔(1)

یہ دُعا حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے کی تھی جسے اللہ کریم نے قبول فرمایا اور اپنا پیارا محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم مکہ مکرمہ میں مبعوث فرمایا، چنانچہ سورۃُ اٰلِ عمرٰن میں ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے۔(2)

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر جب بھی کوئی نئی وحی نازل ہوتی، آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اسے فوری طور پر لوگوں کو سناتے۔ کئی مواقع پر قراٰن نے خود اس عمل کو بیان کیا۔ مثلاً سورۃُ القیامۃ میں ہے: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖؕ(۱۶) اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗۚۖ(۱۷)﴾ ترجَمۂ کنزُالایمان: تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو بیشک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔(3)

آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اندازِ تلاوت، وقار، ترتیب، ٹھہراؤ اور تاثیر صحابہ کے دلوں کو لرزا دیتا تھا۔ حضرت عبدُ اللہ بن مسعود، حضرت اُبی بن کعب، حضرت زید بن ثابت جیسے قاریانِ وحی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے براہِ راست قراٰن سنتے اور آگے امت کو پہنچاتے۔

تِلاوتِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی یہ خصوصیت محض اَدائیگیِ کلمات نہ تھی بلکہ ایک دعوتی عمل تھا جس میں حکمت، تدبُّر، تعلیم، اِصلاح اور بصیرت شامل تھی۔ سورۂ بنیٓ اسرآءیل میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَ قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور قرآن ہم نے جدا جدا کرکے اُتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔(4)

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تلاوتِ قراٰن میں ایسی تاثیر تھی کہ کفّار بھی بعض اوقات چُھپ کر سنا کرتے اور ایک بار سورۃُ النجم کی تلاوت پر کفّارِ مکّہ بھی سجدے میں جا گرے، ایک مرتبہ کفّارِ مکّہ نے عُتبہ بن ربیعہ کو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے بات کرنے اور اسلام کی تبلیغ روکنے پر آمادہ کرنے کے لیے بھیجا، جب اس نے اپنا مُدّعا بیان کردیا تو رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سورۂ حٰمٓ السجدۃ کی تلاوت شروع فرمادی۔ آپ تلاوت فرماتے رہے اور عُتبہ تعجب خیز انداز میں اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے آپ کو دیکھتا رہا اور آپ کی تلاوت سنتا رہا، جب آپ اس آیت ﴿فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ(۱۳)﴾

*ایم فِل اسکالر، فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

(ترجَمۂ کنزالایمان: پھر اگر وہ منہ پھیریں تو تم فرماؤ کہ میں تمہیں ڈراتا ہوں ایک کڑک سے جیسی کڑک عاد اور ثمود پر آئی تھی۔) پر پہنچے تو عتبہ نے اپنا ہاتھ آپ کے دہن مبارک پر رکھ دیا اور آپ کو قسم دے کر کہنے لگا: آپ آگے نہ پڑھیں ہم پر رحم فرمائیں۔ اسے ڈر ہوا کہ کہیں قومِ عاد و ثمود کی طرح یہاں بھی کوئی عذاب نہ آجائے، اس کے بعد بھی آپ نے تلاوت جاری رکھی۔ آیتِ سجدہ پڑھنے کے بعد آپ نے سجدۂ تلاوت بھی ادا فرمایا، اس کے بعد ختمِ سورہ تک تلاوت فرمائی اور عتبہ سے فرمایا کہ اے عتبہ! تمہیں جو سننا تھا وہ سن چکے، باقی تمہیں اختیار ہے۔ عتبہ جب آپ کے پاس سے رخصت ہوا تو اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔[5]

## اتمامِ حجت اور کلمۂ حق کی سربلندی

بعثتِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ایک نہایت اہم اور فیصلہ کن مقصد یہ تھا کہ باطل کے خلاف مکمل اتمامِ حجت ہو جائے اور حق کا بول بالا ہو۔ قراٰن کریم واضح کرتا ہے کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بعثت اور آپ کے وعظ و نصیحت اور اخلاقی تعلیمات میں ایک فیصلہ کُن حجت تھی، جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے حق و باطل میں فرق واضح کر دیا۔ اس کے بعد کسی کے لیے عذر باقی نہیں رہتا اور پھر جو حق کو قبول نہ کرے، وہ خود اپنی ضد اور گمراہی کا ذمہ دار ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا(۱۵)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک (ہم ان میں) رسول نہ بھیج لیں۔[6]

اسی طرح سورۃ النسآء میں فرمایا: ﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِؕ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے۔[7] یہی اتمامِ حجت بعثتِ محمدی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذریعے اپنے کمال کو پہنچا، جیسا کہ سورۃُ الصَّف میں فرمایا گیا: ﴿هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۠(۹)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے پڑے بُرا مانیں مشرک۔[8]

یہ آیات صاف بتاتی ہیں کہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد مبارک کا مقصد باطل پر حجت قائم کرنا اور حق کو غالب کرنا تھا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عملی میدان میں ظلم، شرک، جہالت اور اِستبداد کے خلاف جہاد کیا، معاشرتی و قانونی نظام قائم کیا اور اللہ کے دین کو عملی شکل دی۔

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ حجت نہ صرف عربوں پر، بلکہ یہود، نصاریٰ، منافقین، مشرکین اور دنیا کی بڑی تہذیبوں پر بھی قائم کی۔ سورۃ الفرقان میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ”اَلفرقان“ یعنی حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والے قراٰن کریم کا مقصدِ نُزول فرمایا گیا: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَاۙ(۱)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سُنانے والا ہو۔[9]

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذریعے اِتمامِ حجت کا یہ عمل مکمل ہوا، جیسا کہ سورۃُ المآئدۃ میں فرمایا گیا: ﴿قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌۙ(۱۵) یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) آیا اور روشن کتاب اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اُسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے راستے۔[10]

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اتمامِ حجت کی سب سے بڑی مثال آپ کی وفات سے پہلے کا خطبۂ حجۃُ الوداع ہے، جس میں آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ سن لو! کیا میں نے (پیغام) پہنچا دیا؟ سب صحابہ نے کہا: نَعَمْ! تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ یعنی اے اللہ! گواہ رہ۔[11]

آج بھی مسلمان اسی مقصدِ بعثتِ رسول کے وارث ہیں۔ دعوت، اِبلاغ، عدل، حکمت اور اِستقامت کے ذریعے انہیں حق کی بالادستی قائم کرنا ہے اور دنیا کو بتانا ہے کہ حق، اَمن، انصاف اور ہدایت کہاں ہے۔

## کِتمانِ حق کا پردہ چاک کرنا اور نورِ وحی کا ظہور

جب دنیا اُفقِ تاریخ پر باطل کی دھند میں گم ہو چکی تھی اور اہلِ کتاب کی وہ جماعتیں، جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے اَنبیاء اور صحائف بھیجے تھے، ہدایت کے نگہبان کی بجائے خود گمراہی کا سبب بن چکی تھیں، تب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو ایک

ایسا رسول بنا کر بھیجا جو کِتمانِ حق کے پردے چاک کرتا ہے اور وحی کی روشنی کو ہر جانب پھیلا دیتا ہے۔

اہلِ کتاب، خاص طور پر یہود و نصاریٰ، وہ قومیں تھیں جنہیں اللہ نے تورات اور انجیل کی شکل میں ہدایت عطا فرمائی تھی۔ مگر ان اقوام نے انبیائے کرام کے پیغام کو چھپایا، اس میں من پسند تاویلات کیں اور رسولِ آخرُ الزّمان صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد کی وہ واضح نشانیاں جو ان کی کتابوں میں درج تھیں، انہیں پردۂ تعصب اور حسد کے نیچے دفن کر دیا۔ قراٰنِ مجید ان کے اس طرزِ عمل کی پرزور مذمّت کرتا ہے اور فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِۙ اُولٰٓىٕكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَۙ(۱۵۹)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جو ہماری اُتاری ہوئی روشن باتوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں بعد اس کے کہ لوگوں کے لیے ہم اسے کتاب میں واضح فرما چکے ان پر اللہ کی لعنت ہے اور لعنت کرنے والوں کی لعنت۔(12)

یہی کتمان اور تحریف جب دین کے نام پر پھیلنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مبعوث فرمایا اور آپ کو وہ نور عطا فرمایا جس کے ذریعے حق کو واضح کرنا اور چھپائے گئے دین کو نُمایاں کرنا ممکن ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ۬ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌۙ(۱۵)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول تشریف لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھیں اور بہت سی مُعاف فرماتے ہیں بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔(13)

یہاں "نُور" سے مراد رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ اقدس ہے اور "کتابِ مبین" سے مراد قراٰنِ مجید۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ صرف ایک مبلغ تھے بلکہ "ظلمات" کو چیرنے والا چراغِ ہدایت تھے، جن کی نظر باطن تک جاتی تھی اور جن کی زبان وحی کے مطابق صداقت کی روشنی پھیلاتی تھی۔

قراٰنِ مجید نے ان تمام پہلوؤں کو، جنہیں اہلِ کتاب نے یا تو چھپایا تھا یا مسخ کر دیا تھا، نہایت واضح انداز میں دوبارہ اُجاگر کیا۔ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے وہ علم لوگوں کو عطا کیا جس سے وہ آزادانہ طریقے سے حق اور باطِل میں تمیز کر سکیں۔ فرمایا: ﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ٘ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور نہ چھپانا تو انہوں نے اسے اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔(14)

جب اہلِ کتاب نے یہ عہد توڑا، تب رسالتِ محمدی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس خلاء کو پورا کیا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ صرف حق کو ظاہر کرنے والے تھے بلکہ آپ نے رحم، حکمت اور حِلم کے ساتھ ان لوگوں کو ہدایت دی، جنہوں نے سچّائی کو جھوٹ میں گم کر دیا تھا۔

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی آمد کے اس عظیم مقصد کا تقاضا ہے کہ آج اُمّت بھی حکمت، علم، نرمی اور استقامت کے ساتھ حق کو ظاہر کرے، جیسا کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کیا تھا۔ یہی اس اُمّت کا شرف ہے، یہی اس کا فرض اور یہی اس کا فلاح کا راستہ۔

(بقیہ اگلے ماہ کے شمارے میں)

(1) پ1، البقرۃ: 129 (2) پ4، آل عمرٰن: 164 (3) پ29، القیٰمۃ: 16، 17 (4) پ15، بنی اسرآءیل: 106 (5) دلائل النبوۃ للبیہقی، 2/203 (6) پ15، بنی الاسرآءیل: 15 (7) پ6، النسآء: 165 (8) پ28، الصف: 9 (9) پ18، الفرقان: 1 (10) پ6 المآئدۃ: 15، 16 (11) بخاری، 3/140، حدیث: 4403 (12) پ2، البقرۃ: 159 (13) پ6، المآئدۃ: 15 (14) پ4، اٰل عمرٰن: 187۔

### اگست 2025ء میں امیرِ اہلِ سنّت کی جانب سے مرحومین کے لواحقین اور مریضوں کے نام جاری ہونے والے دعائیہ پیغامات کی رپورٹ

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے اگست 2025ء میں نجی پیغامات کے علاوہ المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) کے شعبہ "پیغاماتِ عطّار" کے ذریعے تقریباً 3107 پیغامات جاری فرمائے جن میں 518 تعزیت کے، 2394 عیادت کے جبکہ 195 دیگر پیغامات تھے۔ ان پیغامات میں امیرِ اہلِ سنت نے بیماروں کی صحت یابی کے لیے دعائیں فرمائیں جبکہ مرحومین کے لواحقین سے تعزیت کرتے ہوئے مرحومین کے لیے مغفرت اور بلندئ درجات کے لئے دعائیں کیں۔

لو مدینے کا پھول لایا ہوں
میں حدیثِ رسول لایا ہوں

شرحِ حدیثِ رسول

# رزق اور عمر میں اضافہ

(Increase in sustenance and lifespan)

مولانا ابورجب محمد آصف عطّاری مَدَنی*

مسلم شریف میں ہے کہ رَحمتِ عالم، نورِ مجسّم، رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِیْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَاَ لَهٗ فِیْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ ترجمہ: جسے یہ پسند ہو کہ اس کے رِزْق میں وُسعت ہو اور عمر میں اضافہ ہو، اسے چاہیے کہ صلۂ رحمی کرے۔(1)

اس فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں رِزق اور عمر میں اضافے کا نبوی نسخہ بتایا گیا ہے اور وہ ہے رشتہ داروں سے حسنِ سُلوک! اپنا فائدہ چاہنا انسانی فطرت کا تقاضا ہے لہٰذا جس عمل پر اس کا فائدہ موقوف ہو وہ کام کرنے میں اسے رغبت ہو جاتی ہے۔ اس روایت میں رزق میں فراخی اور عمر میں اضافہ موقوف جبکہ رشتہ داروں سے حسنِ سُلوک موقوف علیہ ہے۔ ان تینوں کے بارے میں وضاحتی کلام یہاں پیش کیا جارہا ہے:

## 1 رِزق میں وُسعت

رِزق بڑھنے سے مراد دراصل اس میں بَرَکت ہے کیونکہ صلۂ رحمی صدقہ ہے اور صدقہ مال کو بڑھاتا اور اس میں اضافہ کرتا ہے۔(2)

## 2 عمر میں اضافہ

اس حدیثِ پاک میں "يُنْسَاَ فِیْ اَثَرِهٖ" فرمایا ہے يُنْسَاَ نَسَاء سے ہے۔ نَسَاء کہتے ہیں دیر لگانے کو اس لیے ادھار کو نَسِیْئَہ کہا جاتا ہے کہ وہاں مال دیر سے ملتا ہے۔ اَثَر کہتے ہیں نشانِ قدم کو، مرنے سے نشانِ قدم جاتے رہتے ہیں کہ پھر انسان چلتا پھرتا نہیں۔ پھر زندگی کو اثر کہنے لگے کہ زندگی میں نشان قدم زمین پر پڑتے ہیں۔ موت میں دیر لگانے سے مراد ہے عمر دراز ہونا، یعنی جو رِزق میں بَرَکت عمر میں درازی چاہے وہ رشتہ داروں سے اچّھا سُلوک کرے۔(3)

حضرت امام نووی رحمۃُ اللہ علیہ لکھتے ہیں: عمر میں اضافے کا تعلّق لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی اس عمر سے ہے کہ جو فرشتوں کو معلوم ہے۔ مثلاً: فرشتوں کو لوحِ محفوظ پر یہ دکھایا جاتا ہے کہ اس آدمی کی عمر ساٹھ 60 برس ہے لیکن اگر اس نے صلۂ رحمی کی تو اس کی عمر میں چالیس 40 سال کا اور اضافہ کر دیا جائے اور اللہ کریم کو علم ہوتا ہے کہ یہ صلۂ رحمی کرے گا یا نہیں! لیکن مخلوق کو معلوم نہیں ہوتا۔ جب وہ صلۂ رحمی کرتا ہے تو لوحِ محفوظ میں لکھی ہوئی عمر میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ تو یہ زیادتی مخلوق کے علم کے لحاظ سے ہے اللہ پاک کے علم کے اعتبار سے نہیں۔(4)

حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: عمر میں زیادتی سے ایک مُراد نیک اولاد بھی ہے جو اس کے لیے دعا کرنے والی اور اس کی نیک نامی کو زندہ رکھنے والی

*استاذ المدرّسین، مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ کراچی

ہے۔[5]

۞ عَلّامہ بَدْرُ الدِّیْن عَیْنِی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”عمر میں زیادتی کا معنیٰ یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی دنیا میں اس شخص کا ذکرِ جمیل باقی رہے گا اور لوگوں کی زبانوں پر اس کی تعریف رہے گی تو گویا کہ مرنے کے بعد بھی وہ نہیں مرا، اب یہ تعریف چاہے اس بِنا پر ہو کہ اس نے لوگوں کو ایسا علم پہنچایا جس سے ان کو نَفع حاصل ہوا یا اس نے صدقۂ جاریہ کیا ہو یا اپنے پیچھے نیک اولاد چھوڑ گیا ہو۔[6]

۞ ارشادُ السّاری شرح بُخاری میں ہے: عمر میں اضافے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے جسم میں قوّت و طاقت حاصل ہو جاتی ہے، یا پھر اس کی اچّھی شُہرت اور نیک نامی لوگوں کی زبانوں پر باقی رہتی ہے گویا وہ مرا ہی نہیں۔ یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اگر یہ شخص صلۂ رحمی کرے گا تو اس کی عمر اور رِزق اتنے ہوں گے، اور اگر قطع رحمی کرے گا تو اتنے ہوں گے۔ الترغیب والترہیب میں حضرت عبدُ اللہ بن عَمرو بن العاص رضی اللہُ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبیِ اکرم، رسولِ معظّم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”بیشک انسان صلۂ رحمی کرتا ہے حالانکہ اس کی عمر میں صرف تین دن باقی ہوتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں تیس سال کا اضافہ فرما دیتا ہے۔ اور بیشک ایک شخص قطع رحمی کرتا ہے حالانکہ اس کی عمر میں تیس سال باقی ہوتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر کو گھٹا دیتا ہے یہاں تک کہ صرف تین دن باقی رہ جاتے ہیں۔“[7]

## 3 صلۂ رحمی

صِلَہ کے معنیٰ ہیں: اِیْصَالُ نَوْعٍ مِّنْ اَنْوَاعِ الْاِحْسَان یعنی کسی بھی قِسم کی بھلائی اور احسان کرنا۔[8] اور رِحم سے مراد: قرابت، رشتہ داری ہے۔[9] بہارِ شریعت میں ہے: صلہ رحم کے معنیٰ: رِشتے کو جوڑنا ہے یعنی رشتے والوں کے ساتھ نیکی اور سُلوک (یعنی بھلائی) کرنا۔[10]

اس حدیثِ پاک میں رِزق و عمر میں اضافے کو جس عمل پر موقوف کیا گیا ہے وہ صلۂ رحمی کرنا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ ذی رِحم ہو یا وارث و جانشین ہو یا پھر قریبی رشتے دار ہر ایک سے صلۂ رحمی و حسنِ سُلوک کرنا ہے اور یہ صلۂ رحمی (موقع کے مطابق) کبھی مال سے ہوتی ہے، کبھی خدمت سے اور کبھی میل جول سے ہوتی ہے۔[11]

مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: بعض علمانے اِس حدیث کو ظاہر پر حمل کیا ہے (یعنی حدیث کے ظاہری معنی مراد لئے ہیں) یعنی یہاں قضا مُعَلَّق مراد ہے کیونکہ قضا مُبرم ٹل نہیں سکتی۔ (قضا سے مراد یہاں قسمت ہے۔ قضا کی اقسام اور اس کے بارے میں تفصیلات جاننے کیلئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہارِ شریعت جلد اوّل صفحہ 14 تا 17 کا مطالعہ کیجئے)

## صلۂ رحمی کی صورتیں

قراٰنِ پاک میں ہے: ﴿وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔[12]

ایک اور فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں بھی صلہ ٔرحمی کی فضیلت بیان کی گئی ہے: رشتے جوڑنا گھر والوں میں مَحبّت، مال میں بَرَکت اور عمر میں دَرازی ہے۔[13]

## 12 ہزار درہم رشتے داروں کو بانٹ دیئے

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے حضرتِ زینب رضی اللہُ عنہا کی خدمت میں 12 ہزار دِرہم بھیجے تو انہوں نے یہ رقم اپنے رشتے داروں میں تقسیم کر دی۔[14]

شارحِ بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”صلۂ رحمی کی مختلف صورتیں ہیں: مثلاً ۞ ان کو ہدیہ و تحفہ دینا ۞ ان کی امداد و اعانت کرنا ۞ ان کے ساتھ لُطف و مہربانی سے پیش آنا ۞ انہیں سلام کرنا ۞ ان کے ساتھ ملاقات کرنا ۞ ان کے پاس اُٹھنا بیٹھنا ۞ ان کے ساتھ خط و کتابت رکھنا، غرضیکہ ہر وہ اچھا فعل جس سے جانبین میں محبّت و اُلفت

پیدا ہو صلۂ رحم ہے۔ بہتر یہ ہے ملاقات میں ناغہ کرے، ایک دن ملے تو دوسرے دن نہ جائے کہ اس طرح محبّت و اُلفت زیادہ ہوتی ہے۔ نیز صلۂ رحمی اسی کا نام نہیں کہ جب وہ اچّھی طرح پیش آئیں تب ہی ان سے اچّھائی کی جائے بلکہ صلۂ رحمی تو یہ ہے کہ اگر وہ سختی اور بے اعتنائی برتیں تو ان کے ساتھ نرمی اور بردباری سے پیش آیا جائے۔[15]

رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: رشتہ جوڑنے والا وہ نہیں جو بدلہ چکائے بلکہ جوڑنے والا وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ توڑا جائے تو وہ اسے جوڑ دے۔[16]

## صِلَۂ رِحْمی کرنے کے 10 فائدے

حضرتِ سیِّدُنا فقیہ ابواللَّیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صِلَۂ رِحْمی کرنے کے 10 فائدے ہیں: 1 اللہ پاک کی رِضا حاصل ہوتی ہے 2 لوگوں کی خوشی کا سبب ہے 3 فرشتوں کو مَسَرّت ہوتی ہے 4 مسلمانوں کی طرف سے اس شخص کی تعریف ہوتی ہے 5 شیطان کو اس سے رَنج پہنچتا ہے 6 عمر بڑھتی ہے 7 رِزْق میں برکت ہوتی ہے 8 فوت ہو جانے والے آباء واجداد (یعنی مسلمان باپ دادا) خوش ہوتے ہیں 9 آپس میں مَحبّت بڑھتی ہے 10 وفات کے بعد اس کے ثواب میں اِضافہ ہو جاتا ہے، کیونکہ لوگ اس کے حق میں دُعائے خیر کرتے ہیں۔[17]

## رشتے داروں کے درجات

مفتی امجد علی اعظمی رحمۃُ اللہ علیہ بہارِ شریعت جلد 3 صفحہ 559 پر لکھتے ہیں: احادیث میں مُطلَقاً (یعنی بغیر کسی قید کے) رشتے والوں کے ساتھ صِلہ (یعنی سُلوک) کرنے کا حکم آتا ہے، قرآنِ مجید میں مُطلَقاً (یعنی بلا قید) ذوِی القربٰی (یعنی قرابت والے) فرمایا گیا مگر یہ بات ضَرور ہے کہ رِشتے میں چُونکہ مختلف دَرَجات ہیں (اسی طرح) صِلَۂ رِحم (یعنی رشتے داروں سے حسنِ سلوک) کے دَرَجات میں بھی تفاوت (یعنی فرق) ہوتا ہے۔ والِدین کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے، ان کے بعد ذُو رِحم مَحرم کا، (یعنی وہ رشتے دار جن سے نسبی رشتہ ہونے کی وجہ سے نکاح ہمیشہ کیلئے حرام ہو) ان کے بعد بَقِیَّہ رشتے والوں کا علیٰ قدرِ مراتب۔ (یعنی رشتے میں نزدیکی کی ترتیب کے مطابق)[18]

## رشتہ داروں سے حسن سلوک کے سماجی فوائد

❁ خاندان مضبوط ہوتا ہے ❁ آپس کے تعلّقات بہتر ہونے سے خاندان میں اتحاد، محبت اور تعاون بڑھتا ہے ❁ سماجی ہم آہنگی قائم رہتی ہے ❁ اگر کوئی مصیبت، بیماری یا مالی تنگی آجائے تو رشتہ دار ہی سب سے پہلے مدد کو پہنچتے ہیں ❁ جب بچّے اپنے بڑوں کو رشتہ داروں کے ساتھ اچّھے تعلّقات رکھتے دیکھتے ہیں تو ان میں بھی ایثار، ہمدردی اور صلۂ رحمی کی عادت پیدا ہوتی ہے۔

اللہ کریم ہمیں مسلمانوں بِالخصوص رشتے داروں سے حسنِ سُلوک کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) مسلم، ص1062، حدیث: 6524 (2) ارشاد الساری، 5 / 33، تحت الحدیث: 2067 (3) مراٰۃ المناجیح، 6 / 520 (4) شرح مسلم للنووی، 16 / 114 (5) اشعۃ اللمعات، 4 / 109 (6) عمدۃ القاری، 15 / 154، تحت الحدیث: 5985 (7) ارشاد الساری، 5 / 33، تحت الحدیث: 2067 (8) الزواجر عن اقتراف الکبائر، 2 / 156 (9) لِسانُ العَرب، 1 / 1613 (10) بہار شریعت، 3 / 558 (11) ارشاد الساری، 5 / 33، تحت الحدیث: 2067 (12) پ4، النسآء: 1 (13) ترمذی، 3 / 394، حدیث: 1986 (14) اسد الغابہ، 7 / 140 (15) فیوض الباری، 8 / 43 ملخصاً (16) بخاری، 4 / 98، حدیث: 5991 (17) تنبیہ الغافلین، ص73 (18) رَدُّ المحتار، 9 / 678۔

## ہفتہ وار رسائل کی کارکردگی (اگست 2025ء)

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ ہر ہفتے ایک مدنی رسالہ پڑھنے / سننے کی ترغیب دلاتے اور پڑھنے / سننے والوں کو دُعاؤں سے نوازتے ہیں۔

اگست 2025ء میں دیئے گئے 04 مَدَنی رَسائل کے نام اور ان کی کارکردگی پڑھئے: (1) تفسیر نورالعرفان سے 95 مدنی پھول (قسط: 06): 17 لاکھ، 84 ہزار 614 (2) سجدے کے فضائل: 16 لاکھ، 82 ہزار 385 (3) امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کی 25 باتیں "ایک عاشق کے قلم سے": 20 لاکھ، 70 ہزار 782 (4) اربعینِ عطار قسط 03: 19 لاکھ، 42 ہزار 872۔

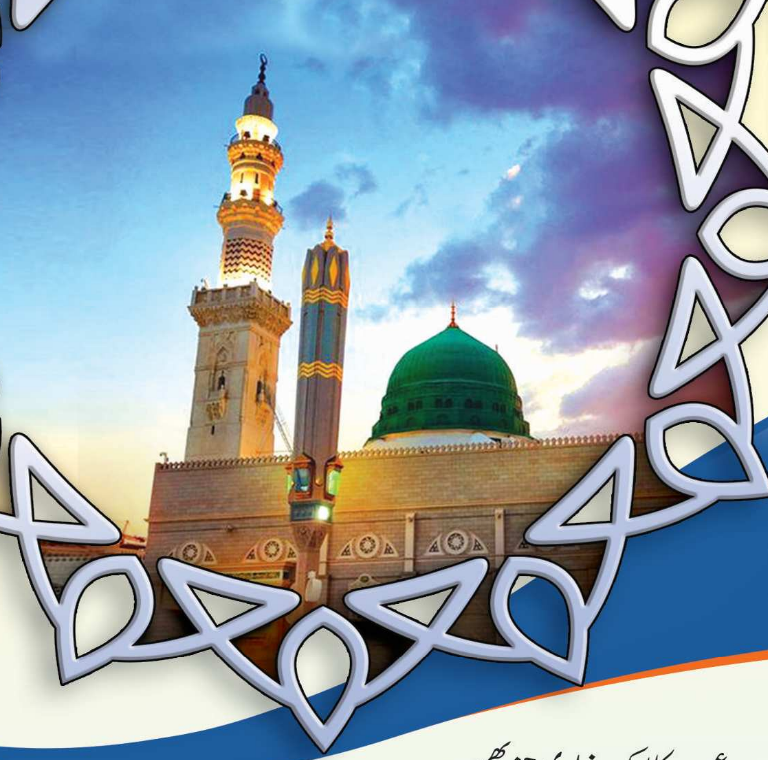

# تبلیغِ دین میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حکمتِ عملیاں

(دوسری اور آخری قسط)

(Strategic Methods of Propagation)

مولانا ابو النور راشد علی عطاری مدنی*

## صبر و استقامت؛ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دعوتی حکمت کا ستون

دعوتِ دین کی راہ میں مشکلات، انکار، استہزا، ظلم اور مزاحمت ایک عام سا معاملہ ہے، مگر جو داعی صبر و استقامت سے کام لیتا ہے، وہی اپنے مشن میں کامیاب ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ مبارکہ صبر و استقامت کی بے مثال داستان ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے نہ صرف خود ظلم برداشت کیا، بلکہ اپنے متبعین کو بھی حوصلہ دیا کہ وہ دین کی راہ میں ثابت قدم رہیں۔ صبر، درحقیقت، دعوت کی روح ہے، اور استقامت اس کا دل۔ اگر رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جلد بازی کرتے یا مکہ کے ظلم سے گھبرا کر دعوت کا مشن ترک کر دیتے تو دینِ اسلام کا نور عالمگیر نہ ہوتا۔

قراٰنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مواقع پر صبر کی تلقین کی اور اسے انبیا کی سنت قرار دیا: ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: تو تم صبر کرو جیسا ہمت والے رسولوں نے صبر کیا۔(1)

یہ حکم رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اس وقت دیا گیا جب کفارِ مکہ کی طرف سے ظلم و ستم کی شدت بڑھ رہی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صبر نہ صرف اخلاقی صفت ہے، بلکہ نبوی دعوت کا ایک بنیادی جز بھی ہے۔

مکہ مکرمہ کے ابتدائی تیرہ سال کا دور رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور صحابہ کے لیے سخت آزمائشوں کا تھا۔ حضرت خباب بن ارت رضی اللہُ عنہ کو دہکتے انگاروں پر لٹایا گیا، حضرت بلال رضی اللہُ عنہ کو گرم ریت پر گھسیٹا گیا، اور حضرت سمیہ و حضرت یاسر رضی اللہُ عنہما کو شہید کیا گیا۔ لیکن رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان سب کو صبر کی تلقین کی۔ طائف کا واقعہ صبر کی ایک انتہائی بلندی کی مثال ہے، جب آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو پتھر مار کر لہولہان کر دیا گیا، مگر آپ نے بددعا کے بجائے ہدایت کی دعا کی۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دعا کی: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ" یعنی اے اللہ! میری قوم کو معاف کر دے، کیونکہ وہ جانتے نہیں۔(2)

دین کی دعوت میں صبر کا مطلب یہ ہے کہ مبلغ فوری نتائج کی امید نہ رکھے، بلکہ وہ مسلسل، تدریجی اور پرامن جدوجہد کو اپنائے۔ سخت لہجے، طنز یا ردِعمل کے بجائے دلائل، نرم گفتاری اور ثابت قدمی سے اپنا مشن جاری رکھے۔ موجودہ دور میں بھی جب اسلاموفوبیا، الحاد یا معاشرتی مزاحمت کا سامنا ہو تو داعی کو رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت سے سیکھ کر صبر و استقامت

* ایم فل اسکالر، فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ایڈیٹر ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

کی روش اپنانی چاہیے، جیسا کہ سورۂ فُصِّلَت میں فرمایا گیا: ﴿وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اور نیکی اور بدی برابر نہ ہو جائیں گی اے سُننے والے برائی کو بھلائی سے ٹال۔[3]

رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت یہ سکھاتی ہے کہ صبر صرف ظلم سہنے کا نام نہیں، بلکہ اپنے موقف پر استقامت کے ساتھ قائم رہنا اور باطل کے سامنے ڈٹے رہنا بھی صبر ہے۔ چنانچہ تبلیغی مشن کی کامیابی کے لیے صبر و استقامت بنیادی روح ہیں۔

**نرمیِ زبان اور لہجے میں اعتدال: رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تبلیغی حکمتِ عملی**

تبلیغِ دین کی راہ میں لازمی طور پر اختیار کی جانے والی حکمتِ عملیوں میں سے ایک زبان کی نرمی اور لہجے کا اعتدال بھی ہے۔ یہ ایک ایسی حکمتِ عملی ہے جس نے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پیغام کو دلوں میں اتارا۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی دعوتی زندگی میں نرمی، شگفتگی اور دلسوزی نمایاں اوصاف تھے، جنہوں نے سخت دل دشمنوں کو بھی متاثر کیا۔ زبان کی سختی اور لہجے کی تُندی دلوں کو دور کرتی ہے، جب کہ نرمی دلوں میں محبت پیدا کرتی اور قبولیت کا دَر کھولتی ہے۔

ایک دیہاتی مسجد نبوی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں پیشاب کرنے لگا، صحابۂ کرام نے اسے روکنے کی کوشش کی، تو رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”لَا تُزْرِمُوْهُ دَعُوْهُ“ یعنی اسے مت روکو، اسے چھوڑ دو۔ جب وہ فارغ ہو گیا تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پانی منگوایا اور صفائی کروائی، پھر نرمی سے اسے سمجھایا کہ یہ اللہ کا گھر ہے، یہاں ایسی چیز جائز نہیں۔[4]

نیکی کی دعوت میں عملی تطبیق یہ ہے کہ آج کا مبلغ اپنے الفاظ اور اندازِ گفتگو پر کڑی نظر رکھے۔ بہت دفعہ سخت لہجے میں کی گئی اہم بات بھی رد ہو جاتی ہے جبکہ نرمی سے کہی گئی معمولی بات بھی دل میں گھر کر جاتی ہے۔ بہت سے لوگ اپنے علم کے باوجود محض سختی اور تحقیر آمیز انداز کی وجہ سے لوگوں کے ہاں مقبولیت نہیں پاتے، جب کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کے برعکس حکمت، شفقت اور خوش اخلاقی کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں اپنے پیغام کے لیے جگہ بنائی۔

نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”اِنَّ الرِّفْقَ لَا یَکُوْنُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَهُ، وَلَا یُنْزَعُ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَهُ“ یعنی نرمی جس چیز میں ہوتی ہے، اسے زینت بخشتی ہے اور جس سے نکال دی جائے، اسے بدصورت بنا دیتی ہے۔[5] یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ نرمی کوئی کمزوری نہیں بلکہ جمال ہے، دعوتِ دین کے حسن کا اہم ترین عنصر ہے۔

آج جب معاشرہ اختلافات، تعصب اور نفرت کا شکار ہے، تو ایک مبلغ کے لیے لازمی ہے کہ وہ زبان اور لہجے کی نرمی کو اپنائے۔ سیرتِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس کا عملی ماڈل ہے، جس میں نہ صرف بات کا اثر تھا بلکہ دلوں کو مسخر کر لینے والی مٹھاس بھی۔

**مخاطب کی ذہنی سطح کا لحاظ**

تبلیغِ دین کے مؤثر انداز میں سب سے بنیادی اصول یہ ہے کہ مبلغ، مخاطب کے فکری، علمی اور ذہنی پس منظر کو سمجھے۔ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرت ہمیں اس اصول کی کامل مثال فراہم کرتی ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہر فرد، قوم یا قبیلے کو اس کے مزاج، علمی درجے اور ذہنی افق کے مطابق دعوت دی۔ اس حکمتِ عملی کی تبلیغی اہمیت اس میں ہے کہ بات مخاطب کی فہم کے دائرے میں آتی ہے تو قبولیت کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ یہی وہ راز ہے جسے قراٰنِ کریم نے یوں بیان کیا: ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکّی تدبیر (سے)[6] یہاں ”حکمت“ کا مفہوم ہی یہ ہے کہ ہر بات اس کی جگہ، وقت اور سمجھنے والے کی استعداد کے مطابق کہی جائے۔

رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیبہ میں اس حکمتِ عملی کی بے شمار مثالیں ہیں۔ جیسا کہ ایک نوجوان نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس آکر زنا کی اجازت طلب کرتا ہے۔ صحابۂ

کرام اسے جھڑکنے لگے لیکن رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُسے قریب بلایا، نرمی سے سوالات کیے: کیا تو یہ اپنی ماں، بہن، بیٹی یا بیوی کے لیے پسند کرے گا؟ نوجوان نے ہر بار نہیں کہا، تو آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تو بھی دوسروں کے لیے وہی پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔[7] یہ اسلوب نفسیاتی اور ذہنی درجہ فہم کو مدنظر رکھتے ہوئے اختیار کیا گیا۔

یہ حکمتِ عملی آج کے دور میں بھی نہایت مؤثر ہے۔ اگر مبلغ کسی نوجوان سے گفتگو کر رہا ہو تو اس کے رجحانات اور سوالات کو سمجھے بغیر کوئی بات دل میں نہیں اترے گی۔ اسی طرح کسی دانشور، سائنس دان یا عام مزدور سے یکساں انداز میں بات کرنا حکمت سے خالی ہے۔ ہر فرد سے اُس کی عقل، تربیت اور سماجی حیثیت کے مطابق بات کرنا ہی نبوی طرزِ دعوت ہے۔

**انفرادی ملاقاتوں کے ذریعے دعوت** تبلیغِ دین کا بنیادی مقصد صرف پیغام پہنچانا نہیں بلکہ دلوں کو قائل کرنا اور فکروں کو بدلنا ہے۔ اس کے لیے ایک مؤثر حکمت عملی "انفرادی دعوت" ہے، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ابتدا میں دینِ اسلام کی دعوت اپنے قریبی افراد کو دی۔ سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا، حضرت علی رضی اللہُ عنہ، حضرت زید رضی اللہُ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ کو انفرادی طور پر ایمان کی دعوت دی، اور سب نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اسلام قبول کیا، حضرت ابو بکر رضی اللہُ عنہ خود بھی انفرادی دعوت کے ماہر بن گئے اور ان کی دعوت سے حضرت عثمان رضی اللہُ عنہ، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہُ عنہم جیسے بڑے صحابۂ کرام اسلام میں داخل ہوئے۔

موسمِ حج کے موقع پر رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم منیٰ اور عرفات میں قبیلوں کے خیموں میں جاتے، ان کے سرداروں سے اکیلے ملتے اور دینِ اسلام کی دعوت پیش کرتے۔ حضرت ربیعہ بن عباد رضی اللہُ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا کہ وہ قبیلہ قریش کے سرداروں کے پاس جا کر کہتے: اے بنی فلاں! میں اللہ کا رسول ہوں، تمہیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔[8]

جب طائف کے سرداروں نے اجتماعی طور پر رد کیا، تو نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے طائف کے تین بڑے اشراف سے فرداً فرداً بات کی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر اجتماعی دعوت کا ماحول سازگار نہ ہو تو انفرادی طور پر دلوں میں راہ تلاش کی جائے۔

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دارِ ارقم کو مرکز بنا کر وہاں ایک ایک فرد کو تربیت دی۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہُ عنہ، حضرت خباب رضی اللہُ عنہ، حضرت عمار رضی اللہُ عنہ، حضرت صہیب رضی اللہُ عنہ جیسے افراد انفرادی دعوت کے نتیجے میں ایمان لائے۔

آج کے دور میں انفرادی دعوت کا طریقہ اسکول، دفاتر، اسپتال، سوشل میڈیا اور ذاتی ملاقاتوں میں مؤثر انداز سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ دعوت کا یہ طریقہ خاص طور پر اُن افراد کے لیے مفید ہے جو معاشرتی دباؤ کی وجہ سے کھلے عام حق بات سننے یا تسلیم کرنے سے گھبراتے ہیں۔ انفرادی دعوت میں مبلغ کو یہ موقع ملتا ہے کہ وہ سامع کی ذاتی کیفیت، ذہنی سطح اور دلچسپیوں کو مدِ نظر رکھ کر پیغام دے، جیسا کہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کیا۔

صفحات کا دامن اتنی وسعت نہیں رکھتا کہ ہم رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبلِّغانہ حکمتِ عملیاں مزید لکھ سکیں، اللہ ربّ العزّت ہمیں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی حکیمانہ تعلیمات پر عمل کرنے اور ان حکمتِ عملیوں کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) پ26، الاحقاف: 35 (2) بخاری، 2/468، حدیث: 3477 (3) پ24، فصلت: 34 (4) مسلم، ص133، حدیث: 661 (5) مسلم، ص1073، حدیث: 6602 (6) پ14، النحل: 125 (7) مسند احمد، 8/285، حدیث: 22274 (8) دیکھیے: مسند امام احمد، 5/424، حدیث: 16025۔

# آخری نبی (دوسری اور آخری قسط)

# مُحَمَّدِ عَرَبی صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم

# ایک عظیم نفسیات شناس

مولانا شہزاد عنبر عطاری مدنی*

3 **کرداری طریقۂ علاج (Behavior Therapy):** کسی بھی سائیکالوجیکل پرابلم کی بنیاد کوئی سوچ، فِکْر یا نظریہ ہوتا ہے، جو مریض کے دِماغ میں رچ بس جاتا ہے اور مریض اسی کو حرفِ آخر قرار دے لیتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص لوگوں کے سامنے بولنے میں جھجک محسوس کرتا ہے، اس جھجک کے پیچھے ضرور کوئی سانحہ ہوگا، مثلاً بچپن میں کبھی اس نے تقریر کی ہوگی اور لوگوں نے اس کا مذاق بنایا ہوگا یا اس نے کسی کا مذاق بنتے دیکھا ہوگا یا پھر اس نے خُود سے مذاق بننے کی کیفیت کو اپنے دِماغ میں بٹھا کر اس کی تَصْویر بنالی ہوگی۔ ایسی صُورت میں ایک ماہِر سائیکالوجسٹ کو چاہئے ہوتا ہے کہ وہ اپنے کردار، عَمَل یا قول سے مریض کو کوئی مضبوط دوسری وجہ (Strong second reason) دے، جب یہ دوسری مضبوط وجہ پہلے والی منفی سوچ کی جگہ لے لے گی تو مریض خُود ہی صحت مند ہوجائے گا۔ غرض: اس طریقۂ عِلاج میں مُعالِج مریض کا مسئلہ ختم ہی نہیں کرتا بلکہ اس کی منفی سوچ کی جگہ مُثْبت سوچ، غلط عادت کی جگہ اچھی عادت اور بُرے کردار کی جگہ اچھے کردار کو رکھ دیتا ہے۔ پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت میں اس طریقۂ عِلاج کی بھی کئی مثالیں موجود ہیں، مثلاً

◎ حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہُ عنہ سے روایت ہے، ایک انصاری صحابی رضی اللہُ عنہ جن کے مَعاشی حالات بہت کمزور تھے، وہ ایک دِن پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مدد کا سُوال کیا۔ (انہوں نے سُوال اگرچہ مالی امداد کا کیا تھا، لیکن غیبوں پر خبردار نبی، رسولِ ہاشمی صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم جانتے تھے کہ ان کی اَصل ضرورت مال نہیں کوئی اور چیز ہے) چنانچہ فرمایا: کیا تمہارے گھر میں کوئی چیز نہیں ہے؟ عرض کیا: ہمارے پاس ایک چٹائی ہے جو ہم آدھی نیچے بچھالیتے ہیں، آدھی اُوپر اَوڑھ لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے، اس میں ہم پانی پیتے ہیں۔ فرمایا: جاؤ! دونوں چیزیں لے آؤ! وہ صحابی رضی اللہُ عنہ گھر گئے چٹائی اُٹھائی، پیالہ ہاتھ میں لیا اور بارگاہِ رِسالت میں حاضِر ہوگئے، رَحْمتِ دوجہان صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے اِعلان کیا: کون یہ چیزیں خریدتا ہے؟ ایک صحابی رضی اللہُ عنہ نے عرض کیا: حضور! میں ایک دِرْہَم (چاندی کے سکے) کے بدلے خریدتا ہوں۔ فرمایا: کوئی ہے جو اس سے زیادہ قیمت لگائے؟ دوسرے صحابی رضی اللہُ عنہ بولے: حضور! میں 2 دِرْہَم کے بدلے خریدتا ہوں۔ نبی اکرم، رسولِ محتشم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے دونوں چیزیں اُن صحابی رضی اللہُ عنہ کو دِیں، 2 دِرْہَم وُصول فرمائے اور ان چیزوں کے اَصْل مالک کو دِرْہَم دے کر فرمایا: بازار جاؤ، ایک درہم کا غَلَّہ (کھانے پینے کا سامان) خریدو، گھر پہنچاؤ، دوسرے دِرْہَم کی کلہاڑی خریدو اور میرے پاس لے آؤ! وہ صحابی رضی اللہُ عنہ جلدی سے بازار گئے، غلہ خریدا، گھر پہنچایا، کلہاڑی خریدی، لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوگئے، حضرت اَنَس رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: مِعْراج کے دولہا، تاجدارِ انبیا صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے اپنے ہاتھ مبارک سے اس کلہاڑی میں لکڑی کا دَستہ ڈالا، اَنْصارِی

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ذمہ دار شعبہ بیانات دعوتِ اسلامی، المدینۃ العلمیہ فیصل آباد

صحابی رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا: جنگل میں جاؤ، لکڑیاں کاٹو، بازار میں فروخت کرو! 15 دِن تک مجھے نظر نہیں آنا۔ اَنْصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے کلہاڑی لی اور چلے گئے۔ 15 دِن کے بعد واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں 10 دِرْہم تھے۔ نبیِ رَحْمت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا: تم سُوال کرو اور وہ سُوال کل قیامت کے دن تمہارے چہرے پر داغ بنے، تمہارا اپنے ہاتھ سے کما کر کھانا اس سے بہت بہتر ہے۔[1]

خُود کو بیکار محض یا دوسروں کا محتاج سمجھ لینا، اپنی اِسْتِعْداد (Potential) کو سمجھ ہی نہ پانا شاید سب سے بڑا سائیکالوجیکل پرابلم ہے، یہی وہ مسئلہ ہے جو قوموں کو غُلام بننے اور غُلام رہنے پر مجبور کر دیتا ہے، اس وقت ایک ماہِر سائیکالوجسٹ کی بڑی کامیابی ہوتی ہے اگر وہ سامنے والے کو یہ باوَر کروا دے کہ تم بیکار نہیں بلکہ قُدرت کا شاہکار ہو۔ ان اَنصاری صحابی رضی اللہ عنہ کی یہی حالت تھی، انہیں لگا تھا کہ میری معاشی حالت کا یہی عِلاج ہے کہ میں مالی مدد حاصِل کروں مگر پیارے نبی، رسولِ ہاشمی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں بتایا کہ معاشی مسائل کا حل مالی اِمداد نہیں بلکہ محنت ہے۔

صاحِبِ عِلْم نبی، رسولِ ہاشمی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا یہ نسخہ آج بھی کارآمد ہے، اب بھی ایک مزدور سے لے کر قوم تک جہاں جہاں معاشی مسائل درپیش ہیں، ان کا حل مالی امداد نہیں بلکہ محنت و قناعت ہے۔ ہمارے ہاں لوگ چاہتے ہیں؛ کہیں سے چھت پھٹے اور خزانہ گِرنا شروع ہو جائے مگر یہ محض خیال ہے، اس خواب کی تعبیر نکلی ہو شاید ابھی تک تاریخ میں ایسا نہیں ہوا، اس عالَمِ اسباب میں قُدرت نے یہی نظام رکھا ہے کہ مَنْ جَدَّ وَجَد جس نے کوشش کی اس نے کامیابی پائی۔

جو کرتے ہیں محنت، مشقت زیادہ
خُدا اُن کو دیتا ہے برکت زیادہ

◎ خیر! سیرتِ طیبہ سے کرداری طریقۂ علاج (Behavior Therapy) کا دوسرا واقعہ دیکھئے! بخاری شریف میں روایت ہے، ایک مرتبہ ایک اَعْرابی نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: میری بیوی نے کالے رنگ کے بچے کو جنم دیا ہے۔ پیارے نبی، مکی مدنی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس اُونٹ ہیں؟ بولا: جی ہاں! بہت سارے ہیں۔ فرمایا: کس رنگ کے ہیں۔ بولا: سرخ رنگ کے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پھر پوچھا: ان اُونٹوں میں کوئی خاکی رنگ کا بھی ہے؟ بولا: جی ہاں! کچھ اُونٹ خاکی رنگ کے بھی ہیں۔ فرمایا: بتاؤ سرخ رنگ کے اُونٹوں کی نسل میں خاکی رنگ کے اُونٹ کیسے پیدا ہو گئے؟ اعرابی نے عرض کیا: سرخ اُونٹوں کے باپ داداؤں میں کوئی خاکی رنگ کا اُونٹ رہا ہو گا، اس کی رگ نے اسے اپنے رنگ میں کھینچ لیا ہو گا۔ یہ سُن کر آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: پھر یہ بھی تو ممکن ہے کہ تمہارے باپ داداؤں میں بھی کوئی کالے رنگ کا رہا ہو گا، اس کی رگ نے تمہارے بچے کو اپنے رنگ میں کھینچ لیا ہو گا، اس لئے یہ بچہ اس کا ہم شکل ہو گیا ہے۔[2]

دیکھئے! پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کتنی آسانی اور مہارت سے فِکْری استحصال کی جڑ کاٹ ڈالی، اَعْرابی کو اس کی عقل کے مطابق آسان مثال کے ذریعے اسی کی زبانی سمجھا دیا اور اپنے اس حکیمانہ انداز سے نہ صِرف ایک سُوال کا مثبت جواب دیا بلکہ ایک خاندان کو ٹوٹنے سے بھی بچا لیا۔

پیارے اسلامی بھائیو! سچ ہے کہ

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے
تیرے اوصاف کا اِک باب بھی پُورا نہ ہوا

پیارے نبی، رسولِ ہاشمی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت کے ایک پہلو پر یہ چند باتیں ہیں، موضوع ابھی تشنہ ہے، سیرتِ مصطفےٰ کے ایک سائیکالوجیکل مطالعہ میں ابھی بہت کچھ باقی ہے مگر...!!

تیرا وَصْف بیاں ہو کس سے، تیری کون کریگا بڑائی
اس گردِ سفَر میں گم ہے، جبریلِ امیں کی رسائی

(1) ابوداؤد، 2/168، حدیث: 1641 (2) بخاری، 3/497، حدیث: 5305۔

# مَدَنی مذاکرے کے سُوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّاؔر قادری رَضَوی دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کیے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 12 سوالات و جوابات کافی ترمیم کے ساتھ یہاں درج کیے جا رہے ہیں۔

## 1 گیارھویں شریف کی نیت سے عَطِیّات میں رَقم ملانا

**سوال:** کیا مَدَنی عَطِیّات بکس میں گیارھویں شریف کی نیت سے رَقم ڈال سکتے ہیں؟

**جواب:** جی ہاں! مَدَنی عَطِیّات میں گیارھویں شریف یعنی غوثِ پاک رحمۃُ اللہِ علیہ کے اِیصالِ ثواب کی نیت سے رَقم ڈال سکتے ہیں۔ البتہ اِس میں زکوٰۃ کی رَقم نہیں ڈال سکتے۔

(مدنی مذاکرہ، 29 ربیع الاول 1440ھ)

## 2 غوثِ پاک عربی تھے یا عجمی؟

**سوال:** غوثِ پاک رحمۃُ اللہِ علیہ عربی تھے یا عجمی؟

**جواب:** غوثِ پاک رحمۃُ اللہِ علیہ عجمی تھے۔ (دیکھئے: بہجۃ الاسرار، ص58) جو عربی نہ ہو وہ عجمی کہلاتا ہے جیسا کہ ہم عجمی ہیں۔

(مدنی مذاکرہ، 15 ربیع الآخر 1440ھ)

## 3 اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کے ایک شعر کی وضاحت

**سُوال:** اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کے اس شعر کی وضاحت فرما دیجئے؟

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا

(حدائقِ بخشش، ص19)

**جواب:** اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ نے اس شعر میں غوثِ پاک رحمۃُ اللہِ علیہ کے ایک اِرشاد کی طرف اشارہ کیا ہے۔ غوثِ پاک رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ”میرا ربّ فرماتا ہے کہ اے عبدُ القادر! تجھے میری قسم کھالے، تجھے میری قسم پی لے۔ (دیکھئے: الحقائق فی الحدائق، ص167 - مدنی مذاکرہ، 8 ربیع الآخر 1440ھ)

## 4 اگر ماں بیٹی کا دل دکھائے تو؟

**سوال:** اگر ماں بیٹی کا بار بار دِل دُکھائے تو بیٹی کو کیا کرنا چاہئے؟

**جواب:** صبر کرنا چاہئے اور ماں کے حق میں دعا کرنی چاہئے، اسی طرح اپنی فریاد ماں کے سامنے نرمی کے ساتھ پیش کرنی چاہئے مثلاً فُلاں چیز یا فلاں کام سے مجھے تکلیف ہوتی ہے ایسا نہ کیا جائے۔ اگر بیٹی جوابی کارروائی کرے گی تو پھر بات خراب ہو سکتی ہے۔ نرمی، نرمی اور صرف نرمی سے کام لے۔

(مدنی مذاکرہ، 1 محرم الحرام 1440ھ)

ہے فلاح و کامرانی نرمی و آسانی میں
ہر بنا کام بگڑ جاتا ہے نادانی میں

## 5 ”ہزاروں سال جیو“ کسی کو یہ دُعا دینا کیسا؟

**سوال:** ”جیتے رہو عزت و عافیت سے ہزاروں سال“ اس طرح کسی کو دُعا دینا کیسا ہے؟

**جواب:** جائز ہے۔ ہزاروں سال سے مُراد یہ ہے کہ آپ کی عمر لمبی ہو۔ (مدنی مذاکرہ، بعد نمازِ تراویح، 12 رمضان المبارک 1441ھ)

## 6 ”صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد“ کا مَطلب

**سوال:** صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد کا کیا مَطلب ہے؟

**جواب:** صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد کا مَطلب یہ ہے کہ (حضرت) مُحمَّد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) پر اللہ کا دُرود ہو۔[1]

(مدنی مذاکرہ، 20 جمادی الاولیٰ 1440ھ)

## 7 نمازِ فجر دِن کی نماز ہے یا رات کی؟

**سوال:** فجر کی نماز کا شُمار دِن کی نماز میں ہوتا ہے یا رات کی نماز میں؟

**جواب:** دِن کی نمازوں میں۔ (مدنی مذاکرہ، 18 صفر المظفر 1440ھ)

## 8 صَدقے کا گوشت پھینکنا کیسا؟

**سوال:** کیا صَدقے کا گوشت پھینک سکتے ہیں؟

**جواب:** صَدقے کا گوشت ہو یا قربانی کا اسے پھینک دینا یہ مال ضائع کرنا ہے اور یہ گناہ ہے۔ ہاں اگر گوشت خراب ہو گیا ہے یا سڑ گیا ہے تو اس کا کھانا حرام ہے، اسے پھینکنا ہی ہو گا۔ بعض باباجی ایسے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ جب بکرا صَدقہ کرو تو اس کی سری فلاں قبرستان میں دَفنا دینا اس سے تمہاری فلاں مشکل دور ہو جائے گی، سری دفن کرنا یہ بھی غَلَط ہے، اِس میں بھی مال ضائع کرنا پایا جارہا ہے جو کہ حرام ہے۔ باباجیوں کو بھی اللہ پاک سے ڈرتے ہوئے ایسے اُلٹے مشورے دینے سے بچنا ضروری ہے۔ (مدنی مذاکرہ، بعد نمازِ تراویح، 14 رمضان المبارک 1441ھ)

## 9 رَبِّ اغْفِرْ لِیْ کا مطلب

**سوال:** رَبِّ اغْفِرْ لِیْ کا مطلب بتادیجئے۔

**جواب:** اس کا مطلب ہے: پروردگار! میری مَغفِرت فرما۔

(مدنی مذاکرہ، 12 شوال المکرم 1440ھ)

## 10 مُعاف نہ کرنے والا حوضِ کوثر پر نہ جاسکے گا!

**سوال:** اگر کوئی اپنے دوست سے مُعافی مانگے اور وہ مُعاف نہ کرے تو اب کیا کرنا چاہیے؟

**جواب:** مُعاف کر دینا چاہیے کہ حدیثِ پاک میں ہے: ”جس کے پاس اس کا بھائی مُعافی لینے آئے اور وہ معاف نہ کرے تو اسے حوضِ کوثر پر آنا نہ ملے گا“۔ (دیکھئے: معجم اوسط، 4/376، حدیث: 6295 - مدنی مذاکرہ، 3 محرم الحرام 1441ھ)

## 11 شوہر تنگ دست ہو تو بیوی کیا کرے؟

**سوال:** اگر شوہر تنگ دست ہو تو بیوی کو کیا کرنا چاہئے؟

**جواب:** شوہر کی حوصلہ اَفزائی کرے اور تسلّی دے کہ اللہ پاک سب بہتر کر دے گا آپ فکر نہ کیجئے۔ ایسے موقع پر کوئی فرمائش وغیرہ نہ کرے، کیونکہ فرمائش بھی آزمائش میں ڈال دیتی ہے اور بعض اَوقات شوہر حرام کی طرف رُخ کر بیٹھتا ہے۔ بیوی اگر شوہر کو Freehand دے (روک ٹوک نہ کرے) گی تو شوہر کو سُکون ملے گا اور وہ Tension free (ذہنی دباؤ سے فارغ) بھی رہے گا، اللہ پاک کرے گا تو بَرَکتیں بھی آہی جائیں گی۔ اپنے نصیب میں جو روزی ہو وہ مِل کر رہتی ہے۔ عوامی مُحاوَرہ ہے: ”ہر بہانے روزی اور ہر بہانے موت ہے“۔

(مدنی مذاکرہ، 10 محرم الحرام 1441ھ)

## 12 دَورانِ سفر قضا ہونے والی نمازیں قصر پڑھیں گے یا پوری؟

**سوال:** دَورانِ سفر جو نمازیں قضا ہوئیں انہیں بعد میں قصر کر کے پڑھیں گے یا پوری؟

**جواب:** سفر میں جو نمازیں قضا ہوئیں اگر انہیں اپنے وطن جا کر پڑھیں گے تو قصر ہی قضا کریں گے اور اگر کسی کی نمازیں وطن میں قضا ہوئیں تھیں اور اب وہ سفر پر نکلا تو سفر میں قصر نہیں بلکہ پوری رَکعتیں قضا کرے گا یعنی جو نماز جیسی قضا ہوئی اسے ویسے ہی پڑھے۔

(دیکھئے: فتاویٰ عالمگیری، 1/121 - مدنی مذاکرہ، 22 محرم الحرام 1441ھ)

---

(1) دُرُود کی نسبت جب اللہ پاک کی طرف کی جائے تو اس سے مُراد رَحمت فرمانا ہے اور جب اس کی نسبت فرشتوں کی طرف کی جائے تو اس سے مُراد اِستغفار کرنا ہے اور جب اس کی نسبت عام مومنین کی طرف کی جائے تو اس سے مُراد دُعا کرنا ہے۔ (تفسیراتِ احمدیہ، پ22، الاحزاب، تحت الآیۃ: 56، ص634)

دار الافتاء اہلِ سنّت، جوہر ٹاؤن لاہور

# دارُالافتاء اَہلِسُنّت

مفتی فضیل رضا عطّاری*

دارُالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک و بیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے پانچ منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

## 1 ولی نابالغ کو ہبہ کرے تو وہ قبضہ کے بغیر مالک ہو جاتا ہے

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے پاس کچھ سونا موجود ہے، میں نے اپنے بچوں کی امی سے کہا تھا کہ یہ سونا ہماری فلاں بچی کے لیے ہے، لیکن اس کے قبضے میں نہیں دیا، ابھی تک وہ میرے پاس ہی ہے اور وہ بچی بھی ابھی تک نابالغ ہی ہے۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ وہ سونا بچی کی مِلک ہو گیا یا نہیں؟ اب میری بڑی بیٹی کی شادی ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ سونا اس کو دے دوں، تو کیا میں ایسا کر سکتا ہوں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں وہ سونا بچی کی مِلک ہو گیا اور اب اس کی مالک وہ بچی ہی ہے، لہٰذا اب نہ آپ کسی کو وہ سونا دے سکتے ہیں اور نہ ہی وہ نابالغ بچی خود کسی کو ہبہ کر سکتی ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ نے جو الفاظ کہے کہ "یہ سونا ہماری فلاں بچی کے لئے ہے" یہ ہبہ کے الفاظ ہیں اور جب ولی (مثلاً باپ وغیرہ) نابالغ بچے کو کوئی چیز ہبہ کرے اور وہ چیز ولی ہی کے قبضہ میں ہو، تو محض ایجاب کرنے سے ہبہ تام ہو جاتا ہے اور وہ چیز بچے کی ملک ہو جاتی ہے، کیونکہ اس صورت میں ولی کا قبضہ نابالغ کی طرف سے بطورِ نیابت ہوتا ہے، جو شرعاً بچے کا ہی قبضہ شمار کیا جاتا ہے۔ اور قانونِ شرعی ہے کہ جب کوئی چیز نابالغ کی ملک ہو جائے تو اسے ہبہ کرنے کا اختیار کسی کو نہیں ہوتا۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

## 2 کیا نابالغ پر سجدۂ تلاوت لازم ہوتا ہے؟

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ بچہ اگر آیت سجدہ پڑھ یا سن لے، تو کیا اس پر سجدہ تلاوت لازم ہوگا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قوانینِ شرعیہ کے مطابق آیت سجدہ پڑھنے یا سننے والا جب بطور ادا یا قضا نماز کے لازم ہونے کا اہل ہو، تو اس پر سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے اور اگر وہ نماز لازم ہونے کا اہل نہ ہو تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔ اس کے مطابق چونکہ نابالغ بچہ نماز کے لازم ہونے کا اہل نہیں ہوتا، لہٰذا اگر یہ آیت سجدہ پڑھ یا سن لے تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوگا، البتہ نابالغ سے اگر کسی عاقل بالغ نماز کے اہل شخص نے آیت سجدہ سنی، تو اس پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔

یاد رہے کہ نابالغوں پر آیت سجدہ تلاوت کرنے یا سننے سے اگرچہ سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا، لیکن پھر بھی انہیں سجدہ تلاوت کرنے کا ذہن دیا جائے تاکہ ان کی عادت بنے اور یہ بڑے ہو کر سجدۂ تلاوت کیا کریں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

## 3 وطنِ اصلی سے مستقل منتقلی پر نماز کا حکم

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں اپنے آبائی شہر ملتان سے اپنے اہل و عیال سمیت لاہور شفٹ ہو گیا ہوں اور اب یہیں مستقل رہنے کی نیت

* دار الافتاء اہلِ سنّت
عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی

کر لی ہے، کہیں اور جانے کی نیت نہیں، البتہ ملتان میں میری کچھ زمینیں اور گھر ہے ، اس لیے کبھی کبھار ملتان آنا جانا ہو گا۔ تو کیا ملتان اب بھی میرا وطن اصلی ہے یا نہیں؟ اور جب میں لاہور سے ملتان پندرہ دن سے کم رہنے کے ارادے سے جاؤں گا تو نماز قصر پڑھوں گا یا پوری پڑھوں گا؟

نوٹ: سائل نے وضاحت کی کہ ملتان کو چھوڑنے کے عزم و ارادہ سے لاہور منتقل ہوا ہوں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جب ایک جگہ آدمی کا وطن اصلی ہو اور وہ اسے ترک کرنے کے عزم و ارادہ سے اپنے اہل و عیال سمیت کسی دوسری جگہ منتقل ہو جائے اور وہاں مستقل رہنے کی نیت کر لے، تو پہلی جگہ اس کے لیے وطن اصلی نہیں رہتی اگرچہ وہاں اس کی زمینیں اور گھر موجود ہو۔ پوچھی گئی صورت میں چونکہ آپ بھی اپنے اہل و عیال سمیت ملتان کو چھوڑنے کے عزم و ارادہ سے مستقل طور پر لاہور منتقل ہو گئے ہیں، لہٰذا ملتان میں چاہے آپ کی زمینیں اور گھر موجود ہے تب بھی وہ آپ کا وطن اصلی نہ رہا اور جب آپ پندرہ دن سے کم رہنے کے ارادے سے ملتان جائیں گے تو نماز قصر پڑھیں گے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

## 4 مالِ حرام سیّد کو بطورِ صدقہ دینا کیسا؟

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ سود کی رقم کے متعلق حکم ہے کہ یا تو دینے والے کو واپس کریں یا فقیر شرعی پر صدقہ کریں۔ پوچھنا یہ ہے کہ کیا سید کو بطور صدقہ دیا جا سکتا ہے جبکہ وہ فقیر شرعی ہو؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

سود کی رقم سید سمیت تمام بنو ہاشم (یعنی حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عقیل اور حضرت عباس و حضرت حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم کی اولاد، اور ان کے موالی یعنی آزاد کردہ غلام) کو نہیں دے سکتے، ناجائز ہے۔

اوّلاً اس لیے کہ یہ واجب صدقہ ہے اور فقہائے کرام نے یہ تفصیل فرمائی ہے کہ بنو ہاشم کو، زکوٰۃ، عشر، کفارہ وغیرہ کوئی بھی واجب صدقہ نہیں دیا جا سکتا، صرف نفلی صدقہ دے سکتے ہیں۔

ثانیاً اس لئے کہ زکوٰۃ وغیرہ صدقاتِ واجبہ بنو ہاشم کو نہ دینے کی جو علت بیان ہوئی، وہ علت سود کی رقم دینے میں بھی متحقق ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ زکوٰۃ و صدقاتِ واجبہ کی ادائیگی سے بندہ اپنے آپ کو پاکیزہ و ستھرا کرتا ہے، جس کے سبب صدقہ کے طور پر دیا جانے والا مال، گندا و میلا ہو جاتا ہے اور بنو ہاشم کی شان کے لائق نہیں ہوتا کہ ان کو یہ گندا و میلا مال دیا جائے۔ اس اعتبار سے سود کی رقم کا جائزہ لیں تو یہ علت بدرجہ اتم اس میں موجود ہوتی ہے کہ سود لینے کی وجہ سے بندہ گناہ گار ہوتا ہے اور سود میں لیا گیا مال، صرف میلا نہیں بلکہ مال خبیث کہلاتا ہے۔ گناہ سے پاک ہونے کے لیے بندہ پر لازم ہوتا ہے کہ توبہ کے ساتھ اس خبیث مال سے جان چھڑائے اور دینے والے کو واپس کرے یا فقراء پر صدقہ کرے، یوں در حقیقت یہاں بھی جو صدقہ کیا جاتا ہے، وہ اپنی پاکی، دفع خبث اور گناہ مٹانے کے لئے ہوتا ہے تو جب صرف میلا و گندا مال بنو ہاشم کی شان کے لائق نہیں، تو اس سے کئی گنا زائد گندا و میلا و خبیث مال بدرجہ اولیٰ ان کی شان کے لائق نہیں ہو گا، لہٰذا زکوٰۃ و عشر وغیرہ صدقاتِ واجبہ کی طرح سود کی رقم بھی بنو ہاشم کو نہیں دی جا سکتی۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

## 5 اگر جمعہ کی سنت قبلیہ چھوٹ جائیں تو؟

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ جمعے کی سنت قبلیہ اگر کسی وجہ سے رہ جائیں تو کیا ان کو جمعہ کے فرضوں کے بعد ادا کر سکتے ہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

جمعہ کی سنتِ قبلیہ اگر رہ جائیں تو جمعہ کے فرضوں کے بعد وقت کے اندر اندر ان سنتوں کو ادا کر سکتے ہیں، اور افضل یہ ہے کہ جمعہ کی سنتِ بعدیہ پڑھنے کے بعد، ان سنتوں کو ادا کرے، البتہ ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد ان سنتوں کی قضا نہیں، نیز یہ یاد رہے کہ ظہر اور جمعہ کی سنتِ قبلیہ کو فرضوں سے پہلے پڑھنا سنتِ مؤکدہ ہے، بلا عذر شرعی اس کو فرضوں کے بعد ادا کرنا برا ہے، اور اس کی عادت بنا لینا گناہ ہے، لہٰذا بلا وجہ شرعی ان سنتوں کو فرضوں کے بعد تک مؤخر نہ کیا جائے، بلکہ فرضوں سے پہلے ہی ادا کیا جائے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

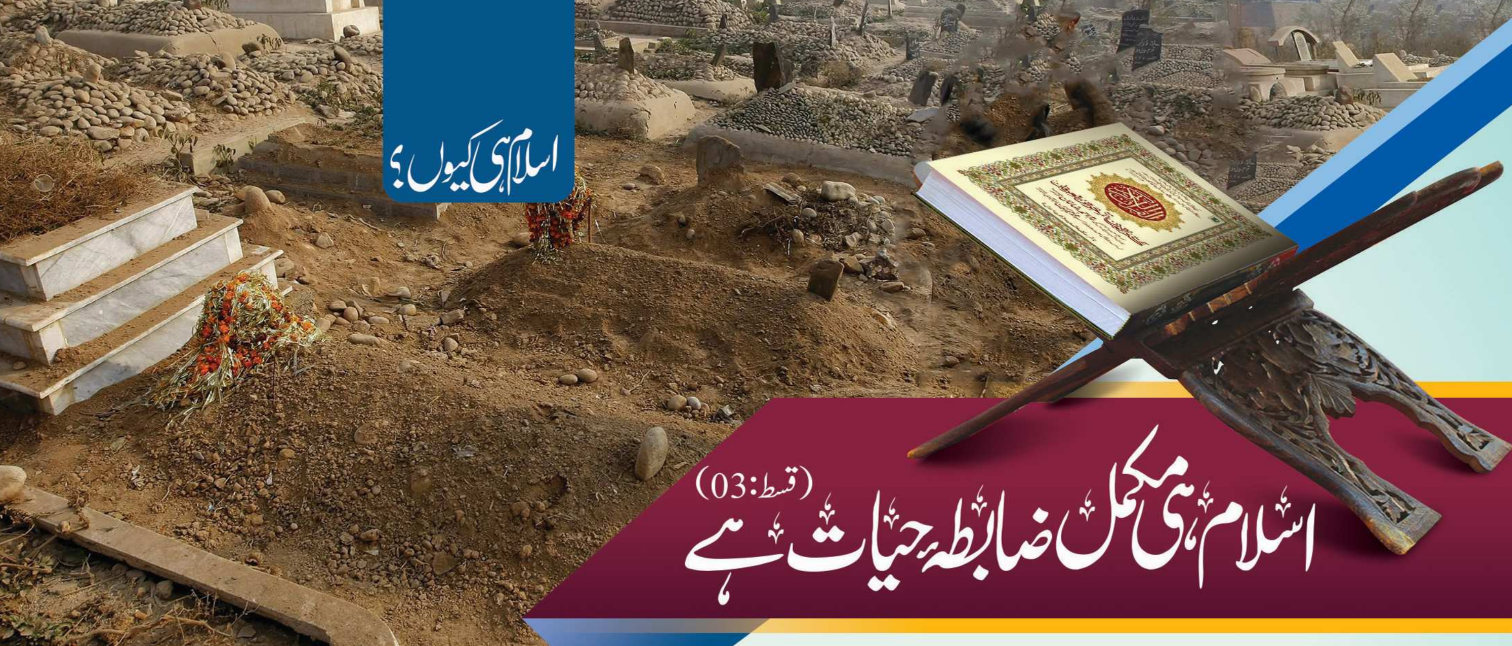



# اسلام ہی مکمل ضابطۂ حیات ہے (قسط:03)

دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگران مولانا محمد عمران عطّاری

یہ ایک مسلّمہ اور ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ **"اسلام ہی مکمل ضابطۂ حیات"** ہے۔ اس پر پہلی دو اقساط میں انسانی زندگی اور بقائے حَیات کے لیے پائی جانے والی ضَروریات کے تناظر میں اسلامی تعلیمات کا اجمالی بیان آپ دلائل و بَراہین سے جان چکے۔ یاد رہے کہ اسلامی تعلیمات کا تعلّق صرف انسان کی زندگی تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ جہاں اسلام زندگی کے ہر ہر شعبے میں رَہنمائی کرتا ہے وہیں سانسوں کی مالا ٹوٹ جانے کے بعد بھی اسلام کے ماننے والے بے یارو مددگار نہیں بلکہ اب اس جسمِ بے جان کے ساتھ کیا کرنا ہے؟ اسلام اس بارے میں بھی تفصیلی رَہنمائی فرماتا ہے۔ چونکہ یہ اسلام کا ماننے والا تھا اس لیے اسلام اس حال میں بھی اسے لاوارِث نہیں رہنے دیتا، اب بھی اس کی عزّت و حُرمت کا پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے اسے آتش پرستوں کی طرح گدھوں کے حوالے نہیں کیا جاتا، نہ ہی بعض غیر مسلموں کی طرح جلایا جاتا ہے بلکہ عزّت و تکریم کے ساتھ کندھوں پر سوار کرکے سوئے قبرستان لے جایا جاتا اور اسلامی تعلیمات کے مطابق سِپردِ خاک کیا جاتا ہے۔ الغرض اسلام کسی بھی ایسے کام کی ہرگز اجازت نہیں دیتا جو کہ مسلمان میّت کی حُرمت و وقار کو تار تار کردے۔

## فوت شُدہ مسلمان اور اسلام

جب کسی مسلمان پر موت کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں تو اسلام کے احکامات فوراً اس کی جانب متوجّہ ہوتے ہیں، اس کیفیت میں اس کے اہلِ خانہ کے لیے کیا حکم ہے؟ اسے لٹانا کس طرح ہے؟ اس کے سامنے اگر کچھ بولنا یا پڑھنا ہے تو وہ کون سے کلمات ہیں؟ اسلام ان سب کی رَہنمائی فرماتا ہے جیسا کہ حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو۔[1] اس کلمہ کو پڑھنے پڑھانے کی نہ صرف ترغیب ہے بلکہ جس کا آخری کلام یہی کلمہ طیّبہ ہو اس کے لیے تو جنّت کی خوش خبری بھی دی گئی ہے جیسا کہ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے کہ جس کا آخری کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو وہ جنّت میں داخِل ہوگا۔[2] انتقال ہوتے ہی ہاتھ پاؤں سیدھے کرنے کا حکم ہے، آنکھیں کھلی ہوں تو بند کردی جائیں، آنکھیں کھلی رہنے سے کچھ فائدہ تو نہیں البتہ شکل ڈراؤنی ہوجاتی ہے اس لیے آنکھیں فوراً بند کردیں بلکہ اگر منہ کُھلا رہ گیا ہو تو اسے

نوٹ: یہ مضمون نگرانِ شوریٰ کی گفتگو وغیرہ کی مدد سے تیار کرکے پیش کیا گیا ہے۔

بھی بند کر دیا جائے اور جبڑے باندھ دیئے جائیں۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد تشریف لائے ان کی آنکھیں بند کیں اور فرمایا: جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو نظر اس کے پیچھے جاتی ہے۔ ان کے گھر کے لوگوں نے آہ و بکا کی تو حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اپنے متعلق خیر ہی کی دُعا کرنا کیونکہ فرشتے تمہارے کہے پر آمین کہتے ہیں۔[3] فوت ہو جانے والے مؤمن کو اس طور پر بھی اہمیّت دی جاتی ہے کہ اس کی تدفین میں دیر نہ کی جائے تاکہ بدن میں واقع ہونے والی تبدیلی سے لوگ اس کے بارے میں انگشت نمائی نہ کریں۔ اس لیے رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: لَا یَنْبَغِی لِجِیفَةِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَیْنَ ظَهْرَانَیْ اَهْلِهٖ یعنی کسی مسلمان کی میّت کو اس کے اہل و عیال میں زیادہ دیر روک کر نہ رکھا جائے۔[4] اسلام تو اپنے مسلمان بھائی کے لیے قبر کھودنے کا بھی اجر و ثواب بتاتا ہے تاکہ کوئی اسے بوجھ نہ سمجھے بلکہ قبر کھودنے کو سعادت اور اپنے لیے جنّتی محل کی ضمانت جان کر یہ کام خوش دلی سے سر انجام دے جیسا کہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: مَنْ حَفَرَ قَبْرًا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ یعنی جس نے (کسی مسلمان کے لیے) قبر کھودی اللہ کریم اس کے لیے جنّت میں گھر بنائے گا۔[5] اسلام نہ صرف قبر کھودنے بلکہ غسل و کفن کا ثواب بتا کر ترغیب دِلا کر اس نیک کام میں شرکت کی رغبت دلاتا ہے جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جس نے کسی میّت کو غسل دیا وہ اپنے گُناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو جائے گا جیسا اپنی پیدائش کے دن تھا۔[6] ایک اور حدیثِ پاک میں فرمایا: جس نے میت کو غسل دیا اور اس کی پردہ پوشی کی تو اللہ کریم 40 بار اس کے گُناہ بخشے گا۔[7] ایک حدیث میں ہے: جس نے میّت کو کفن پہنایا اللہ پاک اسے جنّت کے سُندُس و اِستبرق (باریک اور موٹے ریشم) کا لباس پہنائے گا۔[8] جس آدمی نے کسی مسلمان میت کو غسل دیا اور ناپسندیدہ چیز کو دیکھا تو اسے لوگوں سے چُھپایا ایسے آدمی کے بارے میں حدیثِ پاک میں ہے: جس نے کسی میت کو غسل دیا اور اس کے عیب کو چھپایا اللہ کریم ایسے شخص کے چالیس کبیرہ گُناہ بخش دیتا ہے۔[9] یہ تو تدفین تک کے بارے میں اسلام کی اجمالی رہنمائی کا بیان ہے، اب اس فوت ہو جانے والے مسلمان کے پیچھے بچ جانے والے مال و متاع، گھر بار اور کاروبار کا کیا ہو گا؟ کون کس چیز کا حقدار ہو گا؟ کس کو کتنا اور کیا کیا ملے گا؟ فوت ہونے والے مسلمان کی بیوہ کا گزر بَسر کیسے ہو گا؟ عدّت کے دورانیہ کے اَخراجات کہاں سے دیئے جائیں گے؟ وراثت سے اس بیوہ کو کتنا ملے گا؟ اولاد ہونے اور نہ ہونے ہر دو صورت کے احکام کیا ہیں؟ میّت کے بیٹوں کو کتنا ملے گا؟ بیٹی کتنے حصّے کی حقدار بنے گی؟ صرف ایک بیٹی ہو تو کیا صورت بنے گی ایک سے زائد ہوں تو وراثت کیسے تقسیم ہو گی؟ کون محروم ہو گا کون کس سے مل کر عصبہ بنے گا؟ کون کس کے لیے حاجِب قرار پائے گا؟ میت کے مال میں سے پہلے کون سے احکامات کو پورا کیا جائے گا؟ اس کے غسل و کفن اور تدفین کے احکام کیا ہوں گے؟ ان کاموں کی تکمیل میں جو رقم خرچ ہو گی وہ کہاں سے اَدا کی جائے گی؟ فوت ہونے والا مقروض تھا تو اس کا قرض کہاں سے اَدا کیا جائے گا؟ الغرض کون سی ایسی صورت ہے کہ جس کے بارے میں اسلام رَہنمائی نہیں کرتا۔ یہ اجمالی اور مختصر صورتِ حال یہ کہنے پر مجبور کرتی ہے کہ واقعی **"اسلام ہی مکمل ضابطۂ حیات ہے۔"** یہ تو کچھ ظاہری معاملات ہیں اس کے علاوہ خود فوت ہونے والے کی اُخروی زندگی کے بارے میں بھی اسلام بڑی تفصیل سے رَہنمائی فرماتا ہے، آئندہ اقساط میں اس پر مفصّل کلام کیا جائے گا۔

---

(1) مسلم، ص356، حدیث: 2123 (2) ابوداؤد، 3/255، حدیث: 3116 (3) مسلم، ص357، حدیث: 2130 (4) ابوداؤد، 3/268، حدیث: 3159 (5) معجم اوسط، 6/429، حدیث: 9292 (6) معجم اوسط، 6/429، حدیث: 9292 (7) مستدرک للحاکم، 1/677، حدیث: 1347 (8) مستدرک للحاکم، 1/677، حدیث: 1347 (9) معجم کبیر، 1/315، حدیث: 929۔

# ناکام لوگوں کی 23 نشانیاں

مولانا ابورجب محمد آصف عطّاری مدنی*

کامیابی اور ناکامی ہماری زندگی کا حصّہ ہے جس میں تقدیر اور تدبیر دونوں کارفرما ہوتے ہیں۔ کچھ لوگوں کو ملنے والی کامیابیاں ان کی ناکامیوں سے بہت زیادہ ہوتی ہیں کیونکہ وہ ایسی عادات اور رویّے اختیار کرتے ہیں جنہیں کامیابی کی علامات شُمار کیا جاتا ہے جبکہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں پے در پے ناکامیوں کا سامنا ہوتا ہے کیونکہ ان کی عادَتیں اور رویے ایسے ہوتے ہیں جنہیں ناکام لوگوں کی نشانیاں قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ نشانیاں رنگ، نسل، عمر، جنس اور حالات کے اعتِبار سے تھوڑی بہت مختلف ہوسکتی ہیں۔ بہر حال ان میں سے 23 منتخب نشانیاں اس تحریر کا حصّہ ہیں جن سے بچ کر ناکامیوں سے پیچھا چھڑایا جاسکتا ہے۔

**1 وقت ضائع کرنا** وقت کی انمول دولت کو بے کار مشغلوں میں خرچ کرنا جیسے موبائل کا بے جا استعمال، سیر و تفریح میں مشغولیّت، گھنٹوں ٹی وی کے آگے بیٹھے رہنا، ناکام لوگوں میں مشترک ہوتا ہے۔

**2 سُستی اور ٹال مٹول** کاموں کی تکمیل میں سستی کرنے والے اور ٹال مٹول سے کام لینے والے لوگ کم ہی کامیاب ہوتے ہیں۔

**3 تنقید برداشت نہ کرنا** جو کام کرتا ہے اس پر کسی نہ کسی طرف سے تنقید بھی ہوتی ہے۔ اب تنقید کو برداشت کر کے ممکنہ صورت میں اپنی سمت دُرُست کرنا کامیاب لوگوں کی علامت ہے جبکہ ناکام لوگ تنقید کو برداشت کر کے اپنی اِصلاح نہیں کرتے۔

**4 منفی سوچیں** مسلسل ناکامیوں کا شکار شخص منفی سوچوں میں مبتلا ہو سکتا ہے مثلاً فلاں شخص مجھ سے بُغض وحَسد رکھتا ہے، میری کامیابی کی راہ میں روڑے اٹکاتا ہے۔ یہ نہ ہوتا تو آج میں ناکام نہیں کامیاب فرد ہوتا۔ یوں بدگمانیوں میں مبتلا ہو کر ناکامی کے حقیقی اسباب تک نہیں پہنچ پاتا اور کامیابی و ترقّی سے مزید دُور ہو جاتا ہے۔

**5 خود اعتمادی کی کمی** اپنی صلاحیتوں پر اعتماد نہ ہونا بھی ناکامی کی ایک وجہ ہوتی ہے۔ ”مجھ سے نہیں ہو گا“، ”میں نہیں کر سکتا“ خود اعتمادی میں کمی کی علامت ہے۔

**6 مسلسل سیکھنے سے گریز** انسان کسی کام میں کتنا ہی ماہر کیوں نہ ہو جائے، مزید سیکھنے کی گنجائش باقی رہتی ہے لیکن ناکام افراد اس خوش فہمی میں رہتے ہیں کہ ہمیں سب آتا ہے اور مسلسل سیکھنے پر تیّار نہیں ہوتے اور اپنی سطحی صلاحیتوں کی وجہ سے ناکامی کے صَدمے کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔

**7 ناکامی کا ذمہ دار دوسروں کو قرار دینا** ناکامی کی ذمّہ داری

* چیف ایڈیٹر ماہنامہ فیضانِ مدینہ، رکن مجلس المدینۃ العلمیہ (Islamic Research Center) کراچی

خود اُٹھانے کے بجائے حالات یا دوسرے لوگوں کو اِلزام دینا بھی ناکام لوگوں کی نشانی ہے۔

**8 جلد بازی** ناکام افراد کو کامیاب ہونے کی بڑی جلدی ہوتی ہے، اس جلد بازی میں وہ اپنا کام ٹھیک سے نہیں کرپاتے، یوں جلد بازی ان کی کامیابی کے راستے کا پتّھر بن جاتی ہے۔

**9 فیڈ بیک کو خاطر میں نہ لانا** دوسرے آپ کے کام کو کس طرح دیکھتے ہیں، یہ فیڈ بیک آپ کے کام کو بہتر بنانے میں مدد دے گا لیکن ناکام لوگ یہ نکتہ سمجھنے میں ناکام رہتے ہیں۔

**10 ڈسپلن کی کمی** کسی بھی شعبے میں بہتر کارکردگی کے لیے ڈسپلن (نظم و ضبط) ہونا بہت ضَروری ہے۔ناکام لوگ بے ترتیب اور بکھری ہوئی زندگی گزارتے ہیں۔

**11 شارٹ کٹ کی تلاش میں رہنا** لوگ اپنی ناکامیوں کے تسلسل سے گھبرا کر کامیاب ہونے کے لئے طویلُ المدّت کاموں کے لیے شارٹ کٹ کی تمنّا کرنے لگتے ہیں۔

**12 غَلَطیوں سے نہ سیکھنا** غلطی کس سے نہیں ہوتی! لیکن سمجھدار لوگ اپنی غلطیوں سے سیکھتے ہیں اور اسے دُہراتے نہیں جبکہ ناکام لوگ اس کا اُلٹ کرتے ہیں جس کی وجہ سے کامیابی کی منزل سے دُور ہو جاتے ہیں۔

**13 ناکامی کا خوف** مسلسل ناکامیوں سے گھبرا کر اپنے ذہن پر ناکامی کا خوف سوار کرلینا ناکام لوگوں کی مزید ناکامی کا ذریعہ بنتا ہے۔

**14 جلد ہمّت ہار جانا** ہمّت اور جوانمردی سے ہاری ہوئی بازی جیتی جاسکتی ہے لیکن ناکام لوگ جلد ہمّت ہار جاتے ہیں اور ناکامیوں کی دَلدل میں دھنستے چلے جاتے ہیں۔

**15 جدید ذرائع سے ناواقفیت** ایک ناکام شخص روایتی طور طریقوں کا پابند بنا رہتا ہے اور اپنے کاموں کے لیے آسان اور تیز ترین ڈیجیٹل ذرائع کو استِعمال میں نہیں لاتا۔

**16 ضرورت سے زیادہ خود اعتمادی** اپنی صلاحیتوں پر اعتماد کامیابی کے لیے ضَروری ہے لیکن ضَرورت سے زیادہ خود اعتمادی کسی بھی اَمر میں ناکامی کا سبب بن سکتی ہے۔

**17 مستقل مزاجی کا فقدان** مستقل مِزاجی کسی بھی معاملے میں کامیابی کی اہم سیڑھی ہے۔ ایک ناکام شخص کے اندر مستقل مزاجی کا سخت فُقدان پایا جاتا ہے۔ محض وقتی اور چھوٹی چھوٹی ناکامیوں سے مایوس ہو کر وہ اپنی حکمتِ عملی اور فیصلے بدلتا رہتا ہے اور کبھی ایک مستقل سوچ پر قائم نہیں رہتا۔

**18 ضَرورت سے زیادہ پُراُمّیدی** حالات و واقعات سے ہمیشہ بہتری کی امید رکھنا اچّھی بات ہے مگر ایک ناکام شخص کے منصوبوں کی بنیاد حقائق کے ادراک کے بجائے پُراُمیدی و خوش فہمی پر رکھی ہوتی ہے۔

**19 ترجیحات کا تعین** یاد رکھیے کچھ کام اَرجنٹ ہوتے ہیں جنہیں پہلے کرنا ضَروری ہوتا ہے جبکہ کچھ کام بعد میں بھی کرلیے جائیں تو فرق نہیں پڑتا۔ ایک کامیاب شخص ان دونوں میں فرق کرنا بخوبی جانتا ہے۔ جبکہ ایک ناکام شخص اپنی ترجیحات کا تعین نہیں کرپاتا کہ کونسا معاملہ فوری توجّہ چاہتا ہے۔

**20 بد اخلاقی** اگر آپ دوسروں کے ساتھ نَرمی اور حُسنِ سُلوک سے پیش نہیں آئیں گے، تو لوگ آپ سے کترانے لگیں گے۔ یہ رویہ نہ صرف آپ کی ذاتی زندگی کو متاثّر کرتا ہے بلکہ آپ کی پیشہ ورانہ زندگی میں بھی مسائل پیدا کرتا ہے۔

**21 وقتی ناکامی سے گھبرا جانا** ناکام لوگ وقتی ناکامی سے گھبرا کر جلد ہار مان لیتے ہیں حالانکہ کامیابی کا بیج مسلسل محنت کے بعد ہی ثَمَر بار ہوتا ہے۔

**22 ناتجربہ کاری** بعض کام وسیع تجربہ مانگتے ہیں، لیکن ناکام لوگ اپنی ناتجربہ کاری کے باوجود ایسے کاموں میں بھی ہاتھ ڈال دیتے ہیں اور ناکامی کے صدمے سے دوچار ہوتے ہیں۔

**23 خیالات کی دنیا میں رہنا** محض کسی کام کے سوچتے رہنے سے کامیابی ملنا مشکل ہے، لیکن ناکام لوگ خیالات کی دنیا میں مگن رہتے ہیں، عملی کوشش نہیں کرتے۔

# شرائطِ نماز کی حکمتیں

مولانا ابرار اختر القادری*

نماز کی چھ شرطیں ہیں: 1 طہارت 2 سِتر عورت 3 استقبالِ قبلہ 4 وقت 5 نیّت 6 تکبیرِ تحریمہ۔

ان چھ باتوں پر غور کیا جائے کہ نماز سے پہلے ان چھ باتوں کا پایا جانا کیوں لازم اور ضَروری قرار دیا گیا ہے تو اس سے اسلام کی حقانیت پر ایمان مزید پختہ ہوتا ہے۔ ان چھ شرائط میں کیا حکمتیں پوشیدہ ہیں، ذیل میں مختصراً ملاحظہ فرمائیے:

**1 طہارت** نماز بارگاہِ الٰہی میں حاضری کا نام ہے اور یہ عام دستور ہے کہ کسی بھی معزّز شخصیت سے ملنے سے پہلے اپنے ظاہری لباس پر خاص توجّہ دی جاتی ہے، پھر یہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ ملاقات کہاں ہوگی۔ اللہ پاک نے اپنے محبوبِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اُمّت پر خاص کرم نوازی فرماتے ہوئے اگرچہ اپنی پوری زمین کو ہی ملاقات کی جگہ قرار دیدیا ہے کہ جہاں چاہے اس کی بارگاہ میں حاضِری دے لی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ رب کو یاد کرنے کے لئے کوئی وقت خاص ہے نہ کوئی جگہ مُتعین ہے، اسی طرح یادِ الٰہی کے لئے کسی خاص حالت کا ہونا ضروری ہے نہ کسی خاص کیفیت کا ہونا ضروری ہے۔ البتہ! نماز چونکہ بارگاہِ الٰہی میں خُصوصی حاضری کا نام ہے، لہٰذا اس کے لئے خاص اہتمام کی تاکید کی گئی اور اس کے اوقات کی تعیین کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی شرط ٹھہرایا گیا کہ بارگاہِ الٰہی میں حاضری سے پہلے یہ ضرور دیکھ لیا جائے کہ حاضری کی جگہ یعنی جہاں نماز پڑھنی ہے وہ نَجاست وپلیدی وغیرہ سے پاک وصاف ہو اور لباس بھی اس ملاقات کے شایانِ شان ہو۔ نیز ظاہری بدن بھی پاک وصاف ہو یعنی بدن کی پاکی کے حوالے سے وُضو، غُسل یا تیمّم وغیرہ میں سے جس چیز کی حاجَت ہو اس کا بھی اہتمام کرنا ضروری ہے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ کی بیان کردہ حکمت کا خلاصہ ہے کہ نماز چونکہ دل کو پاک کرتی ہے اس لیے ظاہری پاکی بھی ضروری ہے، اس ظاہری پاکی کے دنیاوی فوائد بھی ہیں جیسا کہ دق کی بیماری والے کا کپڑا مَکان بدن صاف رکھواتے ہیں تاکہ تندرستی حاصل ہو۔

پھر وضو میں چار اعضا کو ہی دھونے کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایسا دو وجہ سے ہے:

ایک یہ کہ وضو کے پانی سے خطائیں اور گُناہ جھڑتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السّلام سے پہلی جو لغزش صادر ہوئی یعنی گندم کھانا اس میں ان ہی چار اعضا نے کام کیا تھا کہ دماغ میں کھانے کا خیال آیا، پاؤں اُدھر چلے، ہاتھ سے گندم کو پکڑا اور منہ شریف نے کھایا۔ لہٰذا حکم ہوا کہ نماز کے لئے ان ہی اعضا پر پانی پہنچاؤ۔ دوم یہ کہ اب بھی اکثر گُناہ میں ان ہی اعضا کا زیادہ حصّہ ہوتا ہے۔ ہاتھ پاؤں، آنکھ، ناک کان اور دل و دماغ سے ہی گناہ کئے جاتے ہیں۔ دل اور دماغ کا تعلّق بادشاہ اور وزیر

* چیف ایڈیٹر ماہنامہ خواتین دعوتِ اسلامی (ویب ایڈیشن)

کا ساہے کہ دل پر رنج آیا تو فوراً دماغ سے پانی آنسو کی شکل میں ٹپکا اور جہاں دماغ میں بُرا خیال پیدا ہوا دل مغموم ہو گیا۔ لہٰذا دماغ پر مسح کر دیا گیا۔ دل کی جگہ نہ دھوئی گئی کہ دماغ کے ذریعہ دل پاک ہو گا۔[1]

**2 سترِ عورت** فقہا کے نزدیک اگرچہ اس سے مخصوص جسمانی اعضا کو چُھپانا مراد ہے، مگر صوفیائے کرام کے نزدیک اس بات کو شرط ٹھہرانے میں یہ حکمت کارفرما ہے کہ بندہ اپنے باطنی اَمراض اور گُناہوں کو چُھپا کر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو، اگرچہ ایسا کرنا اس کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ پاک تو ہر شے کو بخوبی جاننے والا ہے، لہٰذا نَدامت وخوف سے اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر جب بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو گا تو اُمّید ہے ربِّ کریم بھی اس کے گُناہوں سے دَرگُزر فرمائے گا۔[2]

**3 استقبالِ قبلہ** شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں کہ نماز کے لئے استقبالِ قبلہ کو شرط ٹھہرانے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ پاک کے شعائر اور اس کے ان گھروں کی تعظیم واجب ہے جن کو اس نے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے، نماز چونکہ تمام ارکانِ اسلام میں افضل ہے اور اسے شعائرِ دین کی حیثیت حاصل ہے، لہٰذا اس حالت میں کسی ایسی جگہ کی طرف منہ پھیرنا اور اس کو مرکزِ توجّہ قرار دینا کہ خاص طور پر اس جگہ کو اللہ پاک سے نسبت حاصل ہے، اطمینانِ قلب کا زبردست ذریعہ ہے، اس سے ایک مقصود یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ بندے میں خشوع و خضوع کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، کیونکہ اس کی صورت ایسی ہے جیسے بادشاہ کے رُوبرو کھڑا ہو کر کوئی اپنی عرض معروض کر رہا ہو۔ اس لئے نَماز میں قبلہ رخ کھڑا ہونے کو شرط ٹھہرایا گیا۔[3]

**4 وقت** ہر نماز کا ایک خاص وقت ہی کیوں متعیّن کیا گیا، اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: مؤمن کی ہر حالت رب کے ذِکر سے شُروع ہونی چاہئے، جن کی ابتدا اچھی ہو، اُمید ہے کہ انتہا بھی اچھی ہو گی۔ اسی لئے بچّے کے پیدا ہوتے ہی کان میں اَذان کہتے ہیں کہ یہ زندگی کی ابتدا ہے۔ چونکہ 24 گھنٹے میں انسان کے پانچ حال ہوتے ہیں۔ صبح کے وقت دن کی ابتدا ہے گویا نئی زندگی ملی ہے۔ پہلے نماز پڑھے، ظہر کے وقت کھانے اور آرام سے فراغت پائی۔ دن کے دوسرے حصّہ کی ابتدا ہوئی، نماز پڑھے، عَصر کے وقت ملازمین کاروبار سے فارغ ہو کر سیر و تفریح کو چلے۔ تجارت کے فروغ کا وقت آیا نماز پڑھ لے۔ سوتے وقت جاگنے کی انتہا ہے۔ نیند جو ایک طرح کی موت ہے شروع ہو رہی ہے نماز پڑھ کر سوئے، شاید یہ آخری نیند ہو کہ اس کے بعد قیامت ہی کو جاگے۔[4]

**5 نیت** اعمال کا دار و مدار چونکہ نیّت پر ہوتا ہے، لہٰذا نماز میں نیّت کا خالِص ہونا شرط ہے تاکہ نماز اللہ پاک کی رضا کے لئے پڑھی جائے، اگر مقصود کچھ اور ہو گا تو بندے کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہو گی۔ بہارِ شریعت میں ہے: عبادت کوئی بھی ہو اُس میں اِخلاص نہایت ضروری چیز ہے یعنی محض رِضائے الٰہی کے لیے عمل کرنا ضرور ہے، دِکھاوے کے طور پر عمل کرنا بِالاجماع حرام ہے۔ ریا کے ساتھ نماز پڑھی تو اگرچہ نماز صحیح ہو گی مگر چونکہ اخلاص نہیں ہے ثواب نہیں۔[5]

**6 تکبیرِ تحریمہ** جب بندہ اللہ پاک کی عظمت و بُلندی اور اس کی کبریائی کا اعتراف کرتے ہوئے تکبیرِ تحریمہ کہتا ہے تو گویا وہ عالمِ دنیا سے نکل کر عالمِ ملکوت میں داخل ہو جاتا ہے اور اس پر اللہ پاک کے علاوہ کسی اور کی طرف متوجّہ ہونا حرام ہو جاتا ہے۔[6]

---

(1) رسائل نعیمیہ، اسرار الاحکام، ص286 (2) جواہر البیان فی اسرار الارکان، ص36 مفہوماً (3) حجۃ اللہ البالغہ، الجزء الثانی، ص2 مفہوماً (4) رسائل نعیمیہ، اسرار الاحکام، ص283 (5) بہارِ شریعت، 3/636 (6) اسرار ارکان اسلام، ص35۔

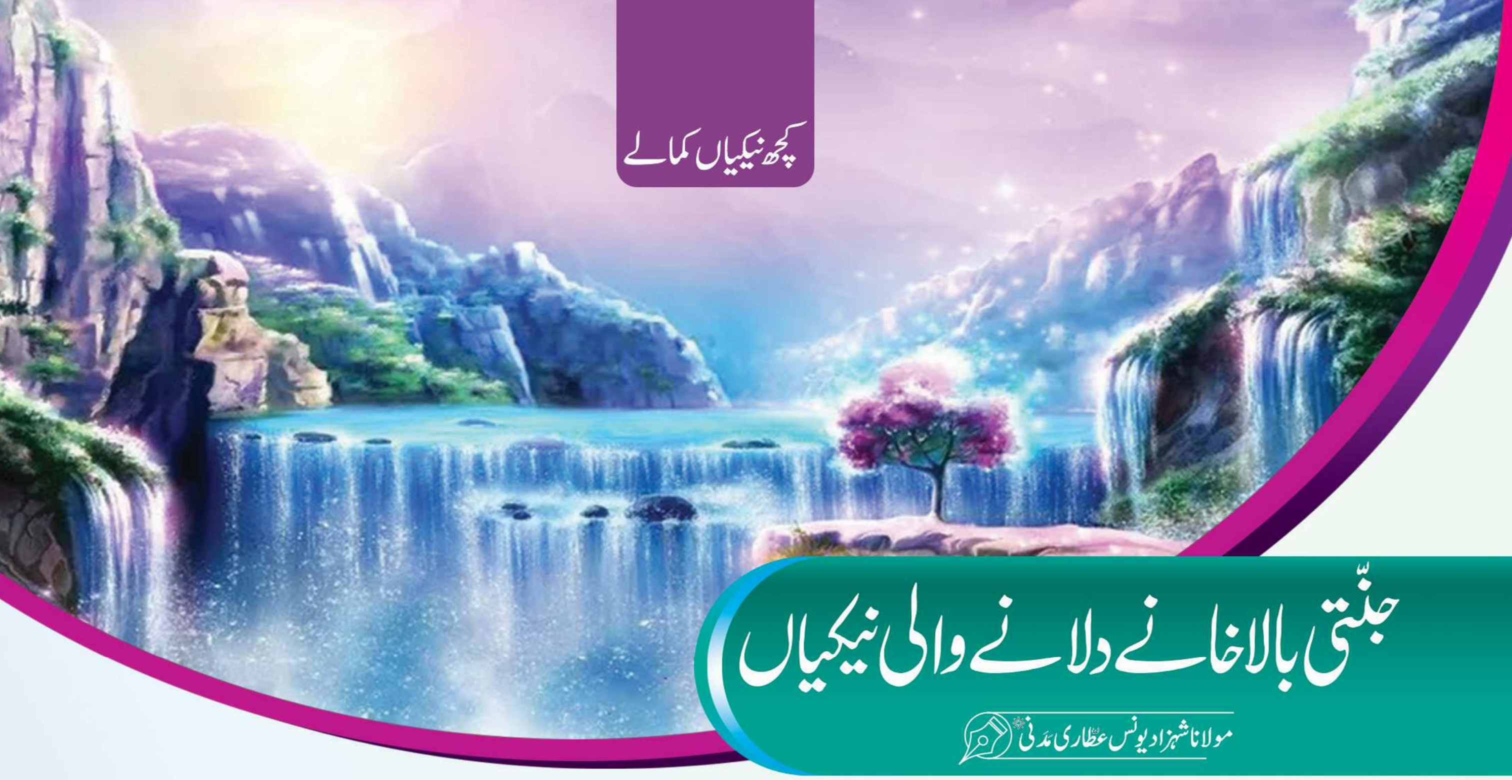

# جنّتی بالاخانے دلانے والی نیکیاں

مولانا شہزاد یونس عطاری مدنی*

اے عاشقانِ رسول! جنّت ایک عالیشان جگہ ہے جسے اللہ پاک نے ایمان والوں کے لیے بنایا ہے، اس میں وہ نعمتیں رکھی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سُنا، نہ کسی شخص کے دل پر ان کا خیال گزرا۔ جو کوئی مثال اس کی تعریف میں دی جائے محض سمجھانے کے لیے ہے، ورنہ دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ چیز کو جنّت کی کسی چیز کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں ہے۔ آیئے! جنّتی بالاخانے (یعنی جنّت کے بلند محلّات اور اونچے اونچے مکانات) حاصل کرنے والی نیکیوں کے بارے میں چند روایات سنئے اور عمل کی کوشش کیجیے۔

## 1 رسولوں کی تصدیق کرنے والے

اللہ پاک کے پیارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: اہلِ جنّت بالاخانے (یعنی اونچے اونچے مکانات) والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے مشرقی یا مغربی کنارے میں دُور سے چمکتے ہوئے تارے کو دیکھتے ہو کیونکہ بعض کے دَرَجات بعض سے زائد ہیں۔ صحابۂ کِرام علیہمُ الرِّضوان نے عرض کی یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم! کیا وہ اَنبیائے کرام کے دَرَجات ہوں گے جن تک کوئی اور نہیں پہنچ سکتا؟ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قُدرت میں میری جان ہے! یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ پاک پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔[1]

## 2 اللہ کے لیے محبّت کرنے، مُلاقات کرنے اور مل کر بیٹھنے والے

تاجدارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بِلاشُبہ جنّت میں یاقوت کے سُتون ہیں جن پر زَبرجَد کے بالاخانے (یعنی بلند محلّات) ہیں ان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں وہ ایسے چمکتے ہیں جیسے بہت روشن ستارہ چمکتا ہے، صحابۂ کِرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم! ان بالاخانوں میں کون (خوش نصیب) رہیں گے؟ ارشاد فرمایا: جو اللہ پاک ہی کے واسطے آپس میں محبّت رکھتے ہیں اور جو اللہ پاک ہی کے واسطے آپس میں بیٹھتے ہیں اور جو اللہ پاک ہی کے واسطے آپس میں مُلاقات کرتے ہیں۔[2]

## 3 اچھی گفتگو کرنے، کھانا کھلانے اور ہمیشہ روزے رکھنے والے

اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمان ہے: جنّت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کا باہَر اندر سے اور اندر باہَر سے دیکھا جاتا ہے۔ ایک اَعرابی (یعنی دیہات کے رہنے والے

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ اصلاحی کتب، المدینۃ العلمیہ، کراچی

نے کھڑے ہو کر عرض کی: یانبیَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم! یہ کس کے لیے ہیں؟ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: یہ اُس کے لیے ہیں جو نَرم گفتگو کرے، کھانا کھلائے، مُتواتِر (یعنی لگاتار) روزے رکھے اور رات کو اُٹھ کر اللہ پاک کے لیے نماز پڑھے جب لوگ سوئے ہوئے ہوں۔[3]

حضرتِ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ "مُتواتِر (یعنی لگاتار) روزے رکھنے" کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یعنی ہمیشہ روزے رکھیں سوا ان پانچ دنوں کے جن میں روزہ حرام ہے یعنی شوّال کی یکم اور ذِی الحجّہ کی دسویں تا تیرھویں یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو ہمیشہ روزے رکھتے ہیں، بعض نے فرمایا کہ اس کے معنیٰ ہیں ہر مہینے میں مسلسل تین روزے رکھے۔[4]

## 4 سلام کو عام کرنے اور ہمیشہ روزے رکھنے والے

ایک طویل روایت میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن پیارے مصطفیٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں جنّت کے بالا خانوں (یعنی اونچے محلّات) کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان! ضَرور ارشاد فرمایئے! ارشاد فرمایا: جنّت میں جواہر کی مختلف اقسام کے بالا خانے ہیں جن کا بیرونی منظر اندر سے اور اندرونی منظر باہر سے دکھائی دیتا ہے۔ ان میں ایسی نعمتیں، ثواب اور عزّت و کَرامت ہے جن کے متعلّق نہ تو کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی آنکھ نے انہیں دیکھا۔ ہم نے عرض کی: یارَسُولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان! یہ کس کے لیے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اس خوش بخت کے لیے جو سلام کو عام کرے، ہمیشہ روزے رکھے، لوگوں کو کھانا کھلائے اور نَماز پڑھے جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کون ان کاموں کی طاقت رکھتا ہے؟ ارشاد فرمایا: میری اُمّت میں سے جو اس کی طاقت رکھتا ہے عنقریب میں اس کے بارے میں تمہیں آگاہ کروں گا۔ پھر ارشاد فرمایا: جو مسلمان بھائی سے ملے، اسے سلام کرے اور وہ جواب دے تو یقیناً اس نے سلام کو عام کیا، جو اپنے اَہل وعیال کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے تو یقیناً اس نے کھانا کھلایا، جس نے پورا ماہِ رَمضانُ المبارک اور ہر مہینے تین روزے رکھے گویا اس نے ہمیشہ روزے رکھے اور جس نے عشا و فجر کی نماز باجماعت اَدا کی گویا اس نے اس وقت نماز پڑھی جب لوگ یعنی یہود و نصاریٰ اور مجوسی سوئے ہوئے تھے۔[5]

## 5 اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے

حضرتِ سیّدنا بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ رسالت صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ بے شک جنّت میں بالا خانے ہیں جن کے باہر سے اندر کا حصّہ نَظر آتا ہے اور اندر سے باہر کا منظر نظر آتا ہے، اللہ پاک نے اسے اپنے لیے محبّت کرنے والوں اور اپنے لیے ایک دوسرے سے ملنے والوں اور اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کے لیے تیار کیا ہے۔[6]

## 6 فَقْر (یعنی غُربت) اختیار کرنے والے

فرمانِ آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم ہے: جنّت میں ایسے بالا خانے (یعنی بلند محلّات) ہیں جن کی طرف اہلِ جنّت ایسے دیکھیں گے جیسے دنیا والے آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہیں، ان میں صرف فَقْر (یعنی غُربت) اختیار کرنے والے نبی، شہید فقیر اور فقیر مومِن داخل ہوں گے۔[7]

اے عاشقانِ جنّت! جنّت میں بلند مقام اور اونچے محلّات پانے کے لیے ہمیں خوب نیکیاں کرنا ہونگیں اور بُرائی سے بچنے والا بننا ہو گا، اللہ پاک ہمیں اپنی رضا کے لیے جنّت میں بلند محلّات حاصل کرنے والی نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم

---

(1) مسلم، ص1163، حدیث:7144 (2) شعب الایمان، 6/487، حدیث: 9002 (3) ترمذی، 4/237، حدیث: 2535 (4) مراٰۃ المناجیح، 2/260 (5) حلیۃ الاولیاء، 2/404، الحدیث 2739 (6) معجم اوسط، 2/166، حدیث: 2903 (7) احیاءعلوم الدین، 4/249۔

# اللہ پاک کی عبادت کی تعلیم

سید بہرام حسین عطّاری مَدَنی*

مسلمانوں کا سب سے پہلا اور بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ پاک ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور وہی عِبادت کے لائق ہے۔ اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: ﴿وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ (۱۶۳)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان۔[1] ایک اور مقام پر اِرشاد فرمایا: ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تو جان لو کہ اللہ کے سِوا کسی کی بندگی نہیں۔[2]

تمام اَنبیائے کِرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام نے اپنی اپنی اُمّتوں کو ایک اللہ کی عبادت کرنے کی تعلیم دی، ان کی دعوت کے اس بنیادی نکتے کو بیان کرتے ہوئے اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: ﴿وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور بے شک ہر اُمّت میں سے ہم نے ایک رَسول بھیجا کہ اللہ کو پوجو اور شیطان سے بچو۔[3] قراٰنِ کریم میں مختلف مقامات پر کئی اَنبیائے کِرام علیہمُ الصّلوٰۃُ والسّلام کا یہ مقولہ موجود ہے جو انہوں نے اپنی اپنی قوم سے فرمایا تھا: ﴿یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔[4]

اللہ پاک نے قراٰنِ کریم کی متعدّد آیاتِ مبارکہ میں اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ اِرشاد فرمایا: ﴿وَ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ (۹۲)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور میں تمہارا رب ہوں تو میری عبادت کرو۔[5]

ایک اور مقام پر اِرشاد فرمایا: ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (۲۱)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اے لوگو اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ اُمّید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیزگاری ملے۔[6]

اپنے پیارے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو عِبادت کا حکم دیتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ﴿وَ اعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ (۹۹)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور مرتے دَم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۔[7]

اِن آیاتِ بینات سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک ہی عبادت کے لائق ہے، صرف اسی کی عبادت کی جائے اور وہی عبادت کا اَجر و ثواب بھی عطا فرمائے گا۔ کسی کو دِکھانے، سنانے اور اپنی واہ وا کروانے کے بجائے محض اللہ پاک کی رضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے عبادت کرنی چاہئے کہ اِخلاص کے ساتھ کیا جانے والا عمل ہی بارگاہِ اِلٰہی میں مقبول ہوتا ہے۔ اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: ﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ (۲)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تو اللہ کو پوجو نِرے اس کے بندے ہو کر۔[8]

ایک اور مقام پر اِرشاد فرمایا: ﴿فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا (۱۱۰)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تو جسے اپنے رب سے ملنے کی اُمّید ہو اُسے چاہئے کہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔[9]

اللہ پاک کا بندوں پر یہ حق ہے کہ بندے اس کی عِبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔ حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ رِوایت کرتے ہیں کہ حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھ سے فرمایا: مُعاذ! کیا

* رکنِ مجلس المدینۃ العلمیہ، ذمّہ دار شعبہ خلیفہ امیر اہلسنت

جانتے ہو اللہ کا حق اپنے بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے ؟ میں نے عرض کی: اللہ پاک اور اس کا رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا: اللہ کا حق تو بندوں پر یہ ہے کہ اُس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا حق اللہ پاک پر یہ ہے کہ جو اس کا شریک نہ ٹھہراتا ہو اُسے عذاب نہ دے۔ [10]

عبادت کرنے سے جہاں اللہ پاک کے حق کی اَدائیگی ہوتی ہے وہاں اِنسان کے دُنیا میں آنے کا اصل مقصد بھی پورا ہوتا ہے، اللہ پاک کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ(۵۶)﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی (اسی لئے) بنائے کہ میری بندگی کریں۔ [11] اگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنے دُنیا میں آنے کے مقصد میں کامیاب ہو جائیں تو ہمیں اپنی زندگی شریعت و سنّت کے مُطابِق گزارنی ہوگی۔ اگر ہمارا اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا اَلغرض ہر ہر کام شریعت و سنّت کے مطابق ہو جائے تو ہمارا ایک ایک لمحہ عبادت میں شُمار ہو گا۔ اللہ پاک کی رَحمت ہمارے شاملِ حال ہو گی اور ہمارے بگڑے ہوئے کام بھی بنتے چلے جائیں گے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عظیم ہے: اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: اے اِنسان! تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کا دَروازہ بند کر دوں گا اور اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں تیرے دونوں ہاتھ مصروفیات سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کا دَروازہ بند نہیں کروں گا۔ [12]

اِس حدیثِ پاک میں بیان کردہ فرمانِ عالیشان کے نظارے فی زمانہ عام دیکھنے کو ملتے ہیں کہ مسلمان مال و دولت کمانے میں اِس قدر مگن ہو چکے ہیں کہ دِن رات، صبح شام اسی میں سرگرداں ہیں، ان کے پاس اتنا وقت بھی نہیں کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو سکیں اور اس خالق و مالک کو یاد کر سکیں جو حقیقی روزی دینے والا ہے۔ اتنی محنت و کوشش کرنے کے باوُجود آج جو ان کا معاشی حال ہے وہ سب کے سامنے ہے، ہر کوئی رِزْق میں تنگی، بے بَرَکتی، مہنگائی، بیماری اور پریشانی کا رونا رو رہا ہے۔ اِس کے برعکس جنہوں نے اپنے آپ کو اللہ پاک کی عبادت کے لئے فارغ کر دیا، اپنی زبان کو اللہ پاک کے ذِکر سے تَر رکھا اور اپنے دِل کو اللہ پاک کی یاد سے معمور کیا تو اللہ پاک انہیں اپنے فضل و کرم سے رِزْق عطا فرماتا، بَرَکتوں سے نوازتا اور ان کے تمام تر معاملات میں انہیں کافی ہو جاتا ہے۔

یاد رَکھئے! اللہ پاک نے اِنسان کو جو اتنی فضیلت و کرامت عطا فرمائی کہ اسے اشرفُ المخلوقات بنایا اور عزّت و عظمت کا تاج اس کے سَر پر سجایا، یہ عزّت و عَظْمت اسی وقت ہے جب اِنسان اپنے رب کا فرمانبردار بن کر اس کی بندگی کرتا ہے ورنہ اللہ پاک کے ہاں اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں۔ اللہ پاک اِرشاد فرماتا ہے: ﴿قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْۚ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: تم فرماؤ تمہاری کچھ قدر نہیں میرے رب کے یہاں اگر تم اسے نہ پوجو۔ [13] یعنی جو رب کی عبادت نہ کرے اس کی بارگاہِ الٰہی میں نہ قدر ہے نہ عزّت، اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ مُتّقی و عابد مومن کی وہاں قدر بھی ہے عزّت بھی۔ رب فرماتا ہے: ﴿وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور عزّت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے۔ [14] پھر جیسا تقویٰ و عبادت ایسی ہی قدر و عزت ہے۔ اِنسان مٹی یا پانی کا ڈھیر ہے۔ اس میں نورِ ایمان قابلِ قدر چیز ہے:

شکل بشر میں نورِ الٰہی اگر نہ ہو!
کیا قدر اُس خمیرۂ مَاو مَدر کی ہے [15]

لہٰذا اِنسان کی قدر و عزّت ایمان و عبادت سے ہے۔ [16] زندگی عبادت کے لئے ملی ہے، بغیر بندگی کے بسر کی جانے والی زندگی باعثِ شرمندگی ہے۔

زِندگی آمد برائے بَندَگی     زِندگی بے بَندَگی شَرمندگی

(1) پ2، البقرۃ:163 (2) پ26، محمد:19 (3) پ14، النحل:36 (4) پ8، الاعراف: 85 (5) پ17، الانبیآء: 92 (6) پ1، البقرۃ:21 (7) پ14، الحجر: 99 (8) پ23، الزمر:2 (9) پ16، الکھف:110 (10) بخاری، 2/269، حدیث:2856 (11) پ27، الذّٰریٰت: 56 (12) ترمذی، 4/211، حدیث:2474 (13) پ19، الفرقان:77 (14) پ28، المنٰفقون:8 (15) حدائقِ بخشش، ص206 (16) نور العرفان، پ19، الفرقان، تحت الآیۃ:77۔

(قسط:01)

# اسلام کا نظامِ طہارت و نظافت

مولانا فرمان علی عطّاری مَدَنی*

اسلام جیسے باطن اور ایمان و نظریات کے بارے میں انتہائی پاکیزہ تعلیمات رکھتا ہے ایسے ہی ظاہری ستھرائی و صَفائی کے بارے میں بھی واضح تعلیمات عطا فرماتا ہے، اسلام گندگی کو ناپسند اور صَفائی ستھرائی اور پاکیزگی کو پسند کرتا ہے۔ اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک! اسلام صاف ستھرا (دین) ہے تو تم بھی نَظافَت حاصل کیا کرو کیونکہ جنّت میں صاف رہنے والا ہی داخِل ہوگا۔[1] علّامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یہ مبارک عادت (صَفائی ستھرائی) بھی مردوں اور عورتوں کے لیے نہایت ہی بہترین خصلت ہے جو انسانیت کے سَر کا ایک بہت ہی قیمتی تاج ہے۔ امیری ہو یا فقیری ہر حال میں صَفائی ستھرائی انسان کے وقار و شَرَف کا آئینہ دار اور محبوب پروردگار ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کا یہ اسلامی نشان ہے کہ وہ اپنے بدن، اپنے مکان و سامان، اپنے دروازے اور صحن وغیرہ ہر ہر چیز کی پاکی اور صفائی ستھرائی کا ہر وقت دھیان رکھے۔ گندگی اور پھوہڑپَن انسان کی عزّت و عظمت کے بدترین دشمن ہیں اس لیے ہر مرد و عورت کو ہمیشہ صفائی ستھرائی کی عادت ڈالنی چاہیے۔[2] اسلام نے ایک ایسا نِظامِ طہارت مہیّا کیا ہے جس کے ذریعے مسلمان اپنی ذات، گھر، خاندان، معاشرے حتّٰی کہ دل اور روح کو بھی صاف ستھرا رکھ سکتا ہے۔ طہارت کا مطلب پاکی اور صفائی ہے اور اسلامی عِبادات، معمولات اور زندگی کے دیگر اُمور میں اس کی بڑی اہمیّت ہے۔ طَہارت کے نِظام میں مختلف اُصول اور طریقے شامل ہیں، آج اسی حوالے سے کچھ مدنی پھول پڑھنے کی سَعادت حاصل کریں گے۔

**جسم کی طہارت** اسلام نے جسمانی صفائی ستھرائی کا حکم دیا اور اس کی طہارت کے مختلف طریقے بھی بتائے جن کے ذریعے جسم پاک صاف ہو جاتا ہے۔ مکمّل جسم کی پاکی اور صفائی کے لیے غسل اور مختلف اعضاء کی صفائی کے لیے وُضو اور دیگر ذرائع بھی بیان کیے ہیں جن کے ذریعے جسمانی صفائی کا خیال رکھا جاسکتا ہے۔

**1 استنجا کے بعد طہارت** بول و بَراز کا اِخْراج طبعی حاجَت ہے۔ اسلام نے قضائے حاجت کا طریقہ بھی بیان فرمایا ہے کہ

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

پہلے پانی سے نجاست کو اچھی طرح دور کیا جائے اگر پانی نہ ہو تو مٹی کے ڈھیلوں کے ذریعے پاکی حاصل کی جائے۔ مٹّی کے ڈھیلے سے طہارت کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ مٹی میں بھی پاک کرنے کی صلاحیّت رکھی گئی ہے۔ اگر اسلام کے بتائے ہوئے طریقۂ کار کے مطابق نجاست کو صاف نہ کیا جائے تو جسم پاک نہ ہوگا جس سے نماز و دیگر عبادات کی ادائیگی درست نہیں ہوگی نیز صفائی کرنے سے بیماریوں سے بھی حفاظت رہتی ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق مِٹّی میں نَوشادَر (AMMONIUM CHLORIDE) نیز بدبُو دُور کرنے والے بہترین اَجزا موجود ہیں۔ پیشاب اور فُضلہ جَراثیم سے لبریز ہوتا ہے، اِس کا جسمِ انسانی پر لگنا نقصان دِہ ہے۔ اِس کے اَجزا بدن پر چپکے رہ جانے کی صورت میں طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ "ڈاکٹر ہلوک" لکھتا ہے: اِستنجا کے مِٹّی کے ڈَھیلے نے سائنسی دنیا کو وَرطۂ حیرت میں ڈال رکھا ہے۔ مِٹّی کے تمام اَجزا جراثیم کے قاتل ہوتے ہیں لہٰذا مِٹّی کے ڈَھیلے کے استِعمال سے پردے کی جگہ پر موجود جراثیم کا خاتمہ ہو جاتا ہے بلکہ اِس کا استِعمال "پردے کی جگہ کے کینسر" سے بچاتا ہے۔[3] اس بارے میں مزید معلومات کے لیے مکتبۃُ المدینہ کا رسالہ "استنجا کا طریقہ" کا مطالَعہ کرنا مفید ہے۔

**2 وُضو** جسمانی صفائی کا ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے بندۂ مومن عِبادت، تِلاوت اور ان کاموں کو کرنے کے قابل ہو جاتا ہے جو بغیر وُضو کے جائز نہیں ہوتے۔ نَمازوں کی اَدائیگی کے لیے وُضو شرط رکھا گیا اور قراٰنِ پاک میں اس کا حکم دیا گیا: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَیْنِؕ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو جب نَماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنے منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ۔[4]

وُضو کرنے سے جہاں ایک مسلمان حکمِ خداوندی کا عامل بنتا ہے وہیں اس کے اَعضائے وُضو کی صفائی بھی ہوتی ہے اور احادیثِ مبارکہ کے مُطابِق جسم کے ان حصّوں کے گُناہ بھی جھڑ جاتے ہیں[5] نیز وُضو کرنے والے کو طبّی اور سائنسی کئی فوائد و ثمرات بھی حاصل ہوتے ہیں۔ وُضو کے طبی و سائنسی فوائد جاننے کے لیے مکتبۃُ المدینہ کا رسالہ "وُضو اور سائنس" کا مطالَعہ بے حد مُفید ہے۔

**3 مسواک کرنا** سنّت کے مطابق وُضو کیا جائے تو اس کا ایک جُز مسواک کرنا بھی ہے کہ نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم وضو سے پہلے مسواک کرنا پسند فرماتے ایک حدیثِ پاک میں یہاں تک ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے میری اُمّت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں وضو سے پہلے مسواک کو لازم قرار دیتا۔[6] مسواک کرنے سے منہ میں موجود غذاؤں کے اجزا سڑتے نہیں اور منہ کی صفائی ہو جاتی ہے اور بندہ صاف منہ لے کر بارگاہِ الٰہی میں سربسجود ہوتا ہے نیز مسواک سے اس کے علاوہ بھی کثیر فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ مسواک کے بارے میں مزید معلومات کے لیے رسالہ "مسواک شریف کے فضائل" کا مطالعہ کیجیے۔

**4 ناخن تراشنا** جسمانی صفائی میں ناخُن تراشنا اور موئے زیرِ ناف صاف کرنا بھی شامل ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اس بارے میں یہ حکم ہے کہ 40 دن کے اندر اندر ناخن اور جسم کے غیر ضَروری بال صاف کر لیے جائیں اور بِلا عذرِ شرعی 40 دن سے زائد کر دینا ناجائز و گناہ ہے۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو مُوئے زیرِ ناف اور ناخن نہ تراشے اور مُونچھ نہ کاٹے، وہ ہم میں سے نہیں۔[7] طبّی لحاظ سے بڑے ناخن مضرِ صحت ہیں، ناخن تراشنا جہاں ایک طرف صحت کا باعث ہے تو دوسری جانب سنّت و مستحب عمل ہے اور بندہ سُنّت کے مطابق انہیں تراش کر ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ جمعہ کے دن ناخن ترشوانا مستحب ہے، ہاں اگر زیادہ بڑھ گئے ہوں تو جمعہ کا انتظار نہ کریں کیونکہ ناخنوں کا بڑا ہونا تنگیِ رِزْق کا سبب ہے۔[8]

**5 تیمّم** اسلامی احکام انسانی طبیعت کے موافق ہیں، اسلام نرمی اور آسانی کا حکم دیتا ہے اسی وجہ سے اپنے ماننے والوں کو نَماز اور دیگر عبادات کی ادائیگی کے لیے سفر و حضر میں پانی کی عدمِ موجودگی یا بیماری کی حالت میں پاکی حاصل کرنے کے لیے تیمّم کا حکم فرمایا ہے جو وضو و غسل کا قائم مقام ہے۔ قراٰنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا(۴۳)﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر تم بیمار ہو یا سَفَر میں یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں کو چھوا اور پانی نہ پایا تو پاک مٹّی سے تیمّم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو بے شک اللہ معاف فرمانے والا بخشنے والا ہے۔[9]

آیتِ مبارکہ کے آخری جز کا شانِ نزول یہ ہے کہ غزوۂ بنی مُصْطَلَق میں جب لشکرِ اسلام رات کے وقت ایک بیابان میں ٹھہرا جہاں پانی نہ تھا اور صبح وہاں سے کوچ کرنے کا ارادہ تھا، وہاں اُمُّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہُ عنہا کا ہار گم ہو گیا، اس کی تلاش کے لیے سیّدِ دو عالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے وہاں قیام فرمایا، صبح ہوئی تو پانی نہ تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت نازل فرمائی۔[10]

**تیمّم کا طریقہ** تیمم کرنے والا پاکی حاصل کرنے کی نیّت کرے اور جو چیز مٹّی کی جنس سے ہو جیسے گرد، ریت، پتّھر، مٹّی کا فرش وغیرہ، اس پر دو مرتبہ ہاتھ مارے، ایک مرتبہ ہاتھ مار کر چہرے پر پھیر لے اور دوسری مرتبہ زمین پر ہاتھ پھیر کر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر پھیر لے۔ تیمّم کے مزید احکام جاننے کے لیے بہارِ شریعت، جلد 1، حصہ نمبر 2 سے ”تیمّم کا بیان“ مطالعہ فرمائیں۔

**6 غسل کے ذریعے طہارت** غسل بھی جسمانی صفائی ستھرائی اور پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، انسانی فطرت صفائی ستھرائی اور خوبصورتی کو پسند کرتی ہے اسی وجہ سے اسلام نے فطرتِ انسانی کا لحاظ کرتے ہوئے مسلمانوں کو پورے جسم کی صفائی کے لیے غسل کی ترغیب دلائی ہے نبیِ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لازم ہے ہر مسلمان پر کہ ہر سات دن میں ایک دن غسل کرے جس میں سر و جسم دھوئے۔[11]

حکیمُ الاُمّت، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: یہاں ایک دن سے مراد جُمعہ کا دن ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہفتہ میں جمعہ کے دن غسل کر لینا چاہیے تاکہ بدن بھی صاف ہو جائے اور کپڑے بھی اور جمعہ کی بھیڑ میں مسلمانوں کو تکلیف نہ ہو، چونکہ سَر میں میل جوئیں زیادہ ہو جاتی ہیں، اس لیے خصوصیت سے اس کا ذکر کیا ورنہ جسم میں یہ بھی داخل تھا۔ غسل میں کلّی اور ناک میں پانی لینا اور تمام جسم کا دھونا ہمارے ہاں فرض ہے۔[12]

بعض صورتوں میں عِبادات اور مُعاملات کی ادائیگی کے لیے پورا جسم پاک کرنا ضَروری قرار دیا ہے اور اس صورت میں غسل نہ کرنا یا اسلام کے بتائے ہوئے طریقۂ کار کے مطابق نہ کرنا عِبادات کے ضائع ہونے اور بندے کے گنہگار ہونے کا سبب بن سکتا ہے۔ دینِ اسلام نے نہ صرف زندگی میں جسمانی صفائی کے لیے غسل کا حکم دیا بلکہ مرنے کے بعد بھی مردوں کو غسل دے کر دفنانے کو لازمی قرار دیا ہے۔ غسل کے متعلّق مسائل جاننے کے لیے مکتبۃُ المدینہ کا رسالہ ”غسل کا طریقہ“ کا مطالعہ کیجیے اِن شآءَ اللہ بے حد مفید ثابِت ہو گا۔ (جاری ہے)

---

(1) کنزالعمال، جز:9، 5/123، حدیث:25996 (2) جنتی زیور، ص139 (3) استنجا کا طریقہ، ص10 (4) پ6، المآئدۃ:6 (5) مسند احمد، 1/130، حدیث:415 (6) ترمذی، 1/100، حدیث:23 (7) مسند احمد، 9/125، حدیث:23539 (8) بہارِ شریعت، 1/582 (9) پ5، النسآء:43 (10) بخاری، 1/133، حدیث:334 (11) بخاری، 1/310، حدیث:897 (12) مراٰۃ المناجیح، 1/345 تا 346 ملتقطاً۔

# بُزرگانِ دین کے مبارک فرامین

The Blessed quotes of the pious predecessors

مولانا ابو شیبان عطّاری مَدَنی*

## باتوں سے خوشبو آئے

### محبّتِ الٰہی کا ثبوت

حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اَخلاق و افعال اور اَحکامات و سنّتوں کی پیروی کرنا اللہ سے محبّت کا ثُبوت ہے۔(ارشادِ حضرت ذوالنّون مصری رحمۃ اللہ علیہ)(طبقات الصوفیہ، ص30)

### دعویٰ محبت کی صداقت کا معیار

جو فقر سے محبّت کے بغیر محبّتِ رسول کا دعویٰ کرے وہ کذّاب (یعنی بڑا جھوٹا) ہے۔(ارشادِ حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ)

(حلیۃ الاولیاء، 8/79)

### عشق واَدب لازمِ یک دگر ہیں

جس دل میں عشقِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم موجزن ہوگا اس سے بے اَدبی ہرگز سرزد نہ ہوگی اور جس دل میں عشقِ رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ ہو اس سے بے اَدبیاں سَرزد ہوتی رہتی ہیں۔(ارشادِ حضرت علّامہ مفتی محمد امین قادری رحمۃ اللہ علیہ)

(عشقِ مصطفٰی، ص23)

## احمد رضا کا تازہ گلِستاں ہے آج بھی

### محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے

اللہ تعالٰی سچّا اسلام دے اور اس پر سچّی استقامت عطا فرمائے اور اپنی اور اپنے حبیب اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سچی محبّت دے اور ان کے دشمنوں سے کامل عداوت و نفرت عطا فرمائے کہ بغیر اس کے مسلمان نہیں ہو سکتا اگرچہ لاکھ دعوئ اسلام کرے اور شبانہ روز نماز روزے میں منہمک رہے۔

(فتاویٰ رضویہ، 21/177)

### رب کی نعمتوں کا سَرچشمہ ہیں حضور

دین و دنیا و جسم و جاں میں جو نعمت کسی کو ملی اور ملتی ہے اور اَبدُ الآباد تک ملے گی سب حضورِ اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے وسیلے اور حضور کے مبارک ہاتھوں سے ملی اور ملتی ہے اور ابدُ الآباد تک ملے گی۔(فتاویٰ رضویہ، 21/195)

### کوئی دُعا توسّل سے خالی نہیں

مسلمان کے دل میں حضورِ اقدس صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے توسّل رچا ہوا ہے اس کی کوئی دُعا توسّل سے خالی نہیں ہوتی اگرچہ بعض وقت زبان سے نہ کہے۔(فتاویٰ رضویہ، 21/194)

## عطّار کا چمن کتنا پیارا چمن

### عشقِ رسول بڑھانے کا نسخہ

عشقِ رسول بڑھانے کے لیے خوش اِلحان نعت خواں سے نعت شریف سُننی چاہیے۔(مدنی مذاکرہ، 6ربیع الاول1444ھ)

### مطالعۂ سیرت کا ثمرہ

بندہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان کے متعلق جتنا مُطالعہ کرے گا محبّت مزید بڑھے گی۔(مدنی مذاکرہ، 6ربیع الاول1444ھ)

### جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں

اگر کوئی دربارِ مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے دُور ہوا تو پھر اس کو کوئی جائے پناہ نہیں ملے گی، دَر دَر کی ٹھوکریں کھائے گا، خوار ہوگا، برباد ہوگا۔(مدنی مذاکرہ، 21ربیع الاول1445ھ)

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضان مدینہ کراچی

# اَحکامِ تجارت

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی*

اگر آپ بھی کاروباری مسائل سے متعلق کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس پر اپنا سوال لکھ کر بھیج دیں۔ iec@daruliftaahlesunnat.net

## 1 دوست کو گھر میں شریک بنا کر کرایہ آپس میں تقسیم کرنا

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید نے کچھ عرصہ پہلے ساڑھے چھ لاکھ روپے میں ایک مکان خریدا۔ اب زید یہ چاہتا ہے کہ اپنے دوست عمر کو اُس گھر کے ایک چوتھائی حصے میں شریک کرلے اور دونوں مل کر اس کا کرایہ وصول کریں۔ یہ ارشاد فرمائیں کہ کیا زید کا اپنے دوست عمر کو اس مکان میں شریک کرنا شرعاً جائز ہے؟ اگر جائز ہے تو زید قیمتِ خرید کے اعتبار سے اسے گھر میں شریک کرے گا یا موجودہ ویلیو کے اعتبار سے شریک کرے گا؟ کیونکہ اُس گھر کی موجودہ ویلیو سات لاکھ روپے ہے۔ نیز زید اور عمر کے درمیان کرایہ کی رقم کس اعتبار سے تقسیم ہو گی؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

**جواب:** پوچھی گئی صورت میں زید اپنی ملکیت میں بکر کو شامل کرسکتا ہے چوتھائی حصہ یعنی 25 فیصد اگر اسے دینا چاہتا ہے تو دے سکتا ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ فریقین قیمت یعنی معاوضہ کی مقدار پر اتفاق کریں۔ یہ ضروری نہیں کہ قیمتِ خرید کے مطابق یا پھر موجودہ مارکیٹ ویلیو کے مطابق حصہ بیچا جائے بلکہ باہمی رضامندی سے کوئی بھی قیمت طے کی جاسکتی ہے۔ رہی بات کرایہ تقسیم کرنے کی تو جس کا جتنا شیئر ہو گا اس کے مطابق ہی وہ کرایہ کا حق دار ہو گا۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”ایک شخص نے کوئی چیز خریدی ہے کسی دوسرے شخص نے اُس سے یہ کہا مجھے اس میں شریک کرلے مشتری نے کہا شریک کرلیا اگر یہ باتیں اُس وقت ہوئیں کہ مشتری نے مبیع پر قبضہ کرلیا ہے تو شرکت صحیح ہے اور قبضہ نہ کیا ہو تو شرکت صحیح نہیں کیونکہ اپنی چیز میں دوسرے کو شریک کرنا اُس کے ہاتھ بیع کرنا ہے اور بیع اُسی چیز کی ہو سکتی ہے جو قبضہ میں ہو اور جب شرکت صحیح ہو گی تو نصف ثمن دینا لازم ہو گا کہ دونوں برابر کے شریک قرار پائیں گے البتہ اگر بیان کر دیا ہے کہ ایک تہائی یا چوتھائی یا اتنے حصہ کی شرکت ہے تو جو کچھ بیان کیا ہے اُتنی ہی شرکت ہو گی اور اُسی کے موافق ثمن دینا لازم ہو گا۔“ (بہار شریعت، 2/515)

اجرت کی تقسیم کاری بقدرِ حصص ہو گی۔ جیسا کہ درر الحکام میں ہے: ”لو اجر الشركاء الحانوت المشترك بينهم لآخر فيجب تقسيم بدل الايجار بينهم حسب حصصهم فی الحانوت“ یعنی اگر شرکاء نے اپنی مشترکہ دکان دوسرے شخص کو کرایہ پر دی تو اجرت کی تقسیم کاری دکان میں موجود حصوں کے مطابق ہو گی۔ (درر الحکام شرح مجلۃ الاحکام، 3/27)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

*محققِ اہلِ سنّت، دار الافتاءِ اہلِ سنّت نور العرفان، کھارادر کراچی

## 2 کمیٹی ڈالنے والے کا انتقال ہو جائے تو جمع شدہ رقم کا حکم؟

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک شخص نے دو کمیٹیاں ڈالی ہوئی تھیں، ان میں سے ایک کمیٹی کی رقم یعنی 8 لاکھ روپے اس کو مل گئی تھی اور ٹوٹل وہ 10 لاکھ 50 ہزار روپے دونوں کمیٹیوں کی رقم بھر چکا تھا اور اب اس کا انتقال ہو گیا جس کی وجہ سے مزید کمیٹیاں وہ جمع نہیں کروائے گا اور اس کی دوسری کمیٹی تقریباً 7 ماہ بعد کھلے گی اب سوال یہ ہے کہ جو ڈھائی لاکھ روپے مرحوم نے اضافی جمع کروائے تھے کیا وہ ورثاء کو فوراً دینا لازم ہے؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

**جواب:** بیان کردہ صورت میں مرحوم دونوں کمیٹیوں کی مد میں 10 لاکھ 50 ہزار روپے ادا کر چکا تھا اور اس کو ایک کمیٹی کی مد میں 8 لاکھ روپے مل چکے تھے لہٰذا مجموعی طور پر ڈھائی لاکھ روپے کی رقم کمیٹی والے پر قرض ہوئی اور عند الشرع قرض کو مطالبہ پر لوٹانا لازم ہوتا ہے بہر حال کمیٹی والے پر یہ ڈھائی لاکھ روپے ورثاء کو دینا لازم ہے، اب اس کا طریقہ کار یہ ہو سکتا ہے کہ میت کے ورثاء اور کمیٹی والا باہمی رضامندی سے کوئی ایک تاریخ طے کر لیں جس میں رقم کی واپسی ہو گی۔ اور ورثاء کو بھی چاہیے کہ اگر کمیٹی والا فوری ادائیگی پر قادر نہیں ہے اور وقت کا مطالبہ کرتا ہے تو اس سے فی الفور ادائیگی کا مطالبہ نہ کریں بلکہ کچھ مہلت دے دیں۔

ہمارے یہاں کمیٹی کی رقم بطور قرض دی جاتی ہے چنانچہ علّامہ علاؤ الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ قرض کی تعریف کے متعلق در مختار میں لکھتے ہیں: ”شرعا: ما تعطیه من مثلی لتتقاضاه“ یعنی شرعی اعتبار سے قرض وہ مثلی مال ہے جسے تم اس جیسا واپس حاصل کرنے کی غرض سے دیتے ہو۔ (در مختار، 5/161)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

## 3 کمیٹی تاخیر سے دینے پر اضافی پیسے لینا کیسا؟

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا کمیٹی (B.C) جمع کرنے والا یہ شرط لگا سکتا ہے کہ جو شخص تاخیر سے کمیٹی کی قسط جمع کروائے گا وہ اس تاخیر کی بناء پر اضافی پیسے بھی دے گا؟

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

**جواب:** کمیٹی جمع کرنے والے کا یہ شرط لگانا کہ جو شخص تاخیر سے کمیٹی کی قسط جمع کروائے گا وہ اس تاخیر کی بناء پر اضافی پیسے بھی دے گا یہ شرط ناجائز و حرام ہے کیونکہ اگر قسط جمع کروانے والے کی کمیٹی اب تک نہیں کھلی تو اس صورت میں وہ مقروض نہیں ہے لہٰذا تاخیر کی بناء پر اس سے اضافی پیسے لینا مالی جرمانہ ہے جو کہ ناجائز و گناہ ہے۔ اور اگر اس شخص کی کمیٹی کھل چکی ہے اور اس پر بقیہ قسطیں باقی ہیں تو اس صورت میں وہ مقروض ہے لہٰذا کمیٹی جمع کرنے والے کا تاخیر کی بناء پر اس شخص سے اضافی پیسے لینا سود ہے جو کہ سخت ناجائز و حرام ہے۔

چنانچہ مبسوط میں ہے: ”مقابلة الاجل بالدراهم ربا“ ترجمہ: مدت کے مقابلے میں (قیمت کے علاوہ) دراہم لینا سود ہے۔ (المبسوط، 13/126)

مالی جرمانے سے متعلق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”تعزیر بالمال منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل جائز نہیں“۔ (فتاویٰ رضویہ، 5/112)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم


کاروباری مسائل جاننے کے لئے ہماری ویب سائٹ
www.iecdawateislami.com
کے ذریعے Take Appointment پورٹل پر لاگ اِن ہو کر Appointment لے سکتے ہیں۔

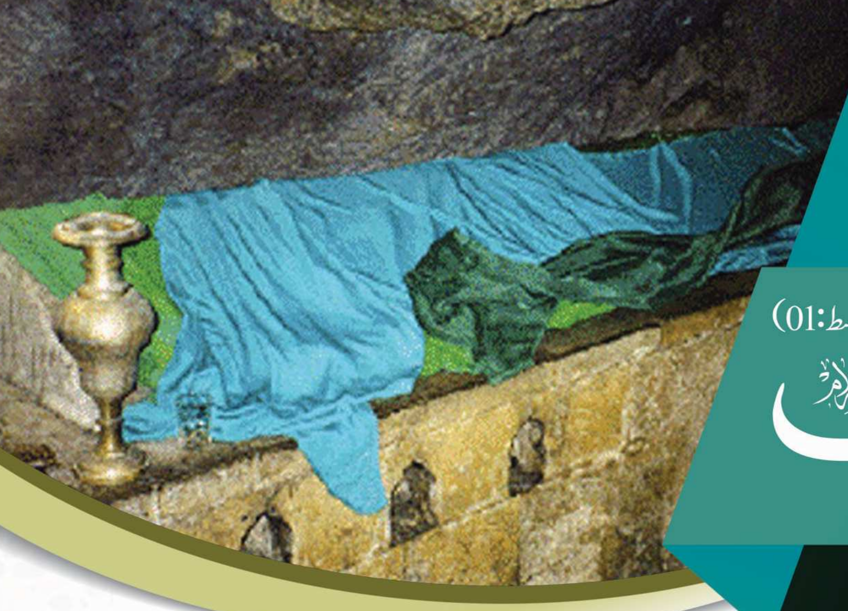

# حضرت سیّدُنا یعقوب علیہ السّلام (قسط:01)

مولانا ابو عبید عطّاری مَدَنی*

پیارے اسلامی بھائیو! خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی عمر مبارک اس وقت 120 سال ہو چکی تھی جب سادہ رُو، نوجوانوں کی حَسین شکلوں میں فرشتوں نے بیٹے حضرت اسحاق اور ان کے بعد پوتے حضرت یعقوب علیہما السّلام کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تھی۔ ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے پچھلے شُماروں میں آپ معزّز نبی حضرت اسحاق علیہ السّلام کے تفصیلی حالات مبارَکہ پڑھ چکے ہیں، اب مکرّم نبی حضرت یعقوب علیہ السّلام کی بابرکت سیرت پڑھیے:

**پیدائش** حضرت سیّدُنا یعقوب علیہ السّلام کی پیدائش سر زمین کَنْعان (فلسطین) میں ہوئی، اس وقت والد محترم حضرت اسحاق علیہ السّلام کی عمر مبارک 60 سال سے اوپر تھی حضرت یعقوب علیہ السّلام والد محترم حضرت اسحاق علیہ السّلام کی محبتوں اور شفقتوں کے سائے میں پل بڑھ کر جوان ہوئے۔[1]

**لقب کا معنی** آپ علیہ السّلام کا لقب "اِسرائیل" ہے اور یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے، عربی زبان میں اس کا معنی "صَفْوَۃُ اللہ" ہے یعنی اللہ پاک کا منتخب وپسندیدہ بندہ، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "اِسراء" کا معنیٰ "عبد" یعنی بندہ اور "اِیل" سے مراد "اللہ" تو اسرائیل کا معنیٰ ہوا "عبدُاللہ" یعنی اللہ کا بندہ۔[2]

**اوصاف وحلیہ مبارکہ** اللہ کریم کے پیارے کریم نبی حضرت یعقوب علیہ السّلام اطاعت و فرمانبرداری کرنے والے، مضبوط اَعصاب رکھنے والے، پُر وقار اور خاموش طبیعت رکھنے کے ساتھ ساتھ ظاہری وباطنی حُسن وخوبیوں سے مالامال تھے،[3] گورا رنگ جس میں سُرخی جھلکتی، ناک اُونچی، رُخسارے ہلکے، چہرہ خوبصورت جبکہ لبِ زیریں پر ایک تل تھا،[4] آپ علیہ السّلام کو اونٹ کا گوشت اور اونٹنی کا دودھ بہت پسند تھا لیکن ایک مرتبہ بہت زیادہ بیمار ہوئے اور بیماری طول پکڑ گئی تو آپ نے یہ منّت مانی کہ اگر اللہ اس بیماری سے شفا عطا فرمادے تو میں اپنی سب سے پسندیدہ چیز نہ کھاؤں گا اور نہ پیئوں گا۔[5]

**والدِ محترم کی دعا** ایک مرتبہ والد ماجد حضرت اسحاق علیہ السّلام نے آپ علیہ السّلام کو اپنے قریب بلایا اور یہ دعا دی کہ اللہ تمہاری اولاد میں انبیا اور بادشاہوں کو پیدا کرے۔[6]

**نکاح و اولاد** حضرت اسحاق علیہ السّلام کی طرف سے آپ علیہ السّلام کو یہ وصیّت تھی کہ کسی کنعانی عورت سے نکاح نہ کریں بلکہ اپنے ماموں کی بیٹی سے نکاح کریں، لہٰذا آپ علیہ السّلام نے سفر اختیار کیا[7] اور ماموں لَیَان کی بڑی بیٹی سے "لِیّا" سے پھران کے انتقال کے بعد چھوٹی بیٹی "راحیل" سے نکاح کیا،[8] اللہ کریم نے حضرت یعقوب علیہ السّلام کے مال واولاد میں بَرَکت عطا فرمائی اللہ کی رحمت سے آپ کے ہاں 12 بیٹے پیدا ہوئے[9] پہلی زوجہ محترمہ "لِیّا" سے 6 بیٹے، مزید دو بیویوں سے 4 لڑکوں کی پیدائش ہوئی جبکہ بی بی "راحیل" سے دو بیٹے حضرت یوسف علیہ السّلام اور بنیامین پیدا ہوئے۔[10] والد محترم حضرت اسحاق علیہ السّلام کی حَیات مبارکہ میں ہی حضرت یعقوب علیہ السّلام کے اکثر بیٹے پیدا ہو چکے تھے۔[11]

**ذریعۂ معاش** حضرت یعقوب علیہ السّلام اور ان کی اولاد بکریاں

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کراچی

چراتے تھے اور بکریاں پال پال کر ان کو بیچا کرتے تھے۔[12] جب آپ علیہ السّلام کنعان سے تشریف لے گئے تھے تو خالی ہاتھ تھے اور جب واپس کنعان لوٹ رہے تھے تو آپ کے پاس کثیر بکریاں، جانور اور غلام تھے۔[13]

**بعثت مبارکہ اور معجزات** حضرت سیّدنا یعقوب علیہ السّلام کو شام کے شہروں میں مقیم کَنْعانی قوم کی طرف مبعوث فرمایا گیا تھا۔[14] کتابوں میں آپ علیہ السّلام کے کئی معجزوں کا ذکر ملتا ہے جن میں سے کچھ یہ ہیں **1** آپ علیہ السّلام نے پانی پی کر بچا ہوا پانی کنویں میں واپس ڈالا تو کنواں پانی سے لبالب بھر گیا۔[15] **2** آپ علیہ السّلام نے درخت کے پتّوں پر لعاب والی پھونک ماری جن بکریوں نے وہ پتّے کھائے تو انہوں نے نَر بچّے پیدا کئے، اگلے سال اسی طرح دوسری بکریوں نے پتّے کھائے تو انہوں نے مادَہ بچّے جَنے۔[16] **3** آپ علیہ السّلام نے دُعا کی تو دشمنِ دین کا قلعہ زمین بوس ہو گیا۔[17] **4** ایک بدزبان کے لیے آپ علیہ السّلام نے دُعا کی تو اس کی زبان بند ہو گئی پھر کسی کی سفارش پر اس کے لیے دوبارہ دُعا کی تو اس کی زبان صحیح ہو گئی۔[18] **5** کتابوں میں یہ معجزہ بھی ملتا ہے کہ آپ علیہ السّلام نے ایک بھیڑیے سے کلام کیا۔[19]

**وفات** آپ علیہ السّلام کو اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السّلام سے بڑی محبّت تھی دوسرے بیٹوں کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السّلام آپ سے جُدا ہو گئے تھے یہاں تک کہ حضرت یوسف کی جدائی میں روتے روتے آپ علیہ السّلام کی آنکھ کی سیاہی کا رنگ جاتا رہا اور بینائی کمزور ہو گئی۔[20] ایک طویل عرصے بعد اللہ کریم نے حضرت یعقوب علیہ السّلام کو ان کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السّلام سے ملا دیا، پھر آپ علیہ السّلام نے اپنے دوسروں بیٹوں کی طرف سے پہنچنے والی تکالیف اور ان کی غلطیوں کو مُعاف کر دیا۔[21] حضرت یعقوب علیہ السّلام نے 147 سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔[22]

**تفصیلی سیرت مبارکہ** آیئے! حضرت یعقوب علیہ السّلام کی کچھ تفصیلی سیرتِ مبارَکہ پڑھئے: جب حضرت یعقوب عراق کے شہر بابل کے قریب سَر زمین ”فدان آرام“ میں اپنے ماموں کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں رات ہو گئی[23] آپ نے ایک جگہ آرام فرمانے کی غرض سے ایک پتّھر لیا اور اپنے سر کے نیچے رکھ کر سو گئے۔ خواب میں دیکھا کہ آسمان سے زمین تک ایک سیڑھی لٹکی ہوئی ہے اور فرشتے اس سیڑھی سے اوپر نیچے آ جا رہے ہیں،[24] پھر اللہ کریم نے آپ کی طرف وحی فرمائی: میں اللہ ہوں، میرے سِوا کوئی معبود نہیں، میں ہی تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا معبود ہوں، میں نے تمہیں مقدّس سَر زمین کا وارِث بنا دیا ہے، پھر تمہارے بعد تمہاری اولاد کو وارث کیا، اور میں تمہیں اور تمہاری اولاد کو بابَرکت بناؤں گا اور کتاب، حکمت اور نبوّت رکھوں گا، میں تمہارے ساتھ ہوں، میں تمہاری حِفاظت کروں گا۔[25] حضرت یعقوب علیہ السّلام جب نیند سے بیدار ہوئے تو اس بابَرکت خواب کی وجہ سے بہت خوش ہوئے آپ نے منّت مانی کہ اسی جگہ پر اللہ کریم کی ایک عِبادت گاہ تعمیر کروں گا، پھر آپ نے وہاں ایک (مضبوط) پتھر کو تیل سے رنگ دیا تاکہ بعد میں یاد رہے کہ اسی بابَرکت جگہ پر عبادت گاہ تعمیر کرنی ہے، پیارے اسلامی بھائیو! آج اسی جگہ پر قبلۂ اوّل بیت المقدس واقع ہے۔[26]

(جاری ہے)

---

(1) النبوۃ والانبیاء للصابونی، ص258- الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل، 1/151 (2) اصلاح اعمال، 1/402- صراط الجنان، 1/110 ملخصاً (3) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص 102 (4) تاریخ ابن عساکر، 74/15 ماخوذاً (5) الاحادیث المختارہ، 11/22، رقم: 11 (6) عرائس المجالس للثعلبی، ص140 (7) الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل، 1/152 (8) خازن، یوسف، تحت الآیۃ: 7، 3/5 (9) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص103 (10) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص 103 تا 105 ملتقطاً- خازن، یوسف، تحت الآیۃ: 7، 3/5 (11) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص 104 (12) جنتی زیور، ص547 (13) قصص الانبیاء لابن کثیر، ص287 ماخوذاً (14) قصص الانبیاء لابن کثیر، ص 287 (15) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص 102 ملخصاً (16) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص 103 ملخصاً (17) قصص الانبیاء للکسائی، ص155 ملخصاً (18) قصص الانبیاء للکسائی ص 176، 177 ملخصاً (19) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص 111 ملخصاً (20) صراط الجنان، 5/49 بتغیر (21) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص139 (22) روح البیان، 4/324، یوسف، تحت الآیۃ: 100 (23) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص102- النبوۃ و الانبیا للصابونی، ص 258 (24) قصص الانبیاء، لابن کثیر، ص 285 (25) تاریخ الانبیاء للخطیب البغدادی، ص102 (26) النبوۃ والانبیاء للصابونی، ص 259- سب سے پہلے بیتُ المقدّس کی بنیاد کس نے رکھی؟ اس بارے میں مختلف اقوال ملتے ہیں کہ اس کی بنیاد ملائکہ نے یا حضرت آدم نے یا سام بن نوح نے یا پھر حضرت یعقوب علیہم السّلام نے رکھی تھی۔ حضرت داوٗد اور حضرت سلیمان علیہما السّلام نے ان ہی بنیادوں پر اس کی تعمیرِ نو کی تھی۔ (الانس الجلیل، 1/71)

# حضرت مِقداد بن اَسود رضی اللہ عنہ

مولانا عدنان احمد عطّاری مَدَنی*

صحابیِ رسول حضرت مِقداد رضی اللہ عنہ اسلام کے عظیم سپوت اور بہادر شہ سواروں میں سے ایک تھے، سخت جان، مضبوط اعضاء اور مصیبتوں میں نہ گھبرانے والے حوصلہ مند دل کے مالک تھے بہادروں کی صَف میں ان کا نام روشن اور ان کی صفات عام وخاص کی زبان پر جاری ہیں۔[1] حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کا پورا نام مقداد بن عَمْرو ہے لیکن زمانۂ جاہلیت میں اَسْود نامی شخص نے آپ کو اپنا بیٹا بنایا ہوا تھا اس لئے آپ مقداد بن اسود کے نام سے مشہور تھے۔[2]

**حلیہ مبارکہ** حضرت مقداد رضی اللہ عنہ لمبے قد، گندمی رنگ، گھنے بال اور سُتواں ناک کے مالک تھے جبکہ ملی ہوئی دونوں بھنووں نے آپ کی شخصیت کو پرکشش بنادیا تھا، داڑھی مبارک نہ گھنی تھی نہ چھدری بلکہ نہایت خوبصورت تھی جس میں زَرد خضاب لگایا کرتے۔[3]

**فضائل وہجرت** آپ رضی اللہ عنہ کا شمار عالم فاضِل صحابہ میں ہوتا ہے[4] آپ قدیمُ الاسلام اور سابِقونَ الاَوَّلون میں سے ہیں، پہلے آپ نے جانبِ حبشہ ہجرت کی پھر مکے لوٹ آئے، جب نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مدینے کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ ہجرت نہ کرسکے آخرکار ایک انوکھا راستہ ڈھونڈا اور مکّہ سے جانے والے مشرکین کے ایک قافلے میں شامل ہوگئے کہ کسی طرح (یہاں سے نکل کر) مسلمانوں سے جاملیں گے، دوسری جانب رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت عبیدہ بن حارِث رضی اللہ عنہ کو 60 یا 80 صحابہ کے ساتھ ایک فوجی مہم پر روانہ فرمایا۔ جس کا سامنا مشرکین کے اسی گروہ سے ہوگیا مگر لڑائی کی نوبت نہ آئی یوں حضرت مقداد ایک اور صحابی حضرت عتبہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ مسلمانوں سے آن ملے۔[5] بعدِ ہجرت آپ حضرت کلثوم بن ہِدم کے گھر ٹھہرے آپ کو حضرت جبار بن صخر رضی اللہ عنہ کا دینی بھائی بنایا گیا۔[6]

**بارگاہِ رسالت** رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک مرتبہ فرمایا: تم میں سے کون حضرت خبیب (کی لاش) کو (کافروں کے چنگل سے) تختہ دار سے اُتارلائے گا؟ اس کے لیے جنّت ہے، حضرت زُبیر بن عوام اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہما نے ذمّہ داری قبول کرلی، دونوں حضرات ذمّہ داری کو پورا کرکے جب واپس آئے تو حضرت جبرائیل علیہ السّلام نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کی: یارسول اللہ! ملائکہ آپ کے صحابہ میں سے ان دونوں پر فخر کررہے ہیں۔[7] ایک مرتبہ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دو شخصوں کو بُلند آواز سے قراٰن پڑھتے ہوئے سنا، پہلے کے بارے میں فرمایا: یہ بہت زیادہ فرمانبردار ہیں، دوسرے کے بارے میں فرمایا: یہ ریاکار ہے، راوی نے دیکھا تو پہلے شخص حضرت مِقداد بن اَسود تھے۔[8]

**شانِ غزوات** اسلام میں سب سے پہلے گھوڑے پر سوار ہوکر جہاد کے لیے نکلنے والے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ ہی تھے[9] آپ بہترین تیر انداز تھے، آپ نے تمام غَزوات میں شرکت کا شرف حاصل کیا۔[10] ہجرت کے پہلے سال ماہِ ذیقعدہ میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سعد بن ابی وقاص

*سینیئر استاذ مرکزی جامعۃ المدینہ فیضانِ مدینہ، کراچی

رضی اللہُ عنہ کو سفید جھنڈا عطا کرکے ایک مہم پر روانہ کیا جسے حضرت مقداد نے اُٹھایا ہوا تھا۔[11] 15 شوّال 3ھ جنگِ اُحد میں آپ لشکر کے ساقہ (یعنی پچھلے حصہ) پر افسر تھے،[12] 8ھ رمضان فتحِ مکہ کے موقع پر اسلامی فوج کی شان نرالی تھی فوج کا بایاں حصّہ حضرت زبیر بن عوام جیسے بے مثال بہادر کی قیادت میں تھا تو دائیں حصّے کی کمان عظیم شہ سوار حضرت مقداد نے سنبھال رکھی تھی،[13] 5 رجب 15ھ جنگِ یرموک میں آپ فوجی دستوں میں چکر لگاتے اور آیاتِ جہاد تلاوت (کر کرکے مجاہدوں کا حوصلہ بلند) کرتے نظر آئے۔[14] 27ھ حضرت عَمْرو بن عاص رضیَ اللہ عنہ کے زیرِ قیادت فتحِ مصر کے مجاہدوں میں شامل رہے نیز اسی سال حضرت عبدُ اللہ بن سعد رضی اللہُ عنہ کے ساتھ غزواتِ افریقہ میں شریک ہوئے اور کامیاب ہو کر لوٹے،[15] آپ نے حضرت معاویہ اور اکابر صحابہ رضی اللہُ عنہم کے ساتھ غزوہ قُبْرُس میں بھی شرکت کی اور فتح پائی۔[16] شام کی فتوحات میں ایک موقع پر دشمن کو یوں للکارا: اے دشمنِ خدا! اگر تو اور تجھ جیسے لوگ اپنے ہتھیاروں کے ساتھ بھی آجائیں تو ہم ان سے مقابلے کرنے میں پریشان نہ ہوں گے۔ ہمارا ایک شخص تمہارے ہزار سپاہیوں میں گھر جائے تو وہ اکیلا ان سب کا سامنا کرلے گا کیونکہ ہم نے تو خود کو موت کے لیے تیّار کر رکھا ہے اور مدد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔[17]

**شوقِ جہاد** ایک مرتبہ حضرت مقداد رضی اللہُ عنہ شہرِ حمص میں سناروں کے ایک صندوق پر بیٹھے ہوئے تھے جسم اتنا بھاری بھر کم ہو چکا تھا کہ صندوق سے باہر نکل رہا تھا اس حالت میں بھی آپ جہاد کے لیے جانا چاہتے تھے، (حالانکہ اس عذر کی وجہ سے جہاد میں شرکت نہ کرنے کی اجازت تھی) کسی نے کہا: غزوہ میں شرکت کرنے سے اللہ پاک نے آپ کو معذور رکھا ہے، یہ سن کر آپ نے آیت مبارکہ تلاوت کی: ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا﴾ ترجَمۂ کنز الایمان: کوچ کرو ہلکی جان سے چاہے بھاری دل سے۔[18]

**حکایت** ایک مرتبہ کسی فوجی افسر نے آپ کو اپنا نیا گھر دکھا کر پوچھا: کیسا بنایا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ گھر اللہ پاک کے مال (یعنی بیت المال) سے (خُرد بُرد کرکے) بنایا ہے تو بُرا عمل کیا اگر اپنے مال سے بنایا ہے تو اِسراف (یعنی فضول میں پیسہ ضائع) کیا۔[19]

**اولاد و اَزواج** آپ کی زوجہ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی چچازاد بہن ضُباعَہ بنتِ زُبیر رضی اللہُ عنہا تھیں ان سے آپ کا ایک بیٹا عبد اللہ اور ایک بیٹی کریمہ پیدا ہوئی۔[20]

**وِصال اور وصیّت** حضرت مقداد بن اسود رضی اللہُ عنہ کا وصال 33ھ میں مدینے سے تین میل دُور مقام "جرف" میں ہوا جسدِ اقدس کو مدینے لایا گیا امیرُ المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہُ عنہ نے نمازِ جنازہ اَدا فرمائی پھر جنّتُ البقیع میں تدفین ہوئی، بوقتِ وصال آپ رضی اللہُ عنہ کی عمر 70 سال کے قریب قریب تھی۔[21] حضرت مقداد رضی اللہُ عنہ نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہُ عنہما دونوں کو 18، 18 ہزار درہم جبکہ اُمّہاتُ المؤمنین رضی اللہُ عَنْہُنَّ میں سے ہر ایک کے لیے سات سات ہزار درہم کی وصیّت کی۔[22] 7ھ فتحِ خیبر کے بعد نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو زمین کا ایک ٹکڑا عطا کیا تھا جس کی پیداوار 15 وسق جَو تھی، آپ کے وصال کے بعد اسے حضرت معاویہ رضی اللہُ عنہ نے ایک لاکھ درہم میں خرید لیا تھا۔[23]

---

(1) المستطرف، 1/379 (2) الوافی بالوفیات، 15/18 (3) طبقات ابن سعد، 3/121 (4) الاستیعاب، 4/43 (5) اسد الغابہ، 5/265 (6) طبقات ابن سعد، 3/119 (7) تفسیر مظہری، البقرۃ، تحت الآیۃ: 205، 1/277 (8) الاستیعاب، 4/44 (9) طبقات ابن سعد، 3/120 (10) طبقات ابن سعد، 3/120 (11) البدایۃ والنہایہ، 2/632 (12) سیرت مصطفیٰ، ص256 ملخصاً (13) تاریخ ابن عساکر، 60/168 (14) تاریخ ابن عساکر، 60/145 مفہوماً- عمدۃ القاری، 11/457، تحت الحدیث: 3721 (15) تاریخ ابن عساکر، 60/152 (16) الاموال للقاسم، ص161، رقم: 406 (17) فتوح الشام، 2/220 (18) پ10، توبہ: 41- معجم کبیر، 20/236- غریب الحدیث للخطابی، 2/358 (19) تاریخ ابن عساکر، 29/41 (20) سیر اعلام النبلاء، 3/518 (21) طبقات ابن سعد، 3/121 (22) تاریخ ابن عساکر، 60/181 (23) طبقات ابن سعد، 3/120۔

# غوثِ پاک اور علمِ حدیث

مولانا گل فراز عطّاری مَدَنی*

تاریخِ اسلام میں ایسے جلیل القدر اولیائے کِرام کا روشن ذِکْر ملتا ہے جنہوں نے دینِ متین کے مختلف شعبہ جات میں اپنی علمی بصیرت، عملی سیرت اور روحانی تربیّت سے ایسی گراں قدر خدمات انجام دیں جو رہتی دنیا تک یادگار رہیں۔ ان نفوسِ قُدسیہ میں سیّدنا محیُ الدّین، غوث الاعظم، شیخ عبدُ القادر جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ کا اسمِ گرامی آفتاب وماہتاب کی مانند روشن اور تابناک ہے۔ آپ کی شخصیت اس جامعیّت کا پیکر تھی جس میں شریعت وطریقت، علم وعرفان، زُہد وتقویٰ اور وعظ وارشاد کے تمام پہلو یکجا تھے۔ آپ کی مجالسِ وعظ میں رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ارشاداتِ مبارکہ کی لفظی توضیح کے ساتھ اس کے اخلاقی، روحانی اور معاشرتی پہلوؤں کو نہایت حکیمانہ انداز میں واضح کیا جاتا۔

امام شمس الدّین ذَہبی رحمۃُ اللہِ علیہ نے حضرت غوثِ اعظم رحمۃُ اللہِ علیہ کو طبقۂ محدثین میں شمار فرمایا اور اپنی کتاب ”المعین فی طبقات المحدثین“ میں آپ کا ذکر یوں کیا: ”القطب الشیخ الامام عبد القادر بن ابی صالح عبد اللہ بن جنکی دوست الجیلی الحنبلی“۔[1]

امام ذَہبی رحمۃُ اللہِ علیہ ”تاریخ الاسلام“ میں فرماتے ہیں: حضرت شیخ عبدُ القادر جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ نے علمِ حدیث کی سماعت حضرت ابوبکر احمد بن مظفر تمار، حضرت ابوغالب باقلانی، حضرت ابوالقاسم بن بیان رزاز، حضرت ابومحمد جعفر سراج، حضرت ابوسعد بن خشیش اور حضرت ابوطالب بن یوسف رحمۃُ اللہِ علیہم وغیرہ محدّثین سے کی۔ (صاحب انساب) امام ابوسعد سمعانی، (صاحب مغنی) امام حافظ عبد الغنی مقدسی اور امام موفق الدین ابن قدامہ حنبلی رحمۃُ اللہِ علیہم وغیرہ جلیل القدر محدثین نے آپ سے احادیث کوسنا ہے۔[2]

قلائد الجواہر میں ہے کہ محیُ السّنہ والدّین حضرت عبدُ القادر بن ابو صالح جیلانی جب بغداد تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں جاکر علمِ حدیث پڑھا اور اس میں کمال حاصل کیا۔ آپ علمِ حدیث، فقہ، وعظ اور عُلُومِ حقائق میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔[3]

اَدیبِ شہیر حضرت شمس بریلوی رحمۃُ اللہِ علیہ ذکر کرتے ہیں: حدیث شریف پر حضور غوثِ پاک رحمۃُ اللہِ علیہ کی ژَرف نِگاہی (دقتِ نظر) کا یہ عالم تھا کہ آپ کے اَساتذۂ کِرام (حدیث کی) سند دیتے وقت فرمایا کرتے تھے: اے عبد القادر! ہم تم کو الفاظِ حدیث کی سند دے رہے ہیں ورنہ حدیث کے معانی میں تو ہم تم سے استِفادہ کرتے ہیں کیونکہ بعض احادیث کے مطالب جو تم نے بیان کئے ہیں ان تک ہماری فَہم کی رسائی نہیں تھی۔[4]

حضرت غوثِ اعظم رحمۃُ اللہِ علیہ اپنی وعظ کی مجالس میں کبھی احادیثِ نبویّہ ذکر کرتے اور ان کی شرح اور وضاحت کی روشنی میں لوگوں کو وعظ ونصیحت فرماتے چنانچہ،

**دل کا سنورنا اور بگڑنا** حدیثِ پاک میں ہے: ”آدمی کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ سنور جاتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کا سارا بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے سنو! وہ دل ہے۔“[5] اس حدیثِ پاک کی شرح میں حُضور غوثِ اعظم رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: دل کا سنورنا اور پرہیزگاری اور اللہ پاک کی ذات پر توکّل اس کی واحدانیت اور اعمال میں اخلاص پیدا کرنے سے ہے اور اس کا بگڑنا ان اُمور کے نہ ہونے سے ہے تو

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ تراجم، اسلامک ریسرچ سینٹر المدینۃ العلمیہ کراچی

دل بدن کے پنجرہ میں ایک پرندہ ہے تو اعتبار پرندہ کا ہے پنجرہ کا نہیں ہے۔[6]

**ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ** حدیثِ پاک میں ہے: ”ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے۔“[7] اس حدیثِ پاک کو ذکر کرکے حضرت غوثِ اعظم رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا: مسلمان اپنے مسلمان بھائیوں کو نصیحت کرتا ہے اور اس کا سچّا خیر خواہ ہوتا ہے۔ ان باتوں کو ظاہر کردیتا ہے جو اس پر مخفی ہوتی ہیں اور اس کی خوبیوں اور بُرائیوں کو جُدا کردیتا ہے۔ اس کو نَفع اور نُقصان دہ چیزوں کی پہچان کروادیتا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے میرے دل میں مخلوق کی خیر خواہی ڈال دی ہے اور اس کو میرا مقصودِ اعظم بنادیا۔ میں خیر خواہ ہوں اس پر بدلہ نہیں چاہتا۔ میری اُجرت اللہ پاک کے ہاں ہے جو مجھے ملنی ہے۔ میں دنیا یا آخرت کا طالب نہیں ہوں۔ میں دنیا یا آخرت کا بندہ نہیں ماسِوا اللہ کے میں تو صرف اللہ پاک کی بندگی اور عبادت کرتا ہوں جو خالق، یکتا اور واحد اور قدیم ہے۔ تمہاری فَلاح میں میری خوشی ہے اور تمہاری ہلاکت میں میرا غم ہے۔ جب میں اپنے سچّے مرید کا چہرہ دیکھتا ہوں جس نے میرے ہاتھوں پر فلاح حاصل کی ہے تو میں سیر اور سیراب ہوجاتا ہوں اور یہ دیکھ کر خوش ہوجاتا ہوں۔[8]

**متّقی حضرات تکلّف سے بَری ہیں** حدیثِ پاک میں ہے: ”میں اور میری اُمّت کے متّقی تکلّف سے بَری ہیں۔“[9] اس حدیثِ پاک کو ذکر کرکے حضرت غوثِ اعظم رحمۃُ اللہِ علیہ نے مدرسہ قادریہ میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: متّقی شخص اللہ پاک کی عِبادت میں تکلّف نہیں کرتا کیونکہ عبادت خُداوندی تو اس کی طبیعت بن جاتی ہے۔ متّقی شخص اللہ پاک کی عِبادت ظاہر و باطن سے کرتا ہے لیکن منافق شخص تو ہر حالت میں تکلّف ہی کرتا ہے اور بِالخصوص اللہ پاک کی عِبادت میں اور عِبادت کو ظاہر میں بتکلّف اَدا کرتا ہے اور باطن میں اس کو چھوڑ دیتا ہے۔[10]

**بَرَکت اَکابرین کے ساتھ ہے** حدیثِ پاک میں ہے: ”بَرَکت تمہارے بڑوں میں ہے۔“[11] حضرت غوثِ اعظم رحمۃُ اللہِ علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس فرمان سے مُراد محض عمر کی بڑائی نہیں ہے بلکہ عمر کی بڑائی کے ساتھ اَحکاماتِ الٰہی کی تعمیل اور ممنوعات سے باز رہنا مراد ہے اور کتاب و سنّت اور تقویٰ کو لازم پکڑنا ہے۔ حقیقت میں اللہ پاک اور رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اِتّباع کرنے والا ہی بڑا ہے اور کتنے ہی لوگ عمر کے اعتِبار سے بوڑھے ہیں کہ جن کی تعظیم کرنا اور انہیں سلام کرنا بھی جائز نہیں ہے اور ان کے دیکھنے میں بَرَکت بھی نہیں ہے۔ بڑے لوگ وہی ہیں جو متّقی، صالح، پرہیزگار، علم پر عمل کرنے والے اور عمل میں اخلاص کرنے والے ہیں۔ بڑے لوگ وہی ہیں جن کے دل صاف ستھرے ہیں اور وہ ماسِوا اللہ سے اِعراض کرنے والے ہیں۔ بڑے لوگ وہی اہلِ دل ہیں جو کہ اللہ پاک کی معرِفت رکھنے والے ہیں اور اللہ پاک کے لیے عمل کرتے ہیں اور اس کے قریب ہیں۔[12]

**منافِق کی پہچان** حدیثِ پاک میں ہے: منافِق جب گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو امانت میں خیانت کرتا ہے۔[13] حضرت غوثِ اعظم رحمۃُ اللہِ علیہ اس حدیث پاک کو ذکر کرنے کے بعد منافق کی پہچان کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ تین خصلتیں منافق شخص میں موجود ہوتی ہیں جو کہ سرکارِ دوعالم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ذکر فرمائی ہیں اور جو شخص ان تین خصلتوں سے بَری ہوا وہ یقیناً نِفاق سے بَری ہوا۔ یہ خصلتیں کسوٹی ہیں اور ایمان اور نفاق والوں کے درمیان فرق وجُدائی کرنے والی ہیں تو بھی اس کسوٹی کو لے۔ یہ آئینہ لے کر اس میں اپنے دل کے چہرہ کو دیکھ اور غور سے دیکھ کہ آیا تو مؤمن ہے یا منافق۔ موحّد ہے یا مشرِک۔[14]

---

(1) المعین فی طبقات المحدثین، ص169 (2) تاریخ الاسلام، 39 / 87 (3) قلائد الجواہر، ص8 (4) غنیۃ الطالبین مترجم، سوانح حضرت سیدنا غوث اعظم، ص12، حیات المعظم فی مناقب غوث اعظم، ص46 (5) بخاری، 1 / 33، حدیث: 52 (6) الفتح الربانی، المجلس الاول، ص15 (7) ابوداؤد، 4 / 365، حدیث: 4918 (8) الفتح الربانی، المجلس السادس، ص38 (9) ابن عساکر، 35 / 277 بتغیر قلیل (10) الفتح الربانی، المجلس العاشر، ص45 (11) ابن حبان، 1 / 385، حدیث: 560 (12) الفتح الربانی، المجلس العاشر، ص47 (13) بخاری، 1 / 24، حدیث: 33 (14) الفتح الربانی، المجلس الثانی والعشرون، ص84۔

## سوسالہ عرسِ مبارک خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا سیّد

# احمد اشرف کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا ابوماجد محمد شاہد عطّاری مَدَنی*

خلیفہ و تلمیذِ اعلیٰ حضرت، سلطانُ الواعظین علامہ سید ابوالمحمود احمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی ایک جید عالمِ دین، ماہرِ معقول و منقول، مدرسہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کے استاذ، سحر بیان خطیب، مادرزاد ولی، صاحبِ کرامات، ہزاروں مریدوں کے شیخِ طریقت اور آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ کچھوچھہ شریف، ضلع امبیڈکر نگر، اترپردیش، ہند کے جانشین تھے۔ آپ خوفِ خدا اور عشقِ مصطفےٰ (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کے پیکر اور اخلاقِ حسنہ سے متصف تھے۔ ساری زندگی بےلوث اشاعتِ دینِ متین کے لیے کمربستہ رہے۔ آپ کا وصال 15 ربیع الآخر 1347ھ کو ہوا۔ اس سال ربیعُ الآخر 1447ھ کو آپ کے وصال کو ایک صدی مکمل ہو رہی ہے۔ اسی موقع پر آپ کا مختصر تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

**پیدائش، نام اور القابات** آپ کا نام احمد اشرف، کنیت ابوالمحمود اور القابات سلطانُ الواعظین، عالمِ ربانی، شیخِ طریقت اور مناظرِ اسلام ہیں۔ آپ کی ولادت 4 شوال 1286ھ مطابق 7 جنوری 1870ء کو آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف میں ہوئی۔ ولادت سے قبل ہی آپ کے والدِ گرامی کو غوثُ الاعظم سید عبدالقادر جیلانی نے ایک باکمال فرزند کی خوشخبری دی تھی۔

**آباء واجداد** آپ کے والدِ گرامی شیخُ المشائخ، شبیہِ غوث الاعظم پیر سید علی حسین اشرفی تھے اور آپ کے تایا و سسر اشرفُ الاولیاء پیر سید اشرف حسین اشرفی تھے۔ اس خانوادے کے جدِّ اعلیٰ حضرت سید عبدالرزاق نورُ العین (خلیفۂ اعظم وجانشینِ سلطان الاولیاء مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی، بانیِ خانقاہ کچھوچھہ مقدسہ) ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب دس واسطوں سے حضور غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی سے جا ملتا ہے۔

**تعلیم و تربیت** جب آپ کی عمر چار سال چار ماہ چار دن ہوئی تو خاندانی روایت کے مطابق بسمِ اللہ خوانی کا اہتمام شان و شوکت سے کیا گیا۔ یہ سعادت غوثِ زمانہ حضرت علامہ آل احمد پھلواروی محدث بہاری (مدفون جنت البقیع) کو حاصل ہوئی۔ ابتدائی تعلیم آپ نے گھر پر حاصل کی، پھر اعلیٰ تعلیم کے لیے بریلی شریف حاضر ہوئے۔ والدِ گرامی آپ کو لے کر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کی خدمت میں پہنچے اور فرمایا: غوث الثقلین کے اس پوتے کو آپ پڑھا دیں۔ آپ نے وہاں شعبان 1301ھ مطابق جون 1884ء تک تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں گورکھپور میں استاذ العلماء حضرت مولانا ابوالخیر معین الدین الہ آبادی سے اکتسابِ علم کیا۔ 1302ھ میں دارالعلوم کانپور میں استاذِ زمن علامہ احمد حسن کانپوری کے شاگرد بنے اور معقولات میں مہارت حاصل کی۔ 1307ھ میں جب استاذِ زمن حج کے لیے روانہ ہوئے تو انہوں نے آپ کو استاذ الکل مفتی لطف اللہ علیگڑھی کے سپرد کیا۔ آپ نے بقیہ درسی کتب کی تکمیل ان ہی سے کی۔ قیامِ علیگڑھ کے دوران 1310ھ میں خواب میں نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت ہوئی۔ اسی خواب میں حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کے سرِ مبارک پر دستار باندھی۔

**بیعت و خلافت** زمانۂ طالبِ علمی میں ہی آپ نے اپنے والدِ ماجد کے دستِ حق پرست پر 23 رمضانُ المبارک 1309ھ کو بیعت کی۔ 1327ھ میں والدِ گرامی نے آپ کو اپنا ولیِ عہد و جانشین مقرر



* رکن مرکزی مجلس شوریٰ (دعوتِ اسلامی) ونگرانِ مجلس ماہنامہ فیضانِ مدینہ، کراچی

فرمایا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان نے بھی آپ کو خلافت سے نوازا۔ یوں آپ شاگرد و خلیفۂ اعلیٰ حضرت ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کو اس خاندان سے بے پناہ محبت وعقیدت تھی۔ ایک بار آپ نے اپنے بھانجے، داماد اور خلیفہ محدثِ اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی (اس وقت وہ طالب علم تھے) کے بارے میں فرمایا: **میں چاہتا ہوں کہ حضور کی خدمت میں حاضر کروں، حضور جو مناسب فرمائیں ان سے کام لیں۔** اعلیٰ حضرت نے جواب دیا: **ضرور تشریف لائیں، یہاں فتوے لکھیں اور مدرسے میں درس دیں۔ سید محمد اشرفی میرے شہزادے ہیں، میرے پاس جو کچھ ہے وہ ان کے جدِّ امجد (حضور غوث پاک) کا صدقہ ہے۔** اعلیٰ حضرت نے اپنے خلفا کا ذکر ایک نظم میں کیا اور آپ کے بارے میں یہ شعر فرمایا: **احمد اشرف حمد و شرف لے...اس سے ذلت پاتے یہ ہیں۔**

**درس و تدریس اور خطابت** آپ تبحر عالمِ دین، علم دوست اور صاحبِ فراست تھے، تعلیم کی تکمیل کے بعد آپ والدِ گرامی کے قائم کردہ مدرسہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف میں تدریس اور انتظامات میں مصروف ہوگئے۔ آپ کا خواب تھا کہ اسے جامعہ ازہر، قاہرہ کی طرح عظیم ادارہ بنایا جائے۔ آپ وعظ و تبلیغ کے لیے مختلف شہروں کا سفر کرتے۔ آپ کی خطابت میں ایسا اثر تھا کہ آپ کو **سلطانُ الواعظین** کہا گیا۔ آپ کے وعظ قراٰن و حدیث، ارشاداتِ صحابہ و اہلِ بیت اور اقوالِ بزرگانِ دین سے مزین ہوتے۔ انداز اتنا دلکش اور دل فریب ہوتا کہ سامعین بے اختیار عش عش کر اٹھتے۔ علامہ حسنین رضا خان فرماتے ہیں: **وہ اعلیٰ حضرت کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، ان جیسا شریں بیان واعظ پھر نہ دیکھا، انہوں نے تھوڑی سی عمر میں دین کی بڑی خدمتیں انجام دیں، جوانی میں وصال فرمایا، اعلیٰ حضرت انہیں اکثر یاد فرماتے تھے۔**

**تصنیفات** آپ نے اعلیٰ حضرت کے قصیدۂ معراجیہ کی ایک عمدہ شرح تحریر فرمائی۔ اسی طرح ایک رسالہ اَلدَّلَائِلُ الْوَاضِحَہ فِی اِثْبَاتِ الْفَاتِحَہ کے نام سے لکھا، جو مخالفین کے اعتراضات کے جواب میں مرتب کیا گیا۔ اسے سمنان پریس، اکبرپور نے 31 صفحات پر شائع کیا۔

**نکاح و اولاد** آپ کا نکاح اپنے تایا جان پیر سید اشرف حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی کی صاحبزادی سے ہوا۔ اولاد میں تین صاحبزادیاں اور دو صاحبزادے ہوئے۔ بڑی صاحبزادی کی شادی اچھے میاں حضرت سید محیُّ الدّین اشرف اشرفی جیلانی سے ہوئی۔ دوسری کی شادی محدثِ اعظم ہند علامہ سید محمد کچھوچھوی سے ہوئی۔ تیسری کی شادی مولانا سید طفیل اشرف جیلانی سے ہوئی۔ بڑے صاحبزادے سید محمود اشرف دو سال آٹھ ماہ کی عمر میں چیچک کے باعث انتقال کرگئے۔ انہی کی نسبت سے آپ کی کنیت **ابوالمحمود** ہوئی۔ دوسرے صاحبزادے سرکارِ کلاں، مخدومُ المشائخ پیر سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی آپ کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ ان کا وصال 9 رجب 1417ھ کو ہوا۔ ان کے جانشین شیخ اعظم پیر سید اظہار اشرف اشرفی ہوئے جن کا وصال 29 ربیع الاول 1433ھ کو ہوا۔ ان کے بعد پیر سید محمود اشرف اشرفی جیلانی منصبِ سجادہ نشین پر فائز ہوئے۔

**وصال و تدفین** آپ مرضِ اسہال وطاعون میں مبتلا ہوئے اور بحالتِ نمازِ مغرب 15 ربیعُ الآخر 1347ھ مطابق 30 ستمبر، بروز اتوار وصال فرماگئے۔ نمازِ جنازہ والدِ گرامی نے پڑھائی۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا: **میں کئی بزرگوں کے جنازوں میں شریک ہوا ہوں، مگر اس قدر ہجوم اور اس شان کا جنازہ کبھی نہیں دیکھا۔** آپ کی تدفین آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف میں سلطانُ الاولیاء مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کے مزار مقدس کے قریب نیر شریف کے جنوبی کنارے ہوئی۔ آپ کی تربت کے ایک طرف تایا جان پیر سید اشرف حسین اشرفی اور دوسری طرف والدِ گرامی پیر سید علی حسین اشرفی کی تربت ہے۔

---

مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے: معارف سید احمد اشرف کچھوچھوی، از شبیر احمد راج محلی، حیات مخدوم الاولیاء، ص 439 تا 452- معارف شیخ اعظم، 1/75 تا 81- سیرت اشرفی، ص 121 تا 131- فتاویٰ رضویہ، 20/343-21/484- ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص 141- الاستمداد علی اجیال الارتداد، ص 68- سیرت اعلیٰ حضرت، ص 117- تفسیر میزان الادیان، 1/41، 42۔

مزار اچی سرکار پیر سیّد احمد شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

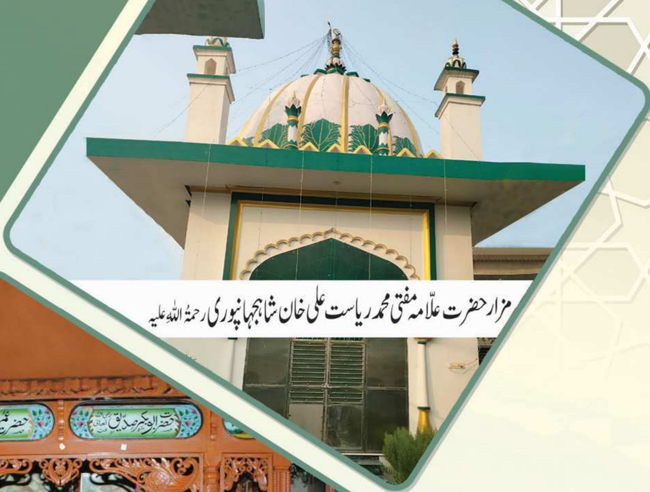
مزار حضرت علّامہ مفتی محمد ریاست علی خان شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

مزار پیر سید سخی بچل شاہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

# اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مَدَنی*

ربیعُ الآخر اسلامی سال کا چوتھا مہینا ہے۔ اس میں جن اَولیائے کرام اور علمائے اسلام کا وصال ہوا، ان میں سے 105 کا مختصر ذکر ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ ربیعُ الآخر 1439ھ تا 1446ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے۔ مزید 12 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

## علمائے اسلام رحمہم اللہ السّلام

1 امام سلیمان بن حَرْب وَاشِحی بصری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ماہِ صفر سن 140ھ میں ہوئی۔ آپ امام شُعبہ بن حَجاج اور امام حماد بن زید جیسے محدثین کے شاگرد اور کثیرُ الفیض تھے۔ ایک مرتبہ آپ کے لیے املا کی مجلس منعقد کی گئی جس میں حاضرین کی تعداد (تقریباً) 40 ہزار تھی۔ آپ کا وصال ماہِ ربیع الآخر 224ھ کو بصرہ میں ہوا۔ (1)

2 حاکم شہید محمد بن محمد مروزی بلخی حنفی رحمۃ اللہ علیہ محدث العصر، شیخ الحنفیہ، قاضی و وزیر، کتاب الکافی کے مصنف، صاحب زہد و تقویٰ اور مقبول خاص و عام تھے۔ آپ نے بحالت سجدہ ربیع الآخر 334ھ میں شہادت پائی۔ (2)

3 امام ابن خمیس حسین بن نصر موصلی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 466ھ میں ہوئی، آپ ذہین وفطین، محدث و قاضی، امام العلماء، مصنف کتب، حسنِ اخلاق کے پیکر اور صاحبِ وقار عالم دین تھے۔ 9 ربیع الآخر 552ھ کو وصال فرمایا۔ (3)

4 محدثُ الاسلام حضرت امام فخر الدین ابو الحسن علی بن احمد مقدسی صالحی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 595ھ کو ایک علمی گھرانے میں ہوئی اور آپ نے ربیع الآخر 690ھ میں وصال فرمایا۔ آپ عالم وفقیہ، فاضل وادیب، مسند العالم، صاحب وقار وہیبت، تقویٰ وورع کے پیکر اور علم و عقل میں کامل تھے۔ عرصہ دراز تک خدمتِ قراٰن و سنّت میں مصروف رہے، شام، مصر اور عراق کے محدثین نے آپ سے استفادہ کیا۔ (4)

5 مَراغی کبیر حضرت ابو حفص عمر بن حسن مَراغی مِزّی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 8 رجب 679 یا 680ھ کو مِزّہ، دمشق میں ہوئی اور 8 ربیع الآخر 778ھ کو مراغی دمشق، شام میں وصال فرمایا۔ آپ محدث و قاری، مسند الشام، مرجع فقہا و محدثین

اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ آپ سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد کثیر ہے، مشیخۃ الامام ابی حفص عمر المراغی آپ کی اسناد کا مجموعہ ہے۔[5]

6 مستفتیٔ اعلیٰ حضرت علّامہ مفتی محمد ریاست علی خان شاہجہانپوری رحمۃُ اللہِ علیہ شاگرد و خلیفہ تاج المحدثین علامہ ارشاد حسین رامپوری، مصنف کتب، شیخِ طریقت اور اہلِ سنّت کے جلیلُ القدر عالمِ دین تھے۔ آپ کا حاشیہ تفسیر جلالین بنام "زلالین" یادگار ہے۔ آپ کا وصال 22 ربیع الآخر 1349ھ کو ہوا، تدفین شاہجہانپور، یوپی ہند میں کی گئی۔[6]

7 حضرت مولانا قاضی نور الحق چشتی رحمۃُ اللہِ علیہ 1333ھ کو ڈھاب کلاں کے علمی گھرانے میں پیدا ہوئے، ان کی شہرت اپنے دادا پیر قاضی عبد الحلیم سے تھی، آپ نے درسِ نظامی کے بعد فوج میں بطور خطیب خدمات سرانجام دیں پھر کئی اسکولز میں ٹیچر رہے، آپ کا فتویٰ علاقے میں سند رکھتا تھا۔ آپ کی بیعت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی سے تھی۔ وصال 6 ربیع الآخر 1402ھ کو ہوا، تدفین مزار باوا مخدوم صاحب چکوال سے متصل کی گئی۔[7]

## اولیائے کرام رحمہم اللہ السّلام

8 پیر سید سخی بچل شاہ ثانی رحمۃُ اللہِ علیہ صاحب جود و سخا، سلسلہ قادریہ کے شیخِ طریقت، صاحبِ فیض اور مقبول خاص و عام تھے۔ آپ کا وصال 29 ربیع الآخر 1310ھ کو ہوا، تدفین پردادا پیر سید علی اصغر شاہ جیلانی کے پہلو میں نورائی شریف ضلع حیدرآباد میں ہوئی۔[8]

9 اجی سرکار پیر سیّد احمد شاہ نقشبندی رحمۃُ اللہِ علیہ تقریباً 1223ھ میں چھبر شریف، سوہاوہ ضلع جہلم میں پیدا ہوئے اور یہیں 27 ربیعُ الآخر 1315ھ کو وصال فرمایا۔ آپ آستانۂ نقشبندیہ چک عبد الخالق ضلع جہلم میں مرید و خلیفہ، کثیرُ الفیض اور سادگی کے پیکر تھے۔ خلیفۂ پیر سیال خواجہ سیّد مہتاب شاہ خلخالی انہیں کے فرزند ہیں۔[9]

10 پیر طریقت مولانا سید بشیر حسین علی پوری رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش 1339ھ کو علی پور سیداں ضلع نارووال میں ہوئی اور 28 ربیع الآخر 1396ھ کو وصال فرمایا۔ آپ امیر ملت کے پوتے، مرید و خلیفہ، حافظِ قراٰن، فارغ التحصیل عالمِ دین، مبلغِ اسلام اور درویش صفت بزرگ تھے۔[10]

11 صوفیِ باصفا صوفی مبارک علی اوج چشتی صابری رحمۃُ اللہِ علیہ بروہلی ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے، آپ نے صوفی محمد صدیق سائر چشتی حافظ آبادی سے بیعت و فیض پایا، کوٹ مومن ضلع سرگودھا میں آستانہ قائم فرمایا اور یہیں 12 ربیع الآخر 1417ھ کو وصال فرمایا۔[11]

12 صوفی خواجہ بابا فرید علی ہاشمی حسنی عمری شاہ سرکار رحمۃُ اللہِ علیہ سلسلہ عالیہ جہانگیریہ ابو العلائیہ کے شیخِ طریقت تھے، کورنگی کراچی کی ایک مسجد میں کبھی کبھی خطبہ جمعہ بھی دیتے تھے، کئی لوگ آپ کے دست ہدایت پر تائب ہوئے، آپ نے 13 ربیع الآخر 1417ھ کو وصال فرمایا اور نگی ٹاؤن سیکٹر ساڑھے گیارہ کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔[12]

---

(1) اسامی شیوخ البخاری للصغانی، ص120 (2) الفوائد البہیہ فی طبقات الحنفیہ، ص243 (3) وفیات الاعیان، 2/118- سیر اعلام النبلاء، 15/89 (4) شذرات الذھب، 6/79 تا 81- تاریخ اسلام للذہبی، 51/665 تا 667 (5) معجم الشیوخ سبکی، ص312- الدرر الکامنہ، 3/159، 160- شذرات الذہب، 6/465 (6) مولانا ارشاد حسین مجددی رامپوری، حیات، خدمات، ص28، 31، فتاویٰ رضویہ، 12/445، کتبہ مزار (7) تذکرہ علمائے اہل سنت ضلع چکوال، ص132، 133 (8) تذکرہ اولیائے سندھ، ص98 تا 100 (9) فوز المقال فی خلفائے پیر سیال، 3/840 (10) تذکرۂ خلفائے امیر ملت، ص357 (11) انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 3/766 (12) تذکرہ اولیائے سندھ، ص113۔

# نئے لکھاری
(New Writers)

## نئے لکھنے والوں کے انعام یافتہ مضامین

### میزان کا قراٰنی بیان

شبیر رضا
(درجہ تخصص فی الحدیث سال دوم، جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ جوہر ٹاؤن لاہور)

دینِ اسلام کے بُنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ، وزنِ اعمال بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ قِیامت میزان قائم کرے گا جس پر اعمال تولے جائیں گے اور حسبِ اعمال نیک لوگوں کو جزا اور گُناہگاروں کو سزا دی جائے گی قراٰنِ پاک میں متعدّد مقامات پر اس کا ذکر فرمایا گیا، چند آیات ذکر کی جاتی ہیں:

**میزان حق ہے** عقیدۂ میزان پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کی حقانیّت پر قراٰنِ کریم شاہد ہے چنانچہ ارشاد رب العباد ہے: ﴿وَالْوَزْنُ یَوْمَىٕذِ ﹰالْحَقُّ ۚ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور اس دن تول ضرور ہونی ہے۔(پ8، الاعراف:8)

جمہور مفسّرین کے نزدیک اس آیت میں ”وزن“ سے میزان کے ذریعے اعمال کا وزن کرنا مراد ہے۔(خازن، 2/78، الاعراف، تحت الآیۃ:8)

**میزان قائم کرنے کا مقصد** قیامِ میزان کا مقصد لوگوں کے مابین انصاف قائم کرنا اور حجّت تمام کرنا ہے تاکہ ہر شخص اپنے اعمال دیکھ لے اور انکار کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْــٴًـاؕ-وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَاؕ﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قِیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہو گا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اُسے لے آئیں گے۔(پ17، الانبیآء:47)

**میزان کی کیفیت** میزان کی کیفیت دنیوی ترازو کی طرح نہیں ہوگی جیسے بھاری پلڑا نیچے جاتا ہے اور ہلکا اوپر جاتا ہے بلکہ بھاری ہونے پر وہ اُوپر اُٹھے گا، چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ میزان یہاں کے ترازو کے خلاف ہے وہاں نیکیوں کا پلّہ اگر بھاری ہو گا تو اُوپر اُٹھے گا اور بدی کا پلّہ نیچے بیٹھے گا۔ ﴿اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗؕ﴾ ترجمہ: اُسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور جو نیک کام ہے وہ اُسے بلند کرتا ہے۔(پ22، فاطر:10- فتاویٰ رضویہ، 29/626)

**میزان کو بھاری یا ہلکا کرنے میں بُنیادی چیز** میزان کے بھاری یا ہلکا ہونے میں سب سے بنیادی چیز ایمان ہے کہ بغیر ایمان کے اعمال کیسے ہی اچھے کیوں نہ ہوں فائدہ نہ دیں گے اور پلڑا بھاری نہ کر سکیں گے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآىٕهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا(۱۰۵)﴾ ترجَمۂ کنزالایمان: یہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیتیں اور اس کا ملنا نہ مانا تو ان کا کیا دھرا سب اَکارت (ضائع) ہے تو ہم ان کے لیے قِیامت کے دن کوئی تول نہ قائم کریں گے۔(پ16، الکہف:105)

اس آیت کی تفسیر میں ہے: یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا، رسول اور قراٰن پر ایمان نہ لائے اور مرنے کے بعد اٹھائے جانے، حساب، ثواب اور عذاب کے منکر رہے تو ان کے سب اعمال برباد ہو گئے اور انہیں ان اعمال پر کوئی ثواب نہ ملے گا۔(صراط الجنان، 6/44)

**بھاری پلڑے والوں کے لیے خوشخبری** بھاری پلڑے والوں کے لیے متعدّد خوشخبریاں قراٰنِ پاک میں مذکور ہوئیں، ایک مقام پر فرمایا: ﴿فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ(۸)﴾ ترجَمۂ کنزالعرفان: تو جن کے پلڑے بھاری ہوں گے تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے۔(پ8، الاعراف:8) مزید ان کی اُخروی حیات کی کیفیت

بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗۙ(۶) فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍؕ(۷)﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں وہ تو من مانتے عیش میں ہیں۔(پ30، القارعۃ:6،7)

**ہلکے پلڑے والوں کے لیے وعید** ہلکے پلڑے والوں کے لیے بھی ایک سے زائد مقامات پر وعیدات ہیں، چنانچہ ارشاد ہوا: ﴿وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَۚ(۱۰۳)﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور جن کی تولیں ہلکی پڑیں وہی ہیں جنہوں نے اپنی جانیں گھاٹے میں ڈالیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔(پ18، المؤمنون:103) اور ان کے ٹھکانے کے متعلق فرمایا: ﴿وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗۙ(۸) فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌؕ(۹) وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا هِیَهْؕ(۱۰) نَارٌ حَامِیَةٌ۠(۱۱)﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں وہ نیچا دکھانے والی گود میں ہے اور تو نے کیا جانا کیا نیچا دکھانے والی ایک آگ شعلے مارتی۔(پ30، القارعۃ:8تا11)

اللہ تعالیٰ ہمیں بلا حساب جنّت میں داخلہ عطا فرمائے اور اپنے محبوب کے صدقے میزانِ عمل پر رُسوائی سے بچائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ خاتمِ النّبیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

## حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا مثالوں سے تربیَت فرمانا

محمد حسن رضا
(درجہ تخصص فی الحدیث جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ جوہر ٹاؤن لاہور)

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سیرتِ طیّبہ انسانیت کے لیے کامل نمونہ ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ صرف ایک عظیم راہنما اور حاکم تھے بلکہ بہترین معلّم، مُربی اور مصلح بھی تھے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیمات کا ہر پہلو فطرتِ انسانی سے ہم آہنگ اور اصلاحِ معاشرہ کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایسے ایسے اندازِ تربیَت اپنائے جو سادگی، تاثیر، فہم و فراست اور محبّت سے بھرپور تھے۔ انہی میں سے ایک عظیم اُسلوب مثالوں کے ذریعے تربیَت فرمانا ہے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُمت کی تربیَت ایسے انداز سے فرمائی کہ بات نہ صرف دل میں اتر جائے بلکہ عمل کی صورت بھی اختیار کرلے۔ اس کی کچھ مثالیں پڑھئے:

**1 جلتی ہوئی آگ اور پروانے** ایک مرتبہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص آگ جلا رہا ہو اور پروانے اس میں گرنے لگیں اور وہ شخص ان کو روک رہا ہو اور وہ باز نہیں آرہے۔ میں تمہیں دوزخ سے بچا رہا ہوں اور تم ہو کہ اس میں گرنے کو تیّار ہو۔(بخاری،4/243،حدیث:6483)

اس مثال سے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اُمت کو دوزخ کی ہولناکی سے ڈرایا اور اپنی محبّت و شفقت کو بیان فرمایا۔

**2 صاف پانی کی نہر** ایک بار نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اگر کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ دن میں پانچ بار اس میں غسل کرے، تو کیا اس کے جسم پر میل باقی رہے گا؟ عرض کی: نہیں۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: یہی مثال پانچ وقت کی نَماز کی ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے گُناہوں کو مٹا دیتا ہے۔(بخاری،1/197،حدیث:528)

اس مثال سے نَماز کی اہمیّت واضح ہوتی ہے۔

**3 اللہ کی رحمت** ایک غزوہ کے موقع پر ایک صحابیہ کو اپنی گمشدہ بچّی ملی تو وہ خوشی سے اسے گلے لگانے لگی۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا: کیا تم دیکھتے ہو یہ ماں اپنی بچّی کو آگ میں پھینک سکتی ہے؟ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: ہرگز نہیں! آپ علیہ السّلام نے فرمایا: اللہ پاک اپنے بندوں پر اِس ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے۔(مسلم، ص1129، حدیث:6978)

یہ مثال اللہ کی رحمت کو سمجھانے کا حَسین انداز ہے۔

**4 اچھا اور بُرا ساتھی** نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اچّھے اور بُرے ساتھی کی مثال عطر فروش اور لوہار جیسی ہے۔ عِطر فروش سے تم فائدہ اٹھاؤ گے یا خوشبو پاؤ گے اور لوہار یا تمہارے کپڑے جلائے گا یا بدبو دے گا۔(بخاری،3/567،حدیث:5534)

اس مثال کے ذریعے آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اچّھی صحبت کے اَثرات واضح فرمائے۔

نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعلیمات کا یہ انداز ہمیں سکھاتا ہے کہ صرف بات کہنا کافی نہیں بلکہ اندازِ بیان بھی ایسا ہو کہ سننے والے

کے دل میں اُتر جائے۔ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مثالوں میں حکمت، محبّت، آسانی اور تربیَت کا بہترین نمونہ ہے۔ ہمیں بھی اپنی گفتگو اور تربیَت میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اس اُسلوب کو اپنانا چاہیے۔

## جانوروں کے حقوق

عبد الاحد عطّاری
(درجہ خامسہ مرکزی جامعۃُ المدینہ فیضان مدینہ کراچی)

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا فرمایا اور اس کو رنگ برنگے پھولوں سے سجایا اور بے شمار مخلوق کو اس میں بسایا انہی مخلوق میں سے اللہ پاک کی ایک مخلوق جانور بھی ہیں۔ اللہ پاک نے ہر چیز کو کسی نہ کسی حکمت کے تحت پیدا فرمایا ہے، چنانچہ جانوروں کی حکمت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَالْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِیْنَةً ؕ﴾ ترجَمۂ کنزالعرفان: اور (اس نے) گھوڑے اور خچر اور گدھے (پیدا کئے) تاکہ تم ان پر سوار ہو اور یہ تمہارے لئے زینت ہے۔ (پ14، النحل: 8)

جس طرح دیگر مخلوقات کے حُقوق ہوتے ہیں اسی طرح جانوروں کے بھی حقوق ہوتے ہیں، ان میں سے پانچ حقوق درج ذیل ہیں:

**1 ظلم نہ کرنا** یادرہے! جانوروں کو ظلم سے بچانا ان کے اوّلین حقوق میں سے ہے کہ وہ بے زبان کس سے فریاد کرے گا، جانور پر ظلم کی وجہ سے اگر جانور بددُعادے تو اس کی بددُعا مقبول ہوتی ہے، چنانچہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: مظلوم جانور بلکہ مظلوم کافر و فاسق کی بھی دعا قبول ہوتی ہے، اگرچہ مسلمان مظلوم کی دعا زیادہ قبول ہے۔ (مراۃ المناجیح، 3/300)

**2 مشکل و پریشانی سے نجات دلانا** مصیبت و پریشانی ہر حال میں اس بے زبان مخلوق کی مدد کرنی چاہیے یہ مدد بخشش کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے۔ چنانچہ نبیِ مکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان دلنشین ہے: ایک فاحشہ عورت کی صرف اس لیے مغفرت کر دی گئی کہ اس کا گزر ایک ہانپتے پیاسے کتے کے پاس سے ہوا، قریب تھا کہ وہ شدّتِ پیاس سے مر جاتا اس نے موزہ اتار کر دوپٹے سے باندھا اور پانی نکال کر پلایا اس وجہ سے اس کی بخشش ہو گئی۔ (بخاری، 2/409، حدیث: 3321)

**3 رحمت و شفقت کرنا** انسان کو چاہیے کہ ہر جاندار جس سے ضَرر کا اندیشہ نہ ہو اس سے بھلائی کرے، اس کی ایک مثال نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ایک عمل سے ملاحظہ کیجیے: نبی پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک ہرنی کے پاس سے گزرے جو پنجرے میں قید تھی اس نے آپ علیہ السّلام سے فریاد کی کہ یارسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! میرا دودھ پیتا بچّہ ہے، آپ مجھے آزاد فرمادیں تاکہ میں اپنے بچّے کو دودھ پلا آؤں تو آپ علیہ السّلام نے فرمایا: میں پنجرے والے کی غیر موجودگی میں تمہیں کیسے آزاد کردوں! تو ہرنی نے کہا: آپ مجھے آزاد کر دیں میں لوٹ آؤں گی تو (حضور علیہ السّلام نے رحم فرماتے ہوئے) اسے آزاد فرمادیا اور وہیں تشریف فرمارہے، حتی کہ وہ ہرنی واپس لوٹ آئی، پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے پنجرے والے سے اس کی آزادی کی خواہش ظاہر فرمائی تو اس شخص نے ہرنی کو آزاد کر دیا۔

(دیکھیے: شرف المصطفیٰ، 3/406، حدیث: 1148)

**4 وقت پر کھانا دینا** جانور جس شخص کی کَفالت میں ہیں تو اس شخص پر ان جانوروں کو وقت پر کھانا دینا ضَروری ہے، چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابہ کو مخاطب کر کے (ایک اونٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا: یہ اونٹ مجھے شکایت کرتا ہے کہ اسے چارہ کم دیا جاتا ہے اور اس سے کام زیادہ لیا جاتا ہے۔ (الشفا، 1/312)

**5 بروقت علاج کرنا** انسان ہوں یا حیوان ان سے ہمدردی کرتے ہوئے ان کا علاج کرنا فطری اور دینی فریضہ ہے اور یہ ہمارے بزرگانِ دین کا معمول رہا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ حضرت احمد کبیر رفاعی رحمۃُ اللہِ علیہ نے ایک خارش زدہ کتّے کو دیکھا جسے بستی والوں نے باہر نکال دیا تھا آپ اسے جنگل لے گئے، اس پر سائبان بنایا، اسے کھلاتے پلاتے رہے، حتّٰی کہ جب وہ کتّا تندرست ہو گیا تو آپ نے اسے گرم پانی سے نہلا کر صاف ستھرا کر دیا۔ (دیکھیے: شان رفاعی، ص5)

اللہ پاک سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں مسلمانوں کے حُقوق کے ساتھ ساتھ جانوروں کے حقوق کا بھی خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

# تحریری مقابلہ کے لیے موصول 865 مضامین کے مؤلفین

**کراچی:** محمد عمار، محمد کریم رضا عطاری، محمد داؤد الرحمٰن عطاری قادری ، محمد شفیق قادری عطاری، محمد امام عطاری، خیر بخش عطاری، سید محمد ارسلان قریشی عطاری، محمد کیف عطاری، محمد حنظلہ رضا، محمد علی رضا عطاری، حافظ عباد، غلام طٰہٰ عطاری، احسن رضا، احسن قادری، احمد رضا بن شباب خان، احمد رضا (فیضان بغداد)، احمد رضا (فیضان ابو عطار)، احمد رضا انصاری، احمد رضا بن کامران، احمد رضا بن اسماعیل، احمد رضا ملتانی، احمد مجاہد عطاری، ارتضیٰ، ارشد علی عطاری، ارمان، اریب یامین، اسد علی، اسرار احمد، اشتیاق احمد، اشفاق احمد، اظہر حسین، اکرام احمد عطاری، انس احمد رضا، انس رضا جیٹھوا، انس رضا عطاری، اویس رفیق عطّاری، جنید، جواد علی، حافظ احمد رضا، حافظ حسنین صدیقی، حافظ حمزہ قادری، حافظ عبد المصور انصاری، حافظ محمد اویس قرنی، حافظ محمد بلال، حافظ محمد حسان انصاری، حافظ محمد روحان عطّاری، حافظ محمد عاطف انصاری، حافظ محمد عبد الرحمن عطّاری، حافظ محمد معید، حافظ محمد یوسف عطاری، حافظ مدثر، حافظ ہمایوں عطاری، حامد رضا، حذیف، حسان جیٹھوا، حسان حیات، حسان شیخ بن شفیع، حسن احمد، حسن رضا، حماد اسجد، حنین رضا، خادم حسین، خالد حسین، خبیب رسول، خضر علی، دانیال احمد، ذیشان عابد، راحیل علی، رانا محمد عبد اللہ، رسب بن آصف، رضوان علی بڑج، زکی الدین عطاری، زین سرور، ساجد علی عطاری، ساہر رضا عطاری، سراج سلیم، سمیع اللہ عطاری، سہیل بن محمد سلیم، سہیل رضا، سید انصر محمود بخاری، سید ایاز علی، سید حسنین عطاری، سید زین العابدین، سید شاکر، سید محمد آصف رضا، سید محمد حزیف، سید محمد حسن رضا، سید محمد حسنین رضا الحق، سید محمد محارب عطاری، سید منہاج عطاری، شاہ فیصل، شاہین رضا قادری ، شہباز عطاری، شہزاد نصیب عطاری، شیخ محمد صارم، شیر محمد، طلحہ حسن، عادل، عالیان، عبد الحسیب عطّاری، عبد الحنان، عبد الخالق، عبد الرحمٰن عطاری، عبد العلیم، عبد المعز، عبد الاحد عطاری، عبد الباسط، عبد الرافع شہزاد، عبد الرحمٰن، عبد الرؤف، عبد اللہ، عبد الوہاب، عبد الہادی خان، عبید رضا بن محمد فہیم خان، محمد عبید رضا بن محمد فاروق، عبید رضا عطاری بن ظہور احمد، عزیر عطاری، علی حیدر عطاری، علی رضا، علی رضا عطاری، عمیر رفیق، غلام عباس عطاری، غلام محمد، فداء الرحمٰن عطاری، فراز عزیز، فراز عطاری، فرحان رضا قادری مدنی، فرحان علی، فہد رضا عطاری، فہد علی، فواد اسلم، فیضان علی، کریم بخش، محبوب عالم، مختشم خان، محسن رضا، محسن محمد علی عطاری، محمد ابتسام قادری، محمد احمد قادری، محمد ادریس، محمد اسحاق عطاری، محمد اسید عطاری، محمد افہام رضا عطاری، محمد افضل، محمد اکمل، محمد الیاس، محمد الیاس عطاری، محمد امانُ اللہ عطاری، محمد امیم، محمد انس، محمد انس ارمغان، محمد اویس صدیقی، محمد بلال، محمد ثقلین بابر، محمد جمیل رضا عطاری، محمد جواد، محمد حامد، محمد حدید، محمد حذیفہ یاسر، محمد حسان بن یوسف، محمد حسان بن نعمان، محمد حسان رضا، محمد حسان محمود، محمد حسن اعوان، محمد حسن رضا عطاری، محمد حسن عطاری، محمد حسنین قادری، محمد حسنین بن محمد سرور، محمد حسین، محمد حمزہ عطاری، محمد حمزہ نیاز عطاری، محمد خضر حیات، محمد دانش الاختری، محمد رضا دل جان عطاری، محمد رضوان عطاری، محمد ریّان، محمد رئیس عطّاری، محمد ذیشان، محمد زین العابدین عطاری، محمد زین رضا، محمد سانول عطاری، محمد سمیع الرحمن محمد سعید عطّاری، محمد سلیم، محمد شاف عطاری، محمد شریف ، محمد شعیب خان، محمد شیر خان، محمد شیراز عطاری، محمد صاحب داد، محمد صائم قریشی، محمد صفدر، محمد طاہر عطاری، محمد طیب، محمد ظاہر عطاری، محمد عادل حنیف عطاری، محمد عاشق رضا، محمد عاطف، محمد عاقب رضا، محمد عاکف رضا عطاری، محمد عبد الصبور قادری، محمد عبد اللہ احسن، محمد عبید رضا، محمد عثمان، محمد عثمان خان مروت، محمد عثمان عطاری قادری ، محمد عدنان عطاری، محمدؐ عدیل، محمد عزیر اشرفی، محمد علی، محمد علی اصغر، محمد علی حسن، محمد علی عطاری، محمد عمار، محمد عمر، محمد عمیر جاوید، محمد عون، محمد غفران رضا عطاری، محمد فضیل ساگر، محمد فیضان، محمد مبلغ عالم، محمد مزمل، محمد مزمل رضا، محمد مصباح الدین، محمد مصطفیٰ، محمد معظّم آصف قادری، محمد منیب اسد، محمد مہتاب عطاری، محمد ہارون عطاری، محمد ہلال رضا عطاری، محمد یامین، محمد یوسف قریشی، محمد ذیشان، مزمل عبد القادر مستقیم عطاری، قربان علی عطّاری، منعم خان، نادر علی، محمد عمر رضا، نصیب اللہ، نعمت اللہ عطاری واسق، وقاص دلاور مدنی۔ **لاہور:** ابو بکر شہزاد، ابو بکر، ابو بکر بن محمد رشید، ابو بکر عطاری، ابو سفیان، احتشام بشیر، احسان علی بن محمد ارشد، احسن حسن، احمد ارشد، احمد افتخار عطاری، احمد بلال عطاری، احمد رضا (سادھوکی)، احمد رضا (گلزار حبیب)، احمد رضا بن رمضان، احمد رضا بن گلزار، احمد رضا امیر، احمد رضا بن اظہر اقبال، احمد صدیقی، احمد علی ریاست، احمد رضا عطاری، ارسلان حسن عطاری، اسامہ مشتاق، اسد اللہ، اسد علی، اسد اللہ عطّاری، اسد علی عطاری، اسید رضا، اشتیاق احمد عطاری، امجد علی تارڑ، انس شبیر، انیس عطاری، اوصاف رضا، اویس عطاری، اویس علی عطاری، اویس محمد علی، اویس محمد علی عطاری، آصف شوکت علی، برہان عمر، تجمل، توحید احمد، توصیف الرحمٰن عطاری، جنید علی، جواد عطاری، حاجی محمد فیضان، حاشر رضا، حافظ احمد علی، حافظ زین العابدین، حافظ سخاوت، حافظ سعد اللہ، حافظ سید محمد منیب عالم، حافظ طلحہ، حافظ عبد الرحمٰن، حافظ عبد الرحمٰن عطاری، حافظ عبد المنان، حافظ عثمان عطاری، حافظ عکراش، حافظ محمد اسامہ، حافظ محمد بلال، حافظ محمد بلال عطاری، حافظ محمد تجمل حسین، حافظ محمد جہانزیب عطاری، حافظ محمد حسنین، حافظ محمد حسین عطاری، حافظ محمد حفیظ الرحمٰن عطاری، حافظ محمد حماس، حافظ محمد دانش شاہد، حافظ محمد عبد اللہ، حافظ محمد عبد اللہ حسین رضوی، حافظ محمد علی، حافظ محمد علی شان، حافظ محمد عمر نقشبندی، حافظ محمد نور الحق، حافظ محمد یعقوب عطاری، حافظ منیب عطاری، حافظ مہد عتیق عطاری، حافظ ولید، حسن رضا، حسن فرید، حسن مصطفیٰ، حسنین امداد، حسنین مصطفیٰ، حسیب حبیب، حسیب محمد، حماد رضا، حمزہ رسول، حمزہ سرور، حمن الیاس، حنظلہ نورانی، خرم شہزاد، دانش علی، ذوالقرنین مقصود، ذیشان، ذیشان علی عطاری، رضائے مصطفیٰ، رضوان علی، رضوان مقبول قادری، ریحان، زاہد علی اعوان نقشبندی، زاہد نذیر، زبیر عبد المجید، زین العابدین بن شبیر احمد، ساجد علی، سانول فیاض، سعد رضا عطاری، سلمان حیدر، سمیر احمد، سمیر بابر، سمیع عباس، سید اعظم غنی، سید اکرام شاہ، سیّد خرم خوارزمی عطاری، سید زاہد علی، سید فائق مصطفیٰ، سید محمد قاسم حسین، سید نگاہ علی، شان احمد، شاہ زیب، شاہزیب عطاری، شجاعت عطاری، شیر علی، صفی الرحمٰن عطاری، ضمیر احمد رضا عطاری، طلحہ رمضان، طلحہ عقیل، طیب علی، ظہور احمد عُمرانی، عامر فرید، عبد الباسط عطاری، عبد الرحمٰن امجد عطاری، عبد الحنان، عبد الرافع عطاری، عبد الرب، عبد الرحمٰن اشرف، عبد الرحمٰن آصف، عبد الرحمٰن بن خالد حسین، عبد الرحمٰن عطاری، عبد الرحمٰن عطّاری مدنی، عبد الرحمٰن مقصود، عبد الرحمٰن نصیر، عبد الرحیم عطاری، عبد السبحان عطاری، عبد الستار، عبد الشکور عطّاری، عبد الغفور، عبد اللہ، عبد اللہ غلام خالق، عبد اللہ سمیر، عبد المنان، عبید رضا عطاری، عتیق الرحمٰن، عثمان غنی، عدیل بن رمضان عطاری، عطاء المصطفیٰ عطاری، علی احمد، علی احمد شہباز، علی احمد عطاری، علی اسحاق، علی اکبر، علی اکبر بن شبیر احمد، علی بن غلام عباس، علی حسن، علی حسن عطاری، علی حمزہ، علی حیدر، علی حیدر

عطاری، علی رضا، علی رضا بن اللہ یار، علی رضا عطاری، علی شان عطّاری، عمر اصحاب، عمر صدیق، عمران، غلام رسول ثانی، غلام فرید، غلام مصطفیٰ عطاری، فاحد علی عطاری، فاروق احمد عطاری، فخر الحبیب نظامی، فرحان مسعود، فریاد علی، فصیح اللہ، فضیل الرحمٰن، فہد علی عطاری، فیضان حیدر، فیضان علی، فیضان علی نوری، قاسم عثمان، قاسم علی، قمر شہزاد عطاری، کاشف علی عطاری، کلیم اللہ چشتی عطاری، ماجد کنول قادری، مبشر حسین، مبشر حسین عطاری، مبشر عبد الرزاق عطاری، مبین طاہر، مبین فاروق عطاری، محبوب المصطفیٰ، محمد ابدال عطاری، محمد ابو بکر، محمد ابو بکر عطاری، محمد ابو بکر مدنی، محمد احمد بن محمد یعقوب، محمد احمد رضا عطاری، محمد احمد عطاری، محمد ارسلان، محمد ارسلان سلیم، محمد ارشد رضا، محمد اسامہ عطاری، محمد اسجد نوید، محمد اسد جاوید، محمد اشتیاق مدنی، محمد اشعر عطاری، محمد اشعر حسنین، محمد اشہد رسول مدنی، محمد اشہد عطاری، محمد آصف، محمد اعجاز عطاری، محمد اکرام طفیل عطاری، محمد انس، محمد انس قادری عطاری، محمد انوار الحق عطاری، محمد اوصاف عطاری، محمد اویس، محمد اویس خان عطاری، محمد آدم عطاری، محمد آصف رضا، محمد آفتاب، محمد باصل الحسان عطّاری، محمد بلال، محمد بلال اسلم، محمد بلال رضا، محمد بلال عطاری، محمد بلال منظور، محمد بلاول امجد، محمد بن سجاد، محمد توثیق، محمد تیمور عطاری، محمد تیمور منظور عطاری، محمد ثاقب نعیم، محمد ثقلین، محمد ثناء اللہ عطاری، محمد جمشید عطاری، محمد جمیل عطاری، محمد جنید اسلم، محمد جنید جاوید، محمد جنید صادق، محمد جہانگیر فاروق، محمد حبیب، محمد حسن رضا، محمد حسنین، محمد حسنین ابراہیم، محمد حسنین رضا، محمد حسنین رضا بن نصرت، محمد حسنین عطاری، محمد حسیب، محمد حماد حسن قادری، محمد حمزہ بن غلام یاسین، محمد حمزہ عطاری، محمد دانیال، محمد دین، محمد ذوالقرنین، محمد ذیشان رضا قادری، محمد ذیشان عطاری، محمد رجب رضا، محمد رضا عطاری، محمد رضوان عطاری، محمد رفاقت حسین عطاری، محمد ریان عطاری، محمد ریان قادری عطاری، محمد ریحان اختر، محمد ریحان ہاشمی، محمد زاہد ملتانی، محمد زوہیب اشرف، محمد زین عطاری، محمد ساجد عطاری، محمد ساجد علی، محمد سردار، محمد سرفراز عطاری، محمد سعد رضا عطاری، محمد سعد مصطفیٰ، محمد سفیان عطاری، محمد سلمان احمد، محمد سلیمان، محمد شاہ میر مبشر، محمد شاہد رسول، محمد شاہزیب سلیم عطاری، محمد شبیر رضا، محمد شعبان، محمد شعیب، محمد شکیل قصوری، محمد شہباز رضا، محمد شہباز عطّاری، محمد شہزاد عطاری، محمد شہیر رضا، محمد صدام حسین عطاری، محمد صدیق، محمد طاہر حسین، محمد طلحہ، محمد طلحہ شوکت، محمد طلحہ عطاری، محمد طیب شبیر مدنی، محمد طیب عطاری، محمد عارش رضا قادری، محمد عاصم اقبال عطاری، محمد عامر، محمد عامر عطاری، محمد عامر یعقوب، محمد عبد اللہ امین، محمد عبد الرحمٰن عطاری، محمد عبد اللہ، محمد عبید رضا عطاری، محمد عثمان، محمد عثمان مشتاق عطاری، محمد عثمان عطاری، محمد عثمان واجد، محمد عدنان عطاری، محمد عدیل اکرم، محمد عدیل عاشق عطاری، محمد عرفان فیروز عطاری، محمد عرفان رضا، محمد عزیز عطاری، محمد عظیم الرحمٰن جلالی نقشبندی، محمد علی، محمد علی رضا عطاری، محمد علی عطاری، محمد علی غوث، محمد عمر رضا، محمد عمر رضا عطاری، محمد عمر مدنی، محمد عمران، محمد عمران زمان، محمد عمران حیدر عطاری، محمد عمیر سلیم، محمد عمیر مشتاق، محمد فخر الحبیب نظامی، محمد فرحان لطیف، محمد فرحان مصطفیٰ عطّاری، محمد فرید الزماں، محمد فہد عطاری بن زاہد اقبال، محمد فہد مدنی، محمد فیصل مختار، محمد فیصل رومی عطاری، محمد فیصل فانی، محمد فیضان، محمد فیضان رضا، محمد قاسم چوہدری، محمد قاسم عطاری، محمد قربان عطاری، محمد کاشف، محمد کامران شہزاد، محمد کبیر عطاری قادری، محمد مبشر رضا قادری، محمد مبشر ساجد، محمد مبشر عبد الرزاق، محمد مبشر عطاری، محمد مبین، محمد مبین حسین، محمد مبین علی، محمد محبوب رضا، محمد محسن، محمد محسن علی، محمد مدثر رضوی عطاری، محمد مدثر عطاری، محمد مدثر مدنی، محمد مزمل عطاری، محمد معروف کرخی، محمد معین بن رمضان، محمد منصور رضا عطاری، محمد منیب الرحمٰن عطاری، محمد مومن خان، محمد ناصر، محمد ناصر مدنی، محمد نبیل، محمد نصیر، محمد نعمان، محمد نعمان اقبال، محمد نعمان بن غلام مصطفیٰ، محمد نعمان عبد الرزاق، محمد نواز، محمد نور العلی، محمد نورُ الھدٰی عطاری، محمد ہارون، محمد ہارون سعیدی، محمد ہارون عطاری، محمد ہاشم عطاری، محمد واجد، محمد واصف رضا عطاری، محمّد وسیم بن غلام مصطفیٰ، محمد وسیم عطاری، مُحمد یاسر عطاری، محمد یعقوب عطاری، محمد ابراہیم، محمد احمد محسنی، محمد اسماعیل، محمد تعظیم ادریس، محمد علی رضا عطاری، مدثر حیات قادری، مدثر علی، مدثر علی بن غلام عباس، مدثر یوسف، مشتاق ندیم، معتصم، معز الرسول قادری، منیب الرحمٰن، منیب جامی، نجف عطاری، نعمان احمد، نعمان بن فیض الرسول، نعمان فیاض، نعمان مسعود، نعیم جمیل عطاری، نور العلی، نیامت علی، وارث علی عطاری، وقار حسین عطاری، وقاص، وقاص عطاری، وقاص علی، ولی احمد، یاسر عباس بن اللہ بخش۔ **رائیونڈ:** محمد نادر، ظہیر احمد، احد رضا، امیر حمزہ، حافظ اعجاز احمد عطّاری، عبد الحنان خلیل، عبد المجید عطاری، علی حسین، عمیر ریاض، ماجد علی، محمد بلال عطّاری، محمد زید عطاری، محمد سراج الدین عطّاری، محمد شعیب، محمد طلحہ۔ **سیالکوٹ:** محمد اویس تبسم، امیر حمزہ، اہتشام علی عطاری حامی، زین علی، عبد الرحمٰن عطاری۔ **اوکاڑہ:** محمد شاہد اصغر، علی حسنین عطاری، محمد یاسر رضا عطّاری۔ **فیصل آباد:** محمد عبد المبین عطّاری، محمد فیضان علی عطاری۔ **متفرق شہر:** اسد اللہ عطّاری (سکھر)، محمد ارسلان علی عطاری (پاکپتن)، عبد المالک عطّاری (ڈیرہ بگٹی)، فخر ایوب (سلانوالی)، غلام الیاس عطاری (عارف والا)، ارسلان علی عطّاری (قصور)، فہد ریاض عطّاری (ملتان)۔

# تحریری مقابلہ عنوانات برائے جنوری 2026ء

## مقابلہ نمبر: 68 — صرف اسلامی بھائیوں کے لیے

01. صبر کا قراٰنی بیان
02. بغض و کینہ کی مذمت حدیث کی روشنی میں
03. مطالعہ قراٰن کی ضرورت و اہمیت

+923103330935

## مقابلہ نمبر: 42 — صرف اسلامی بہنوں کے لیے

01. حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی عشرۂ مبشرہ سے محبت
02. مصیبت زدہ کو تسلی دینا
03. پریشانی میں اضافہ مت کیجیے

+923486422931

**مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 اکتوبر 2025ء**

# آپ کے تأثرات (منتخب)

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے بارے میں تأثرات وتجاویز موصول ہوئیں، جن میں سے منتخب تأثرات کے اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں۔

## متفرق تأثرات و تجاویز (اقتباسات)

1 اَلحمدُ لِلّٰہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا سلسلہ "نئے لکھاری" میرے لیے بہت ہی مفید ثابت ہوا ہے، میں نے ہر ماہ کے تحریری مقابلہ میں حصہ لیا جس کی وجہ سے میری صلاحیتیں اُجاگر ہوئیں، میری علمی و ادبی معلومات میں اضافہ ہوا اور میرے متعدد مضامین ماہنامہ فیضانِ مدینہ میں شائع ہوئے۔ نئے لکھاریوں کے لیے یہ سلسلہ کسی نعمت سے کم نہیں۔ (محمد عثمان، متعلم دورۃُ الحدیث شریف جامعۃُ المدینہ فیضانِ مدینہ جوہر ٹاؤن، لاہور) 2 اَلحمدُ لِلّٰہ میں نے ماہنامہ فیضانِ مدینہ پڑھا، یہ بہت اچھا میگزین ہے۔ (عبد القدوس، لیاری، کراچی) 3 ماشآءَ اللہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ بہت اچھا میگزین ہے، اس میں بچوں کے لیے بہت اچھی اچھی حدیثیں شامل کی جاتی ہیں۔ (علی حمزہ، کراچی) 4 ماشآءَ اللہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ ایک مختصر سے وقت میں علمِ دین حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ (عبد القادر، فیصل آباد) 5 میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ پابندی سے پڑھ رہا ہوں، اَلحمدُ لِلّٰہ اس کی برکت سے دینی معلومات میں خوب اضافہ ہو رہا ہے۔ (محمد شفیق، خانیوال، پنجاب) 6 ماشآءَ اللہ بہت ہی عمدہ اور معلوماتی مضامین ہیں۔ (خالد عباس) 7 ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا ہر شمارہ بہترین اور معلومات کا بیش بہا خزانہ ہے، اس کا ہر سلسلہ زبردست اور معلومات سے بھرپور ہے، بچوں کی تربیت کے سلسلے بھی اچھے ہیں لیکن میری گزارش ہے کہ بچوں کے مضامین میں اضافہ ہونا چاہیے۔ (اُمِّ دانیال، کینیڈا) 8 ماہنامہ فیضانِ مدینہ پڑھنے کی سعادت ملی، اسے قراٰن و حدیث، فقہی احکام، معاشرے کی اصلاح اور اخلاقی تربیت سے لبریز پایا، اس کا ہر ہر مضمون مَردوں، عورتوں اور بچوں سب کے لیے بہت کار آمد ہیں۔ (اُمِّ وقاص احمد، ساؤتھ امریکہ) 9 ویسے تو ماہنامہ فیضانِ مدینہ سارے کا سارا ہی بہت اچھا ہے لیکن مجھے اس میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات بہت اچھے لگے۔ (بنتِ غلام محمد، جھنگ، پنجاب) 10 ماہنامہ فیضانِ مدینہ علمِ دین حاصل کرنے کا بہت ہی بہترین اور دل چسپ ذریعہ ہے، اس میں اچھے انداز سے ہر ایک پہلو پر مواد شامل کیا گیا ہے، اس کے پڑھنے سے کافی علم میں اضافہ ہو رہا ہے۔ (بنتِ محمد تاج الدین، حیدر آباد) 11 ماہنامہ فیضانِ مدینہ پہلی مرتبہ تفصیل سے پڑھا، اَلحمدُ لِلّٰہ بہت اچھا لگا، اسے معلومات کا خزانہ پایا، اس میں اسلامی بہنوں کے لیے بھی کافی معلومات ہے۔ (اُمِّ علی) 12 ماہنامہ فیضانِ مدینہ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی، ماشآءَ اللہ! اس میں علم کا اِک خزانہ موجود ہے، اس میں جہاں بڑوں کی دینی و اخلاقی تربیت کے لیے مواد موجود ہے وہیں بچوں کے لیے بہت دل چسپ مضامین شامل ہیں، اللہ پاک اسے مزید ترقیاں عطا فرمائے، اٰمین۔ (اُمِّ اسفند)

## FEEDBACK

اس ماہنامے میں آپ کو کیا اچھا لگا! کیا مزید اچھا چاہتے ہیں! اپنے تأثرات، تجاویز اور مشورے ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے ای میل ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923103330935) پر بھیج دیجئے۔

# گھر والوں کو سلام کرو، برکت پاؤ!

مولانا محمد جاوید عطّاری مدنی*

ہمارے پیارے نبی حضرت محمّد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: يَا بُنَيَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰى اَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُوْنُ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ یعنی اے میرے بیٹے! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو، یہ تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لیے بَرَکت کا باعِث ہو گا۔

(دیکھیے: ترمذی، 4/320، حدیث: 2707)

دینِ اسلام زندگی کے ہر معاملے میں ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ چاہے وہ عِبادت ہو، دوسروں سے میل جول ہو، یا گھر میں آنے جانے کے آداب ہوں، دینِ اسلام ہر بات سادہ اور خوبصورت اَنداز میں سکھاتا ہے۔ ہمارا ایک چھوٹا سا عمل، جیسے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا، ہمارے گھر کو محبّت اور سُکون سے بھر سکتا ہے۔ یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ کس طرح اپنے گھر میں خوشی اور بَرَکت لا سکتے ہیں۔

اس حدیثِ پاک میں تین چیزوں کے بارے میں بتایا گیا ہے: ❁ سلام کرنے کی اہمیّت ❁ گھر میں داخل ہونے کے آداب اور ❁ گھر میں بَرَکت لانے کا وظیفہ۔

سلام ایک دُعا ہے، اس سے اَمْن خیر اور بَرَکت نازل ہوتی ہے، سلام کرنا ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا طریقہ و انداز ہے، اس پر عمل کر کے ہم اپنے نبی کی سنّت پر عمل کر سکتے ہیں۔

**گھر میں داخل ہونے کے آداب:** ❁ دروازہ آہستہ سے اس طرح کھٹکھٹائیں کہ گھر والوں کو پتا چل جائے کہ کوئی دروازے پر آیا ہے ❁ دروازہ بار بار اور زور سے بجا کر گھر والوں کو پریشان نہ کریں ❁ ایک بار کھٹکھٹانے کے بعد دروازہ کھلنے کا انتظار کریں ❁ جب دروازہ کھل جائے تو پہلے سیدھا قدم داخل کریں اور یہ دُعا پڑھیں: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللهِ وَلَجْنَا وَ بِسْمِ اللهِ خَرَجْنَا وَعَلَى رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا یعنی اے اللہ پاک! میں تجھ سے داخل ہونے کی اور نکلنے کی بھلائی مانگتا ہوں، اللہ پاک کے نام سے ہم (گھر میں) داخل ہوئے اور اسی کے نام سے باہر آئے اور اپنے ربِّ کریم پر ہم نے بھروسا کیا۔

(ابو داؤد، 4/420، حدیث: 5096)

❁ دُعا پڑھنے کے بعد گھر والوں کو مسکرا کر اتنی آواز میں سلام کریں کہ جو افراد موجود ہیں وہ سن لیں ❁ اپنے جوتے، اسکول بیگ اور یونیفارم وغیرہ ان کی جگہ پر رکھیں ❁ گھر میں امّی ابّو، بھائی بہن اگر موجود ہوں تو ہو سکے تو کچھ دیر ان کے ساتھ بیٹھیں، اس کے بعد اپنی دیگر ایکٹیویٹی میں مصروف ہو جائیں۔

اس طرح گھر کا ماحول خوشگوار ہو گا، سب آپ سے خوش ہوں گے، شُروع میں لکھی حدیثِ پاک میں نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے گھر میں بَرَکت لانے کا وظیفہ بھی بتا دیا، آپ بھی اس پر عمل کریں، گھر میں اَمن و سکون آئے گا۔ اِن شآءَ اللہ

اللہ پاک ہمیں پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک احادیث پڑھ کر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے گھروں میں رَحمت و بَرَکت اور خوشحالی عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

# بارگاہِ رسالت سے قوتِ حافظہ کی بخشش

مولانا سید عمران اختر عطاری مدنی*

ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہِ مقدسہ میں جسمانی بیماریوں اور روحانی امراض دونوں کا معجزاتی علاج ہو جایا کرتا تھا۔ اللہ پاک کے حکم سے آپ کے لُعابِ دہن (مبارک تھوک)، لمسِ مبارک (چُھونے) اور دعاؤں کی وہ تاثیریں تھیں جن کے ذریعے عقل و فہم سے بالاتر معجزات کا ظہور ہو جایا کرتا۔ ایسا ہی ایک پیارا معجزہ اُس وقت رونما ہوا جب ایک صحابیِ رسول نے حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں اپنی یادداشت کمزور ہونے کی پریشانی عرض کی، تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے قراٰن یاد نہیں رہتا (یادداشت کمزور ہے)۔ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ”یہ شیطان ہے جسے خَنْزَب کہتے ہیں۔“ پھر فرمایا: ”اے عثمان! میرے قریب آؤ۔“ جب میں قریب ہوا، تو رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے منہ میں اپنا مبارک لُعابِ دہن ڈالا اور اپنے دستِ شفقت کو میرے سینے پر رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے دونوں کندھوں کے درمیان محسوس کی۔ پھر ارشاد فرمایا: ”اے شیطان! عثمان کے سینے سے نکل جا۔“ چنانچہ اس دن کے بعد میں جو بات بھی سنتا، یاد ہو جاتی، کبھی نہیں بھولا۔ (دیکھئے: دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص277، حدیث:396)

یقیناً یہ واقعہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نگاہِ کرم اور دعا کی بدولت ظاہر ہونے والے ایک عظیم معجزہ کا ترجمان ہے کہ شیطان کی طرف سے پیدا کردہ ذہنی رکاوٹ کو نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صرف پہچانا ہی نہیں بلکہ اپنے معجزاتی تصرف سے اسے دُور فرما کر اپنے پیارے صحابی کو حافظے کی قوت سے مالا مال کر دیا۔ اس واقعہ سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

- یادداشت کی کمزوری کبھی کبھار شیطانی وسوسوں یا اثرات کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے۔
- روحانی علاج اور اللہ کے نیک بندوں کی دعائیں باطنی مسائل کا مؤثر حل ہو سکتی ہیں۔
- نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی معرفت حاصل تھی کہ آپ شیطان کا نام تک لے کر اس کی کارستانی کو واضح فرما دیتے۔
- صحابۂ کرام دین سیکھنے میں سنجیدہ اور فکر مند رہا کرتے تھے ہمیں بھی حصولِ علم میں فکر مند رہنا چاہیے۔
- رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا لُعابِ دہن اللہ کے حکم سے جسم و روح کی شفا کا ذریعہ تھا۔
- علم کے لیے کوشش اور دعا دونوں کا اہتمام ہونا چاہیے محنت کے ساتھ ساتھ روحانی اسباب سے مدد لینی چاہیے۔
- راہِ دین کی مشکلیں اور رکاوٹیں جلد یا بدیر بالآخر اللہ کے فضل و کرم سے دور ہو ہی جاتی ہیں۔

* فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

كلاس روم

# بیل کی نصیحت

مولانا حیدر علی مَدَنی*

سر بلال جیسے ہی کلاس روم میں داخل ہوئے تو پہلی قطار میں بیٹھے حذیفہ کو دیکھ کر چونکے لیکن اگلے ہی لمحے معمول کے مطابق اپنی کرسی کی طرف بڑھتے ہوئے بلند آواز سے سبھی بچوں کو سلام کیا، جس کا جواب سبھی بچوں نے ادب سے کھڑے ہو کر دیا۔

تخلیقِ انسانی کا اولین مقصد، وائٹ بورڈ پر سر نے آج کے سبق کا عنوان لکھا اور پھر مارکر بند کرتے ہوئے بچوں کے درمیان میں آ کھڑے ہوئے، تو بچو آپ کو کیا لگتا ہے کہ آپ کی زندگی کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟

پچھلی قطار سے ایک بچے نے کھڑے ہو کر کہا: کھانا پینا، عیش کرنا اور شادی کرنا۔

بچوں کے ساتھ سر بھی مسکرا پڑے اور کہنے لگے: بیٹا جی میں صرف آپ کی زندگی کا مقصد نہیں پوچھ رہا بلکہ ہم سب انسانوں کو جو اللہ پاک نے پیدا فرمایا ہے، اس دنیا میں بھیجا ہے اس کا کیا مقصد ہے؟ صرف کھانا پینا عیش کرنا تو مقصد نہیں ہو سکتا ورنہ وہ تو جانور بھی پورا کر رہے ہیں تو آخر ہم انسانوں کو پیدا کرنے کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟ کبھی سوچا نہیں آپ لوگوں نے۔ بات کرتے کرتے سر حذیفہ کے پاس آ چکے تھے اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا: حذیفہ بیٹا یہ چشمہ نظر کا ہے یا شوقیہ لگا رکھا ہے؟

نہیں نہیں سر، نظر کا ہی ہے، کافی دنوں سے میرے سر میں درد رہتا تھا، میڈیسن کے باوجود آرام نہیں آ رہا تھا تو مما پاپا آنکھوں کے ڈاکٹر کے پاس لے گئے تھے، حذیفہ نے کھڑے ہو کر جواب دیا۔

سر بلال: بیٹا اتنی سی عمر میں نظر کا چشمہ تو خطرناک بات ہے، آپ اپنی ڈیلی روٹین چیک کریں کہ کیا مسئلہ ہے؟

سر جی ڈیلی روٹین میں تو حذیفہ بھائی کے صرف ویڈیو گیم ہی ہے، ان کا تو بس نہیں چلتا اسکول میں بھی لے آیا کریں۔

معاویہ کی بات پر سر بلال پریشان دکھائی دیے اور پھر حذیفہ کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بقیہ بچوں کی طرف رخ موڑتے ہوئے کہا: تو بچو! ہم یہ جاننے کی کوشش کر رہے تھے کہ ہماری پیدائش کا مقصد کیا ہے؟ تو جیسے ہمارے دین اور دنیا کے دوسرے مسائل کا حل قراٰن مجید سے ملتا ہے تو اس مسئلے کے لیے بھی ہم قراٰن پاک سے ہی پوچھتے ہیں کہ اے اللہ پاک کی آخری اور کامل کتاب تو ہی بتا کہ ہم انسانوں کی پیدائش کا مقصد کیا ہے تو بچو پتا ہے ہمیں قراٰن مجید نے کیا جواب دیا؟ ستائیسویں پارے کے شروع میں ہے: ﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا

*مدرس جامعۃ المدینہ، فیضان آن لائن اکیڈمی

لِيَعْبُدُوْنِ (۵۶) ﴾ ترجمۂ کنزالعرفان: اور میں نے جن اور آدمی اسی لئے بنائے کہ میری عبادت کریں۔ (پ27، الذّٰریٰت:56)

آپ کو پتا ہے ناں یہ کون سا اسلامی مہینا ہے؟ سر بلال کے پوچھنے پر اسید رضا نے بتایا: سر یہ ربیع الآخر ہے۔

سر بلال: جی جی بیٹا وہی گیارھویں والا ماہ تو چلیں آپ کو گیارھویں والے پیر کے بچپن کا ایک واقعہ سناتا ہوں: بچپن میں ایک بار حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جنگل میں تھے کہ ایک بَیل نظر آیا اور آپ اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے، کچھ دیر بعد بَیل نے مڑ کر آپ کی طرف دیکھا اور کہا: ”اے عبدالقادر! تم کو اس قسم کے کاموں کے لئے تو پیدا نہیں کیا گیا۔“ (غوث پاک کے حالات، ص25) یہ سن کر شیخ محی الدین جیلانی واپس گھر لوٹے اور اپنی امی جان سے اجازت لے کر راہِ علم کے مسافر بن گئے۔

دیکھا بچو! اللہ پاک کے نیک بندوں کی زندگی میں ہماری طرح فضول کھیل کود کی تو جگہ ہی نہیں تھی جب کہ دوسری طرف ہم نے ایسی ایکٹویٹیز پال رکھی ہیں جن میں ہمارے دین کا تو نقصان ہے ہی دنیا کا بھی نقصان ہے جیسے ویڈیو گیمز وغیرہ۔

معاویہ: سر ویڈیو گیمز میں دین کا کیا نقصان ہے؟

سر بلال: دیکھیں بچو! دشمنانِ اسلام ایسی ایسی گیمز تیار کر رہے ہیں کہ بچّہ کھیل ہی کھیل میں نہ صِرف عَمَلاً اسلام سے دُور چلا جائے بلکہ مَعَاذَ اللہ اس کے دل میں دینِ اسلام ہی کی نفرت بیٹھ جائے مثلاً کچھ گیمز ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں اسلامی حلیے یعنی داڑھی ٹوپی والے کو برا بنا کر دکھایا جاتا ہے اور دنیا کے نقصان کی بات کروں تو ویڈیو گیمز بیماریوں کا پیکج ہے پورا، نظر کی کمزوری اور سر درد وغیرہ تو صرف چھوٹی سی دو بیماریاں ہیں جو ویڈیو گیمز کی وجہ سے ہوتی ہیں اور پھر سب سے اہم بات جتنا ہم ویڈیو گیمز جیسی فضولیات کے قریب ہوتے جائیں گے اتنا ہی اپنے اصلی مقصد سے دور ہوتے جائیں گے۔

**جملے تلاش کیجیے!** پیارے بچّو! نیچے لکھے جملے بچوں کے مضامین اور کہانیوں میں تلاش کیجیے اور کوپن کی دوسری جانب خالی جگہ میں مضمون کا نام اور صفحہ نمبر لکھیے۔

1 جب دروازہ کھل جائے تو پہلے سیدھا قدم داخل کریں 2 اتنی سی عمر میں نظر کا چشمہ تو خطرناک بات ہے 3 امی جان سے اجازت لے کر راہِ علم کے مسافر بن گئے 4 اللہ کے نیک بندوں کی دعائیں باطنی مسائل کا موثر حل ہو سکتی ہیں۔ 5 جو بچے جھگڑے سے دور رہتے ہیں وہ سب کے پسندیدہ ہوتے ہیں۔

◆ جواب لکھنے کے بعد ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے ایڈریس پر بذریعۂ ڈاک بھیج دیجیے یا صاف ستھری تصویر بنا کر ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے Email ایڈریس (mahnama@dawateislami.net) یا واٹس ایپ نمبر (+923103330935) پر بھیج دیجیے۔ ◆ 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں 3 خوش نصیبوں کو بذریعہ قرعہ اندازی مجلس تقسیم رسائل کے تعاون سے مدنی چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کر سکتے ہیں)

# جواب دیجیے

(نوٹ: ان سوالات کے جوابات اسی ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ میں موجود ہیں)

**سوال 1:** حضرت یعقوب علیہ السلام کی پیدائش کہاں ہوئی؟

**سوال 2:** حدیثِ پاک میں منافق کی کتنی نشانیاں بیان کی گئی ہیں؟

◂ جوابات اور اپنا نام، پتا، موبائل نمبر کوپن کی دوسری جانب لکھیے ◂ کوپن بھرنے (یعنی Fill کرنے) کے بعد بذریعہ ڈاک ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے پہلے صفحے پر دیئے گئے پتے پر بھیجیے ◂ یا مکمل صفحے کی صاف ستھری تصویر بنا کر اس نمبر 923103330935+ پر واٹس ایپ کیجیے ◂ 3 سے زائد درست جواب موصول ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی مجلس تقسیم رسائل کے تعاون سے تین خوش نصیبوں کو مدنی چیک پیش کئے جائیں گے۔ (یہ چیک مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ پر دے کر فری کتابیں یا ماہنامے حاصل کر سکتے ہیں)

# بچّوں اور بچیوں کے 6 نام

سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: آدمی سب سے پہلا تحفہ اپنے بچّے کو نام کا دیتا ہے لہٰذا اُسے چاہئے کہ اس کا نام اچھا رکھے۔ (جمع الجوامع، 3/285، حدیث: 8875) یہاں بچّوں اور بچیوں کے لیے 6 نام، ان کے معنیٰ اور نسبتیں پیش کی جارہی ہیں۔

## بچّوں کے 3 نام

| نام | پکارنے کے لیے | معنیٰ | نسبت |
|---|---|---|---|
| محمد | عبد القادر | قدرت رکھنے والے (اللہ پاک) کا بندہ | غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کا مبارک نام |
| | غلام غوث | مدد کرنے والے کا غلام | غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ |
| | جیلان | | غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی جائے ولادت |

## بچیوں کے 3 نام

| | | |
|---|---|---|
| عائشہ | خوشحال | ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا بابرکت نام |
| اُمُّ الخیر | بھلائی والی | غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی امی جان کی مبارک کنیت |
| غوثیہ | | غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ |

(جن کے ہاں بیٹے یا بیٹی کی ولادت ہو وہ چاہیں تو ان نسبت والے 6 ناموں میں سے کوئی ایک نام رکھ لیں۔)

نوٹ: یہ سلسلہ صرف بچّوں اور بچیوں کے لیے ہے۔

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 اکتوبر 2025ء)

نام مع ولدیت:..................... عمر:...... مکمل پتا:..................................

موبائل/واٹس ایپ نمبر:.............................. (1) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:......

(2) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:...... (3) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:......

(4) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:...... (5) مضمون کا نام:.................. صفحہ نمبر:......

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان دسمبر 2025ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

# جواب یہاں لکھیے

(کوپن بھیجنے کی آخری تاریخ: 10 اکتوبر 2025ء)

جواب 1:.................................... جواب 2:....................................

نام:.................. ولدیت:.................. موبائل / واٹس ایپ نمبر:..................

مکمل پتا:............................................................

نوٹ: اصل کوپن پر لکھے ہوئے جوابات ہی قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔

ان جوابات کی قرعہ اندازی کا اعلان دسمبر 2025ء کے "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" میں کیا جائے گا۔ اِن شآءَ اللہ

# حروف ملائیے!

پیارے بچّو! لڑائی جھگڑا کرنا بُری بات ہے۔ لڑائی جھگڑا ایسی بُری عادت ہے جو چھوٹوں بڑوں سب کو نقصان پہنچاتی ہے۔ لڑائی جھگڑے سے دوستیاں اور آپس کی محبّتیں ختم ہوجاتی ہیں اور دل میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اس سے گھر، مدرسہ اور اسکول کا ماحول خراب ہوجاتا ہے۔ نبیِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمیں صَبر اور برداشت کی تعلیم دی ہے اس لیے کہ صَبر اور برداشت سے لڑائی جھگڑے ختم ہوتے ہیں اور ثواب بھی ملتا ہے۔ جو بچّے جھگڑے سے دُور رہتے ہیں وہ سب کے پسندیدہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا جھگڑے کے بجائے مسائل کو اچّھے طریقے سے حل کرنا چاہیے اور اگر خدانخواستہ لڑائی ہو بھی جائے تو جلد صلح کرلینی چاہیے۔

آپ نے اوپر سے نیچے، دائیں سے بائیں حُروف ملا کر پانچ الفاظ تلاش کرنے ہیں جیسے ٹیبل میں لفظ "عادت" تلاش کرکے بتایا گیا ہے۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| م | د | ر | و | ھ | ر | ا | ض | ن |
| ا | ت | ع | ص | د | م | ہ | ن | ق |
| ح | ی | ر | ل | س | ن | د | ء | ص |
| و | ر | ش | ح | ل | ر | م | ب | ا |
| ل | ا | ع | ا | د | ت | ی | ن | ن |
| ا | ر | ن | ف | ع | ت | ل | ش | ط |
| ڈ | ض | م | ح | ب | ت | ق | ل | ر |
| ک | و | ا | ح | ژ | ا | د | ب | ا |
| ر | م | د | ر | س | ہ | ے | ا | ف |

تلاش کیے جانے والے 5 الفاظ یہ ہیں: 1 مدرسہ 2 نُقصان 3 صُلح 4 محبّت 5 ماحول۔

# جملے تلاش کیجیے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ اگست 2025ء کے سلسلہ "جملے تلاش کیجیے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: 1 عبدالرحمٰن (لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان) 2 بنتِ اکرم (ڈیرہ غازی خان) 3 مبشر (سمندری)۔ اِنہیں انعامی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔

**درست جوابات** 1 پڑوسیوں کو تکلیف نہ دیجیے، ص52 2 آپ کاج، مہاکاج، ص55 3 حروف ملایئے، ص54 4 بچوں کو کسی کام سے روکنے کے پر حکمت طریقے، ص58 5 پہلوان کو پچھاڑ دیا، ص53۔

**درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام** محمد عاقب رضا عطّاری (لاہور) بنتِ محمد مشتاق (قصور) بنتِ عثمان علی (کراچی) اویس (راولپنڈی) صفی اللہ (کراچی) بنتِ محمد انور (شیخوپورہ) حسان شاہ عطّاری (بلوچستان) بنتِ محمد فاروق (حیدرآباد) بنتِ منصور (کراچی) بنتِ عارف (فیصل آباد) بنتِ شوکت (اوکاڑہ) بنتِ محمد یار (خانیوال)۔

# جواب دیجیے!

ماہنامہ فیضانِ مدینہ اگست 2025ء کے سلسلہ "جواب دیجیے" میں بذریعہ قرعہ اندازی ان تین خوش نصیبوں کے نام نکلے: محمد زین العابدین عطّاری (کراچی)، بنتِ رحمت علی (گھکڑ منڈی)، بنتِ مشتاق احمد (کوٹری)۔ اِنہیں انعامی چیک روانہ کر دیئے گئے ہیں۔

**درست جوابات** 1 حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہُ عنہ 2 147 سال

**درست جوابات بھیجنے والوں کے منتخب نام** بلال رضا (کراچی) بنتِ علی گوہر (دادو، سندھ) محمد سلمان عطّاری (میر پور، کشمیر) بنتِ محمد یسین (بہاولپور) فصیح الدین (رحیم یار خان) محمد نعمان عطّاری (وزیر آباد) بنتِ عبدالرحیم (خانیوال) بنتِ محمد اشرف (خوشاب) سید عمیر رضا (پھول نگر) بنتِ افضل عطّاریہ (بھکر) بنتِ محمد عنصر (فیصل آباد) بنتِ وسیم عطّاریہ (پنجاب)۔

# سفر اور بچے

مولانا حافظ حفیظ الرحمٰن عطّاری مَدَنی*

سَفَر محض منزل تک پہنچنے کا نام نہیں بلکہ یہ بچّوں کی شخصیت سازی، مشاہداتی صلاحیتوں اور تربیّتی مواقع سے بھرپور ایک حَسین تجربہ ہوتا ہے۔ والدین اگر چاہیں تو سفر کے لمحات کو صرف تفریح نہیں بلکہ تربیَت کا ذریعہ بھی بنا سکتے ہیں۔ راستے میں آنے والی تبدیلیاں، نیا ماحول، مختلف لوگ، اجنبی منظر، سب کچھ بچّے کے ذہن پر گہرا اثر ڈالتے ہیں، ایسے میں ان کی باتوں، سُوالات اور مشاہدات کو سنجیدگی سے لینا ضَروری ہوتا ہے۔

**سَفَر سے پہلے کی تربیَت** 1 بچّوں کی حفاظت کے پیشِ نظر بچے کو اپنا اور والدین کا نام اور رابطہ نمبر یاد ہونا بہت ضروری ہے۔ اس لیے والِدین کو چاہیے کہ سفر سے پہلے بچوں کو یہ چیزیں لازمی اچّھے طریقے سے یاد کروادیں، تاکہ کسی ہنگامی صورتِ حال میں فوراً رابطہ کیا جاسکے۔ 2 بچوں کو یہ بات بھی سمجھائی جائے کہ اگر خُدانخواستہ وہ ماں باپ سے بچھڑ جائیں تو گھبرانے کے بجائے فوراً کسی پولیس اہلکار یا سفر کے منتظم کے پاس جائیں اور مدد طلب کریں۔ ساتھ ہی انہیں یہ بھی بتایا جائے کہ پولیس یا منتظم کو پہچاننے کا طریقہ کیا ہے، تاکہ وہ کسی غلط شخص کے بجائے دُرُست فرد سے رابطہ کر سکیں۔ 3 اسی طرح سفر میں اجنبی لوگوں سے ملنے کا موقع بھی بچوں کی تربیَت کا حصّہ بن سکتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو سکھائیں کہ ہر اجنبی سے بے تکلفی مناسب نہیں، مگر ہر اجنبی دشمن بھی نہیں ہوتا۔ سلام کرنا، راستہ دینا، چھوٹے موٹے احسانات کرنا یہ سب حسنِ سُلوک کی علامتیں ہیں، مگر بچوں کو یہ بھی سکھانا ضَروری ہے کہ حدود کا خیال رکھنا، مُحتاط رہنا، اور ضرورت سے زیادہ بات چیت سے بچنا کیوں ضروری ہے۔ یوں وہ عزّت و شرافت، مگر احتیاط کے ساتھ برتاؤ کرنا سیکھتے ہیں۔

**کھانے پینے کے حوالے سے تربیَت** 1 بچے سفر کے دوران اکثر فُضول اور غیر صحّت مند چیزوں کا مطالبہ کرتے ہیں جو نہ صرف صحّت کے لیے نُقصان دہ ثابت ہوتی ہیں بلکہ والِدین کے لیے پریشانی کا باعث بھی بنتی ہیں اس لیے والدین کو چاہیے کہ سفر شروع کرنے سے پہلے ہی گھر سے ہلکی پھلکی اور صحّت بخش چیزیں ساتھ رکھیں، تاکہ بچوں کو مُناسب متبادل مل سکے 2 اس کے ساتھ ساتھ بچوں کو یہ عادَت بھی ڈالنی چاہیے کہ وہ فُضول اور غیر ضروری چیزوں کا مطالبہ نہ کریں اور قناعت اختیار کریں۔

**دودھ پیتے بچوں کے حوالے سے احتِیاط** سفر میں دودھ پینے والے بچّوں کی ضَروریات اور احتیاط بڑے بچوں سے الگ ہوتی ہیں۔ والدین کو ان کے لیے خاص تیّاری کرنی چاہیے تاکہ دورانِ سفر مشکلات پیش نہ آئیں۔ یہاں چند ضروری نِکات ہیں: 1 بچے کو اگر ڈبے کا دودھ دینا پڑے تو صاف بوتلیں، پانی اور دودھ کا پاؤڈر ساتھ رکھیں 2 صفائی کا خاص خیال رکھیں تاکہ جراثیم سے بچا جاسکے 3 وقت پر دودھ دینے کی عادت بَرقرار رکھی جائے تاکہ بچّہ ضد نہ کرے 4 عمر کے اعتبار سے گرمی میں وقفے وقفے سے اُبلا ہوا ٹھنڈا پانی دینا مفید ہے 5 دودھ پلاتے وقت پُرسُکون جگہ کا انتخاب کریں 6 اِضافی کپڑے، ڈائپرز اور چھوٹے تولیے ضرور رکھیں 7 دودھ پلاتے وقت بسم اللہ کہنا اور بچے پر دُعائیں پڑھنا روحانی حفاظت کا ذریعہ ہے۔

**پیشاب پاخانہ یا قے (اُلٹی) کے حوالے سے احتیاطی تدابیر**

بعض بچے دورانِ سفر گاڑی میں پیشاب پاخانہ یا اُلٹی کر دیتے ہیں جس سے دیگر مسافروں کو تکلیف ہوتی ہے اس حوالے سے بھی والدین کو چاہیے کہ بچّوں کو چند احتِیاطی تدابیر بتائیں: 1 بچوں کو بھاری یا چکنی اشیا کے بجائے ہلکی پھلکی غذا لینے پر آمادہ کریں تاکہ قے یا بد ہضمی کا خطرہ کم سے کم ہو۔ 2 بچوں کو سمجھائیں کہ سفر

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، ماہنامہ فیضانِ مدینہ کراچی

شُروع کرنے سے پہلے واش روم لازمی جایا کریں تاکہ راستے میں کسی قسم کی مشکل نہ ہو۔ یہاں والِدین کو بھی چاہیے کہ پہلے سے ہی پلاسٹک بیگز، ٹشو اور چھوٹے تولیے ساتھ رکھیں تاکہ اگر بچّہ گاڑی میں گندگی کرے تو فوراً صاف کیا جاسکے اور دوسروں کو تکلیف نہ ہو

3 اسی طرح بچوں کو یہ بھی سکھائیں کہ جیسے ہی دل گھبرائے یا متلی ہو فوراً بتائیں تاکہ والدین اس کا بَروقت تدارُک کرسکیں۔

4 بچوں کو سکھائیں کہ آپ کی وجہ سے دوسروں کو تکلیف نہ ہو۔ اگر گاڑی میں اُلٹی یا پیشاب پاخانے والا معاملہ ہو بھی جائے تو فوراً صفائی کا اہتمام کریں اور دیگر مسافروں سے معذرت کرنا نہ بھولیں۔ یہ بچوں کی ایک بہترین تربیَت ہے کہ دوسروں کو تکلیف دینا بُری بات ہے۔

**صَبْر، حسنِ اخلاق اور شکر گُزاری کی تربیت** سَفَر کے دَوران والدین کا رویّہ، الفاظ، ردِّ عمل اور برداشت کا معیار بچوں کے دل و دماغ پر گہرے نُقوش چھوڑتا ہے۔ اگر والدین صبر، حسنِ اخلاق، شکر گُزاری، اور نَظم وضَبط کا مظاہرہ کریں تو بچّے بھی وہی سیکھتے ہیں۔ مثلاً ٹریفک جام میں والد کا پُرسکون رویّہ، کسی پریشانی پر ماں کی شکر گُزاری، یا کسی فقیر کو صدقہ دینے کا عمل یہ سب عملی اسباق ہیں جنھیں الفاظ میں سمجھانا مشکل اور عمل میں دکھانا آسان ہوتا ہے۔ لہٰذا والدین اپنے عمل کے ذریعے بچوں کو صَبر، حسنِ اخلاق اور شکر گُزاری کی تربیَت دیں۔

**دورانِ سفر ناگہانی آفت آنے پر تسلّی دیجیے** اگر دَورانِ سفر کوئی ناگہانی حادثہ یا تکلیف دہ واقِعہ پیش آجائے۔ جیسے گاڑی بند ہوجانا، کسی کا زخمی ہوجانا، یا کسی غیر متوقَّع رُکاوٹ کا آجانا، تو یہ لمحے والِدین کے لیے آزمائش اور تربیَت دونوں کا موقع ہوتے ہیں ایسی صورت میں والدین کو چاہیے کہ وہ خود گھبراہٹ کا شکار نہ ہوں، نہ ہی بچوں کے سامنے خوف و پریشانی کا اِظہار کریں ان کے چہرے پر اطمینان، اللہ پر بھروسا، اور مثبت کلمات بچوں کو حوصلہ دیتے ہیں۔ بچوں کو تسلّی دی جائے، ان سے نَرمی سے بات کی جائے اور اُنہیں سمجھایا جائے کہ زندگی میں ایسے لمحات آتے رہتے ہیں مگر ہم صبر اور تدبیر سے اُن کا سامنا کرتے ہیں۔

**قدرتی مناظر کی معلومات فراہم کیجیے** سَفر کے دَوران بچے والدین کے ساتھ زیادہ وقت گزارتے ہیں، یہ وقت ان کے دل میں اپنے والدین کے قریب ہونے، ان سے باتیں کرنے، اور سیکھنے کے لیے قیمتی ہوتا ہے۔ ماں باپ کو چاہیے کہ وہ اس وقت کو صرف موبائل یا خاموشی میں ضائع نہ کریں بلکہ بچوں سے گُفتگو کریں، ان کے سوالات کے جواب دیں، اُنہیں نئے شہروں، راستوں، پہاڑوں، دریاؤں یا دیگر قُدرتی مناظر کے بارے میں معلومات فراہم کریں۔ اس طرح بچوں میں علم، شوق، اَدب اور سلیقہ پروان چڑھتا ہے۔

**سفر کی سنّتیں اور آداب سکھائیے** سَفر میں بچوں کو دُعا سکھانا، آدابِ سفر یاد دلانا، سفر کی سنّتوں سے روشناس کرانا، اور دوسرے مسافِروں کے حُقوق کے بارے میں بتانا بھی اہم ہے۔ ہوٹل میں کھانے کے آداب، وُضو اور نماز کی احتِیاط، سونے جاگنے کے اوقات کی ترتیب، اگر والدین یہ سب باتیں بچوں کو محبّت اور حکمت کے ساتھ سکھائیں تو بچے انہیں زندگی بھر یاد رکھیں گے ان شآءَ اللہ۔

**دَورانِ سفر بچوں کے ساتھ نَرم رویّہ رکھیے** سَفَر میں بچوں کے ساتھ نَرمی، صَبر اور برداشت کا رویّہ رکھنا بھی تربیَت کا ایک اَہم پہلو ہے۔ اگر بچہ تھک جائے، ضد کرے یا پریشان ہو تو والدین کو چاہیے کہ وہ سختی کرنے کے بجائے شَفقت سے کام لیں۔ یہ لمحات بچے کو سکھاتے ہیں کہ مشکل میں گھر والے ساتھ ہوتے ہیں، اور صبر کا پھل اچھّا ہوتا ہے۔

**صَفائی کے حوالے سے تربیَت** بچے اکثر ریپر، جوس کے ڈبے یا گند کچرا وغیرہ گاڑی یا سڑک پر پھینک دیتے ہیں۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کو شُروع سے یہ عادت ڈالیں کہ کوڑا ہمیشہ ڈسٹ بن میں ڈالیں۔

آخر میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ سفر میں کی گئی تربیَت دل پر لکھی جاتی ہے، جو کمرہ جماعت یا نصیحت کے ذریعے ممکن نہیں۔ والِدین اگر تربیَت کو ایک بوجھ نہیں بلکہ ایک موقع سمجھیں تو ہر سفر بچوں کی شخصیت سنوارنے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اس لیے اَگلی بار جب آپ سفر پر جائیں، تو سامان کے ساتھ ساتھ تربیَت کا عَزْم بھی باندھ لیجیے۔ یہی سفر کل کے بہتر انسانوں کی تیّاری کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

# اپنا وقار بنائیے

اُمِّ میلاد عطّاریہ*

اللہ پاک نے انسان کو باعزت بنایا، اور انسان کی اصل عزت کا معیار تقویٰ قرار دیا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ﴾ ترجَمۂ کنز العرفان: بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے۔(1)

محترم اسلامی بہنو! اس آیتِ مبارکہ کے اس حصے میں وہ بنیادی اصول بیان کیا جا رہا ہے جو کسی انسان کے لیے شرافت، عظمت اور فضیلت کا اصل ذریعہ ہے اور جس کے سبب اُسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت و مرتبہ نصیب ہوتا ہے۔(2)

اس سے یہ حقیقت روشن ہوگئی کہ انسان کی حقیقی عزت اور وقار مال، نسل یا شہرت پر نہیں بلکہ دل کی پرہیز گاری، اخلاص اور کردار کی پاکیزگی پر موقوف ہے۔

یاد رکھیے وقار (Dignity) کا مطلب ہے: انسان اپنے گفتار، کردار، سوچ اور عمل میں سنجیدہ، متوازن اور شائستہ ہو۔ وہ نہ تو کسی پر ظلم کرے، نہ خود کو ذلیل کرے، نہ اپنی عزتِ نفس کو سستے مفاد پر قربان کرے۔ ایک مؤمن کو اپنی خودی اور شرافت کا پاس رکھنا چاہیے۔ اپنی عزت کو خواہشات، دنیاوی مفادات یا وقتی لذتوں کے بدلے نہ بیچے۔

## اولاد کو باوقار بنانے میں ماؤں کا کردار

ماؤں کو چاہیے کہ جب وہ اپنی بیٹیوں کی تربیت کریں تو ان کے اندر وقار اور عزتِ نفس پیدا کرنے کے لیے چار اہم امور کو بطورِ خاص پیشِ نظر رکھیں:

1 عقائد کی اصلاح پر خصوصی توجہ دیں۔ 2 ظاہری اعمال کو درست کرنے کی فکر کریں۔ 3 باطنی صفات کی بہتری اور تزکیۂ نفس کی کوشش کریں۔ 4 اخلاقیات میں بلندی پیدا کرنے پر بھرپور محنت کریں۔ یہ چاروں نکات دنیاوی و اُخروی کامیابی کے لیے نہایت مؤثر اور بنیاد فراہم کرنے والے ہیں۔

اگر اخلاق اچھے ہوں گے تو معاشرے میں انسان کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا، لوگ عزت دیں گے اور دلوں میں جگہ بنے گی۔ مزید یہ کہ اچھے اخلاق اللہ پاک کی رضا اور آخرت میں کامیابی کا ذریعہ بنیں گے۔ جبکہ اگر اخلاق خراب ہوں، زبان میں کڑواہٹ، رویے میں غرور یا بدتمیزی ہو تو اس سے انسان کی ساکھ گرتی ہے، نہ صرف اپنی عزت خاک میں ملتی ہے بلکہ والدین کی بدنامی اور معاشرتی رسوائی کا سبب بھی بنتی ہے۔ آخرت میں ایسے اخلاق اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا موجب بنیں گے، اور حقوق العباد کی پامالی کی صورت میں لوگ آخرت میں مطالبہ کریں گے کہ ان کے حقوق کا حساب لیا جائے۔

## بلندیِ عزت و وقار کے اسباب و اوصاف

وقار اور مکمل شخصیت کے نکھار کے لیے درج ذیل چند خصوصیات

* نگرانِ عالمی مجلس مشاورت (دعوتِ اسلامی) اسلامی بہن

کو اپنانا بہت مفید ہو سکتا ہے: ❁ اگر کسی معاملے میں آپ سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اس کا اعتراف کریں، اس سے عزت گھٹے گی نہیں، بلکہ بڑھے گی۔ ❁ زندگی کو آسان بنائیں، تعلقات میں نرمی لائیں، غیر ضروری سختی اور ضد سے گریز کریں۔ ❁ لوگوں کو اہمیت دینا سیکھیں۔ اگر کوئی آپ کے پاس آئے تو کھڑے ہو کر اس کا خیر مقدم کریں، نشست پیش کریں۔ یوں آپ نے اگرچہ کسی کو زمین پر جگہ دی، مگر وہ آپ کو دل میں جگہ دے گا۔ یہ رویہ آپ کی اہمیت، عزت اور وقار میں اضافہ کرے گا۔ ❁ جب بھی کسی سے بات کریں تو اس کے مقام، مرتبے، عمر اور حالات کو مدِ نظر رکھ کر گفتگو کریں۔ ہم عموماً اپنی طبیعت، مزاج یا لہجے کے مطابق بات کرتے ہیں، مگر سامنے والے کے احساسات، تجربات اور عمر کا لحاظ ضروری ہے۔ ❁ برائی کا جواب بھلائی سے دینا سیکھیں۔ بدلہ لینے والے نہ بنیں، درگزر اور معاف کرنے کو عادت بنالیں۔ ❁ اللہ کے بندے بن کر زندگی گزاریں۔ جو اللہ کے سامنے جھکتا ہے اللہ مخلوق کے دلوں کو اس کے لیے جھکا دیتا ہے۔ ❁ سچ بولیں ❁ دیانت دار بنیں ❁ کردار کو مضبوط رکھیں ❁ علم و عمل میں سنجیدگی لائیں ❁ اللہ کے لیے تواضع اختیار کریں حدیثِ پاک میں ہے: جو کوئی اللہ پاک کے لیے تواضع اپناتا ہے اللہ پاک اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔[3] ❁ ہر ہفتے، بعد نمازِ عشا مدنی مذاکرہ ضرور دیکھیے۔

مذکورہ بالا ہدایات پر عمل کی صورت میں اِن شاءَ اللہ آپ کی شخصیت میں ایسی بہت سی مثبت تبدیلیاں آئیں گی جو معاشرے میں آپ کو ایک عزت دار اور باوقار خاتون بنانے کی ضامن ہوں گی۔

## عزت و وقار مجروح کرنے والی باتیں

پیاری اسلامی بہنو! ان باتوں کو اپنانے کے ساتھ ساتھ کچھ باتوں سے بچنا بھی ضروری ہے تاکہ ہمارا دامنِ عزت و وقار گدلا نہ ہو:

◉ لوگوں کی نفسیات کے خلاف باتیں نہ کریں۔ مثلاً: شادی شدہ عورت بیوہ کے سامنے اپنے شوہر کی تعریفیں کرے، بے اولاد کے سامنے اپنی اولاد کی باتیں کرے، یتیم کے سامنے ماں باپ کے پیار کی باتیں کرے، تو یہ احساسِ محرومی کو جنم دیتی ہیں۔ سامنے والا کچھ نہ کہے، لیکن دل ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو سکتا ہے اور لاشعوری طور پر اس کی نظر میں آپ کی قدر و وقعت کم ہو گی۔ ◉ جب ہم مکان بناتے ہیں تو ایسا سوراخ نہیں چھوڑتے جس سے کوئی جھانک سکے، اسی طرح ایک سمجھ دار، صاحبِ عقل خاتون اپنے کردار میں ایسی کمزوری نہیں چھوڑتی کہ کوئی اس کی شخصیت میں جھانک کر عیب نکالے۔ ◉ ایسے کاموں سے بچیں جن کا نہ دنیا میں فائدہ ہے نہ آخرت میں۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: بندے کے اسلام کی خوبصورتی میں سے ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو چھوڑ دے۔[4] اور اس میں شک نہیں کہ بے فائدہ کاموں میں دیگر فضولیات کے علاوہ سوشل میڈیا کی فضول مصروفیت، موبائل کا بے مقصد استعمال، اور غیر ضروری بات چیت بھی شامل ہے۔ خواتین کا اپنی سہیلیوں، رشتہ دار و دیگر متعلقہ خواتین کے ساتھ گھنٹوں گھنٹوں غیر ضروری کالز میں لگے رہنا وقت، توانائی، کردار اور وقار، سب کو ضائع کرتا ہے۔

◉ غیبت، چغلی، فحاشی، لالچ اور نفرت سے دور رہیں کہ یہ چیزیں بھی انسانی وقار کی قاتل ہیں۔

یہ وہ چھوٹی چھوٹی باتیں ذکر کی گئی ہیں جن کا لحاظ رکھیں تو آپ کی شخصیت نکھرنے لگے گی، آپ کا معیار بلند ہوتا چلا جائے گا۔ پھر جب آپ اپنی ذات کی اصلاح پر توجہ دیں گی تو نہ آپ کو دوسروں کی عیب جوئی کا وقت ملے گا، نہ ہی بے جا تنقید کا رجحان باقی رہے گا اور یہ دونوں باتیں بھی انسان کے وقار کو مجروح کرنے میں بہت عمل دخل رکھتی ہیں۔

”اپنا وقار بنائیے“ دراصل ایک جامع اور بصیرت افروز پیغام ہے، جو ہمیں دینِ اسلام کی روشنی میں خودداری، عزتِ نفس، وقار اور کردار کی پختگی سکھاتا ہے۔

اللہ پاک ہمیں عمدہ اخلاق سے مالا مال فرمائے بلکہ اخلاقِ نبوی کا صدقہ ہمیں عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(1) پ 26، الحجرات: 13 (2) مدارک، الحجرات، تحت الآیۃ: 13، ص 1156 - جلالین، الحجرات، تحت الآیۃ: 13، ص 428 ملتقطاً (3) مسلم، ص 1071، حدیث: 6592 (4) ترمذی، 4/142، حدیث: 2324۔

# عِزّتِ نسواں اور اسلام

مولانا اُحد رَضا عطّاری مَدَنی*

تاریخ کے اَوراق بتاتے ہیں کہ ہر عہد میں عورت کیسے کیسے مصائب و آلام جھیلتی رہی ہے اور کتنی بے دردی کے ساتھ توہین و ظلم کی تاریک وادیوں میں دھکیلی گئی۔ اسلام سے قبل معاشرے میں عورت ذات کو حقیر اور اپنے لیے باعثِ عار تصور کیا جاتا، اس کے ساتھ غلاموں اور جانوروں سے بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔ جاہل، درندہ صفت لوگوں نے اسے محض خواہشات کا کھلونا سمجھا، اس کی بدترین توہین کی اور زندہ درگور کرکے اس پر ظلم و ستم کی انتہا کردی۔ مگر جب اسلام کا سورج طلوع ہوا اور آفاقِ عالم میں اس کی کرنیں پھوٹیں تو عورت کی حیثیت یکدم بدل گئی۔ محسنِ انسانیت، سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے عظیم احسان فرمایا، جہالت کے تاریک اندھیروں میں ڈوبے لوگوں کو علم وہدایت کی صبح سے روشناس کروایا۔

**بیٹیوں کے لیے اسلام کا انقلابی اقدام** یہودی بیٹیوں کو نوکرانی کے مرتبے سے زیادہ نہیں رکھتے، بیٹوں کے ہوتے بیٹی کو وراثت کا حقدار نہ جانتے، نیز اپنی چھوٹی بچیوں کو بیچ دینے کا رواج عام تھا۔ بعض قبائلِ عرب میں بچی کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفنا دیا جاتا۔ الحمدللہ! اسلام نے بیٹی کو جان و عزت کا تحفظ فراہم کیا، اس کی عظمت اور وقار بلند کیا۔ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے بیٹیوں کی اچھی پرورش کا بدلہ جنّت میں اپنی رفاقت کی صورت میں بتایا،[1] بیٹیوں کو خوش رکھنے والے کو اللہ پاک کی رضا و خوشی کی نوید سنائی۔[2] بلکہ بیٹیوں کے ساتھ ترجیحی سلوک کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: جو بازار سے اپنے بچّوں کے لئے کوئی چیز لائے تو وہ ان (یعنی بچّوں) پر صَدَقہ کرنے والے کی طرح ہے اور اسے چاہیے کہ بیٹیوں سے ابتدا کرے کیونکہ اللہ پاک بیٹیوں پر رحم فرماتا ہے۔[3]

**عورت کا حق چھیننے والوں کے لیے وعیدِ جہنم** دینِ اسلام نے عورت کے ساتھ ہونے والی ناانصافی اور تَرکے میں حصہ دار نہ بنانے والی غلط رسم کا رَد کیا اور اسے صریح ظلم بتایا، اور مَرد و عورت دونوں کو مالِ وراثت کا حقدار ٹھہرایا۔[4] نیز وراثت کے حصے حدود اللہ ہیں، جنہیں توڑنے والے کو اللہ و رسول کا نافرمان بتایا گیا اور اسے جہنم کی بھڑکتی آگ کی وعید سنائی گئی ہے۔[5]

**جبراً حق جتانے کی ممانعت** قبلِ اسلام عرب میں شوہر کے انتقال کے بعد رشتہ دار بیوی کے وارث بن جاتے یا تو بے مہر ہی اُس سے شادی کرلیتے یا کسی سے شادی کروا کر مہر خود رکھ لیتے الغرض وہ ان کے ہاتھوں مجبور ہو کر رہ گئی تھی۔ ایسی عورت ذہنی اور جسمانی اذیتوں کا شکار رہتی، اپنے اختیار سے کچھ نہ کرسکتی تھی۔ اسلام نے عورتوں کی فریادرسی کی: ترجَمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی اور عورتوں کو روکو نہیں اس نیت سے کہ جو مہر ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو مگر اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں اور ان سے اچھا برتاؤ کرو۔[6]

* شعبہ اُردو لغت، المدینۃ العلمیہ

**اسلام بیواؤں اور بے سہارا عورتوں کا محافظ** حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ”بیواؤں کے نگہبان اور بے سہاروں کے مدد گار“ ہیں۔ آپ علیہ السّلام نے گھر بیٹھی، بے شوہر والیوں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا اور اس پر عظیم اجر کی بشارت سنائی۔ چنانچہ رسول اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ اَوِ الْقَائِمِ اللَّیْلَ الصَّائِمِ النَّهَار یعنی بے شوہر والی (خواہ کنواری ہو، بیوہ یا مطلقہ و معلقہ) اور مسکین کے لیے کوشش کرنے والا اللہ پاک کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا رات کو قیام اور دن میں روزے رکھنے والے کی مانند ہے۔[7] ایک حدیث میں ارشاد فرمایا: جو شخص کسی یتیم یا بیوہ کی کفالت کرے تو اللہ پاک اسے سایۂ عرش میں جگہ عطا فرمائے گا اور اپنی جنت میں داخل فرمائے گا۔[8]

**بیوی کے لیے زمانہ جاہلیت والی ذلت کا خاتمہ** بیوی پاؤں کی جوتی نہیں بلکہ اپنے گھر کی مَلِکہ ہے،[9] بچوں کی والدہ اور پہلی مُربیہ (تربیت کرنے والی) ہے۔ نیز قراٰن کریم انھیں مردوں کے سکون اور آرام کا ذریعہ بتاتا ہے۔[10] اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تلقین بھی۔[11] زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنی بیویوں سے مال طلب کرتے، اگر وہ دینے سے انکار کرتیں تو کئی کئی سال ان کے پاس ”نہ جانے“ کی قسم کھالیتے۔ بیوی نہ تو بیوہ ہوتی کہ کہیں اور جائے پناہ پائے اور نہ شوہر کی ہوتی کہ اس سے کچھ راحت پائے۔ اسلام نے اس ظلم کا قلع قمع کیا اور سالہا سال کی مدّت ختم کرکے صرف چار (4) مہینے مُعَیَّن فرمائی۔[12] اسلام اس جیسے تمام ظالمانہ، جابرانہ نظریوں اور رویوں کی حوصلہ شکنی کرکے مردوں کو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کا حکم دیتا ہے۔[13] عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرتے رہنے کی تلقین کی گئی اور ان سے اچھا سلوک کرنے والے کو لوگوں میں بہتر شخص فرمایا گیا ہے۔[14]

**سوتیلی ماں بھی عزت و محبت کی حق دار** عہدِ جاہلیت میں باپ کے مرنے کے بعد سوتیلی ماں سے نکاح کرلینے کا عام رواج تھا، قراٰن کریم میں آیت نازل کرکے اس قبیح عمل سے منع کیا گیا۔[15] آج بھی مغربی معاشرے سے ملنے والی غلط سوچ کے سبب سوتیلی ماں کو پہلی اولاد کے حق میں ظالمانہ، بے رحم کردار تصور کیا جاتا ہے۔ جس کی اسلام ہر گز اجازت نہیں دیتا بلکہ سب کو اپنے اپنے حقوق ادا کرنے کی تلقین کرتا ہے نہ سوتیلی ماں کے ساتھ بد سلوکی کی اجازت ہے اور نہ ہی کسی کی باتوں میں آکر عورت سوتیلی اولاد کے ساتھ ناانصافی یا ظلم کر سکتی ہے۔ دینِ اسلام سوتیلی ماں سے بھی محبت، عزت و احترام بھرا تعلق رکھنے کا درس دیتا ہے۔

بہر حال ان تعلیمات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے دورِ حاضر پر نظریں دوڑانے سے معلوم ہوگا کہ ایسے لوگ موجود ہیں جو جسمانی طور پر تو اس دور میں ہیں مگر ذہنی اور اخلاقی لحاظ سے زمانۂ جاہلیت میں رہتے ہیں۔ ایسے طبقے میں اسلامی تعلیمات، شعور و آگہی اور نیکی کی دعوت بڑھانے کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ نیز اسلام کی یہ روشن تعلیمات و احکام ان لوگوں کو بھی دعوتِ فکر دیتے ہیں جو اس شیطانی وسوسے کا شکار ہیں کہ ”اسلام میں عورت پر سختی ہے!“ وہ غور کریں، کیا اسلام میں عورت پر سختی کی گئی ہے یا سختیوں سے نَجات دلا کر راحت و آرام کا اہتمام کیا گیا ہے؟

---

(1) مسند احمد، 4/296، حدیث: 12500 ملخصاً (2) فردوس الاخبار، 2/263، حدیث: 5830 ملخصاً (3) فردوس الاخبار، 2/263، حدیث: 5830 ملتقطاً (4) پ4، النسآء: 7 (5) پ4، النسآء: 12 تا 14 (6) پ4، النسآء: 19 - بخاری، 3/203، حدیث: 4579، تفسیر قرطبی، 3/67، النسآء، تحت الآیۃ: 19، ملتقطاً (7) بخاری، 3/511، حدیث: 5353 - مراٰۃ المناجیح، 6/547 ملخصاً (8) مکارم الاخلاق للطبرانی، ص349، رقم: 101 (9) عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، ص246، حدیث: 388 (10) پ21، روم: 21 (11) پ4، النسآء: 19 (12) پ2، البقرۃ: 226، 227 مع خزائن العرفان (13) پ4، النسآء: 19 (14) ترمذی، 5/475، حدیث: 3921 (15) تفسیر قرطبی، 3/73، جز5، النسآء، تحت الآیۃ: 22۔

# اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی فضیل رضا عطاری*

## 1 شوہر یا مَحْرم مرد کے بغیر عورت کا سفرِ عمرہ کرنا کیسا؟

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ دو خواتین ہیں جو آپس میں بہنیں ہیں اور دونوں بیوہ ہیں، یہ دونوں عمرے پر جانا چاہ رہی ہیں، ان دونوں کی عمریں 54 اور 55 سال ہیں، ان کے ساتھ ان کا کوئی بیٹا، بھائی یا کوئی اور محرم مرد نہیں جا رہا، تو سوال یہ ہے کہ ان خواتین کا اس طرح تنہا عمرے پر جانا جائز ہے یا نہیں، جبکہ وہ پاکستان میں رہتی ہیں؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

شریعت مطہرہ میں کسی بھی عورت کے لئے شوہر یا محرم کے بغیر شرعی مسافت (یعنی 92 کلو میٹر یا اس سے زائد کی مسافت) کا سفر کرنا ناجائز و حرام ہے، خواہ وہ سفر حج و عمرہ کی غرض سے ہو یا کسی اور مقصد کے لیے ہو، خواہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھی ہو۔ لہٰذا پوچھی گئی صورت میں وہ دونوں خواتین بغیر کسی محرم مرد کے عمرے کے لیے تنہا سفر نہیں کر سکتیں، اگر جائیں گی تو گنہگار ہوں گی۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

## 2 ماں کا اپنی نابالغہ اولاد کے مال میں تصرف کرنا کیسا؟

**سوال:** کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک نابالغہ بچی کی مِلک میں کچھ سونا ہے، اس کی والدہ چاہتی ہے کہ یہ سونا اپنی بڑی بیٹی کو اس کی شادی میں دے دے اور بعد میں اسی وزن کا سونا بنوا کر نابالغہ بیٹی کو واپس کر دے، کیا وہ اس طرح کر سکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں ماں کا اپنی نابالغہ بچی کا سونا دوسری بیٹی کو دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ قرض کی صورت ہے جو کہ بچی کے حق میں ضررِ محض ہے اور قوانین شرعیہ کے مطابق جس تصرف سے نابالغ کو ضررِ محض ہو، ایسا تصرف اس کا ولی جیسے باپ وغیرہ بھی نہیں کر سکتا، تو ماں کو بدرجہ اولیٰ اس کی اجازت نہیں ہوگی کہ مالی تصرف میں ماں کے لیے اپنی نابالغ اولاد پر بالکل ہی ولایت نہیں ہے۔

یاد رہے کہ اگر باپ محتاج اور فقیر ہو، اور فقر کی وجہ سے اسے مال کی ضرورت ہو تو ایسی صورت میں وہ نابالغ اولاد کا مال بلا معاوضہ بھی لے سکتا ہے اور اگر فقر و محتاجی نہ ہو، بلکہ اور کوئی ایسی ضرورت ہو جس کے لیے اپنے پاس رقم نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ نابالغ اولاد کا مال صرف بطورِ قرض لے سکتا ہے، بلا معاوضہ نہیں لے سکتا۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

* دار الافتاء اہلِ سنّت
عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ، کراچی

# دعوتِ اسلامی کی مَدَنی خبریں
# Madani News of Dawat-e-Islami

مولانا حسین علاؤالدین عطّاری مَدَنی*

## فیضانِ مدینہ کراچی میں نعت خواں اسلامی بھائیوں کے لیے خصوصی مدنی مذاکرے کا انعقاد

کراچی–8جولائی2025ء کی شب فیضانِ مدینہ کراچی میں نعت خواں اسلامی بھائیوں کے لیے ”خصوصی مدنی مذاکرے“ کا انعقاد کیا گیا جس میں کثیر تعداد میں معروف نعت خواں حضرات نے شرکت کی۔ اس موقع پر امیرِ اَہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ نے تربیت فرمائی۔ امیرِ اَہلِ سنّت کا کہنا تھا کہ نعت خواں اسلامی بھائی نعت خوانی کو صرف ایک فن یا ذریعۂ معاش نہ سمجھیں بلکہ اسے اللہ پاک اور اس کے پیارے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنائیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ نعت خوانی میں سب سے اہم چیز اخلاص ہے کیونکہ بغیر اخلاص کے کوئی بھی عمل بارگاہِ الٰہی میں قبولیت حاصل نہیں کر سکتا۔ آپ نے نعت خوانوں کو نصیحت کی کہ وہ شہرت یا مال و دولت کی بجائے صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں نعتیں پڑھیں۔ امیرِ اَہلِ سنّت نے حقوق العباد کی ادائیگی کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی، انہوں نے نعت خواں حضرات کو سمجھایا کہ جب وہ کسی محفل میں نعت خوانی کے لیے جائیں تو وہ وہاں موجود لوگوں کے حقوق کا بھی خیال رکھیں، وقت کی پابندی کا خیال رکھیں اور اپنی آواز و انداز سے کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں۔

## فیصل آباد میں عظیم الشان قافلہ اجتماع نگرانِ شوریٰ نے سنّتوں بھرا بیان فرمایا

فیصل آباد–دعوتِ اسلامی کے شعبہ قافلہ کے زیرِ اہتمام 24جون 2025ء بروز منگل مدنی مرکز فیضانِ مدینہ فیصل آباد مدینہ ٹاؤن میں عظیم الشان ”قافلہ اجتماع“ کا انعقاد کیا گیا جس میں ہزاروں کی تعداد میں عاشقانِ رسول شریک ہوئے۔ اس موقع پر نگرانِ پاکستان مشاورت حاجی محمد شاہد عطاری، اراکینِ شوریٰ حاجی محمد امین عطاری، حاجی وقارُالمدینہ عطاری، حاجی محمد اسلم عطاری، حاجی محمد اظہر عطاری اور مولانا حاجی محمد جنید عطاری مدنی بھی موجود تھے۔ نگرانِ شوریٰ مولانا حاجی محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ العالی نے ”حصولِ علمِ دین“ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا۔ نگرانِ شوریٰ نے کہا کہ دعوتِ اسلامی کے ماحول میں علمِ دین حاصل کرنے کا ایک بہترین ذریعہ قافلے میں سفر کرنا اور مدنی مذاکرہ دیکھنا بھی ہے۔ قافلوں میں سیکھنے سکھانے کے حلقے لگائے جاتے ہیں جن میں نماز، غسل اور وضو کا طریقہ سکھایا جاتا ہے، فرائض و واجبات بتائے جاتے ہیں اور بیانات کا سلسلہ ہوتا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ دینِ اسلام کو سیکھنے، قراٰن و حدیث کی تعلیمات کو سمجھنے اور آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیاری پیاری سنتوں پر عمل کرنے کے لیے علمِ دین کا سیکھنا بہت ضروری ہے اور علمِ دین سیکھنے کے لیے قافلوں میں سفر کریں۔ دعوتِ اسلامی ہمیں علمِ دین سیکھنے کے لیے وقتاً فوقتاً بہت سارے مواقع فراہم کرتی رہتی ہے۔

## فلاحی خدمات کے اعتراف میں FGRF (دعوتِ اسلامی) کو انڈس اسپتال کی جانب سے اعزازی شیلڈ پیش کی گئی

کراچی–FGRF (دعوتِ اسلامی) کو تھلیسیمیا کے مریض بچوں کے لیے مسلسل تعاون فراہم کرنے پر انڈس اسپتال (Indus Hospital) کی جانب سے ایک اعزازی شیلڈ پیش کی گئی۔ یہ اعزاز انڈس اسپتال نے ایک خصوصی تقریب کے دوران پیش کیا جس میں اسپتال کے سینئر ڈاکٹرز، فاؤنڈیشن کے نمائندگان اور متعدد معزز شخصیات نے شرکت کی۔ تقریب میں اسپتال انتظامیہ کا کہنا تھا کہ FGRF کا تعاون نہ صرف خون (Blood) کی امداد تک محدود ہے بلکہ ان کی ٹیم کا خلوص، وقت اور مسلسل موجودگی ہمارے مریض بچوں اور ان کے خاندانوں

*فارغ التحصیل جامعۃ المدینہ، شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز، کراچی

کے لیے امید کی کرن ہے۔ یہ اعزاز ان کے اسی جذبے کو سراہنے کے لیے پیش کیا گیا ہے۔ دوسری جانب نگران FGRF یوکے ویورپ سید فضیل رضا عطاری نے اس موقع پر اسپتال انتظامیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہم انسانیت کی خدمت کو اپنا فرض سمجھتے ہیں اور مستقبل میں بھی تھلیسیمیا سمیت دیگر مہلک بیماریوں سے متأثرہ افراد کی خدمت کرتے رہیں گے۔

## گجرات میں دارُالافتاء اہلسنت کی نئی برانچ کا افتتاح

گجرات–یکم جولائی 2025ء کو پنجاب کے شہر گجرات میں "دارُالافتاء اہلسنت" کی نئی برانچ کا افتتاح کر دیا گیا۔ یہ ادارہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عوام الناس کو شرعی معاملات میں راہنمائی فراہم کرے گا۔ شاہ جہانگیر روڈ نزد بکر منڈی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ گجرات میں قائم ہونے والے دارُالافتاء اہلسنت کے افتتاح کے موقع پر مفتیانِ کرام، علمائے کرام، مقامی ذمہ داران اور عاشقانِ رسول شریک ہوئے۔ اس موقع پر شُرَکا کو دارالافتاء کی اہمیت، افادیت اور خدمات سے آگاہ کیا گیا۔ واضح رہے کہ اس وقت پاکستان میں دارالافتاء اہلسنت کی 15 برانچز قائم ہیں جہاں سائلین کو مفتیانِ کرام کی موجودگی میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق، وراثت، کاروباری معاملات سمیت دیگر شرعی امور پر زبانی راہنمائی اور تحریری فتاویٰ فراہم کیے جائیں گے۔

## دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے مختلف دینی کاموں کی چند جھلکیاں

❀ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کراچی میں شعبہ رابطہ برائے تاجران کے تحت ایک میٹ اپ ہوا جس میں رکنِ شوریٰ مولانا حاجی عبد الحبیب عطاری نے "بہتر کون؟" کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا اور شُرَکا کو دینِ متین کی خدمت کرنے کی ترغیب دلائی۔ ❀ مدنی مرکز فیضانِ مدینہ ملتان میں رابطہ برائے میڈیکل ڈیپارٹمنٹ کے تحت میٹ اپ ہوا جس میں اسسٹنٹ پروفیسر میڈیسن بختشور امین اسپتال ڈاکٹر شاہد، سینیئر میڈیکل آفیسر D.H.Q ڈاکٹر شفیق، P.G.R ڈاکٹر مزمل، P.G.R ڈاکٹر نعمان، یورالوجی ساؤتھ پنجاب سٹی ڈاکٹر وقاص افضل، ڈاکٹر نیئر، ڈاکٹر اسحاق اور شعبے کے اسلامی بھائیوں نے شرکت کی۔ رکنِ شوریٰ حاجی محمد سلیم عطاری نے شانِ صحابہ و اہلِ بیت کے موضوع پر بیان کیا۔ ❀ رکنِ شوریٰ حاجی محمد ایاز عطاری کی ملائیشیا کے صوبہ کلنتان میں استاد حبیب عبد الرحمٰن المساوای شافعی اور استاد شیخ عبد اللہ الازہری شافعی سمیت دیگر علمائے کرام سے ملاقاتوں کے سلسلے ہوئے۔ دورانِ ملاقات رکنِ شوریٰ نے عالمی سطح پر دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والی دینی و فلاحی کاموں کے حوالے سے آگاہی دی جس پر علمائے کرام نے خدماتِ دعوتِ اسلامی کو سراہتے ہوئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ ❀ مدنی مرکز فیضانِ مدینہ ڈیرہ اسماعیل خان میں سیلاب متأثرین کی امداد کے لیے ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا جس میں گورنر خیبر پختونخواہ فیصل کریم کنڈی اور دیگر سیاسی وسماجی شخصیات نے شرکت کی۔ تقریب میں رکنِ شوریٰ حاجی یعفور رضا عطاری نے سنتوں بھرا بیان کیا۔ بیان کے بعد رکنِ شوریٰ اور گورنر خیبر پختونخواہ نے سیلاب متأثرین میں امدادی چیک تقسیم کیے۔ ❀ افریقی ملک موزمبیق کے شہر نمپولا میں دعوتِ اسلامی کے تحت ایک سیشن کا انعقاد کیا گیا جس میں مختلف پروفیشنلز حضرات کی شرکت ہوئی جبکہ نگران موزمبیق مشاورت اور ذمہ دارانِ دعوتِ اسلامی بھی موجود تھے۔ رکنِ شوریٰ حاجی محمد اطہر عطاری نے سنتوں بھرا بیان کیا۔ ❀ رکنِ شوریٰ عبد الوہاب عطاری نے یورپی ملک البانیا کے شہر ترانہ میں قائم ایک نجی اسکول کا دورہ کیا جہاں اسٹوڈنٹس کے درمیان سیشن کا انعقاد کیا گیا۔ رکنِ شوریٰ نے بیان کیا اور اسٹوڈنٹس کو "سلام و مصافحہ" کرنے کی سنتیں و آداب کے حوالے سے آگاہی دیتے ہوئے سلام و مصافحہ کا عملی طریقہ بھی سکھایا۔

## غزہ، فلسطین میں دعوتِ اسلامی کی فلاحی خدمات کا سلسلہ جاری

غزہ، فلسطین–غزہ میں جاری کشیدگی اور مشکل حالات کے باوجود دعوتِ اسلامی کے فلاحی ادارے FGRF (فیضان گلوبل ریلیف فاؤنڈیشن) کی جانب سے فلاحی خدمات کا سلسلہ جاری ہے۔ FGRF غزہ کی مصیبت زدہ عوام کی مدد کے لیے مسلسل کوشاں ہے اور "خیر خواہیِ امت" کے تحت مقامی عاشقانِ رسول کی دلجوئی کر رہی ہے۔ FGRF کی ٹیمیں غزہ میں متأثرین تک امدادی سامان پہنچا رہی ہیں جس میں بنیادی ضروریاتِ زندگی، پکے ہوئے کھانے کی تقسیم، پینے کے صاف پانی کی فراہمی، لباس، ادویات، بچوں کے لیے دودھ اور دیگر اشیاء شامل ہیں۔ تمام عاشقانِ رسول سے درخواست کی جاتی ہے کہ FGRF کا بڑھ چڑھ کر ساتھ دیں تاکہ آپ کی دعوتِ اسلامی اپنے مظلوم فلسطینی بہن بھائیوں اور بچوں تک آپ کا امدادی سامان پہنچا سکے۔

For Donations, Call or Visit our website:

Contact us: +44 7300 55 99 19

https://fgrf.org/donation/

# ربیعُ الآخر کے چند اہم واقعات

| تاریخ / ماہ / سن | نام / واقعہ | مزید معلومات کے لئے پڑھئے |
|---|---|---|
| 15 ربیعُ الآخر 953ھ | یومِ عرس حضرت علّامہ سیّد ابراہیم ایرچی رحمۃ اللہ علیہ | ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الآخر 1439ھ |
| 6 ربیعُ الآخر 1370ھ | یومِ وِصال خلیفۂ اعلیٰ حضرت، فقیہِ اعظم محمد شریف محدثِ کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ | ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الآخر 1439ھ |
| 11 ربیعُ الآخر 561ھ | یومِ عرس غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ | ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الآخر 1438 تا 1445ھ اور "غوثِ پاک کے حالات" |
| 17 ربیعُ الآخر 701ھ | یومِ وِصال ولیِ کامل حضرت سیّد محمد شاہ دولہا سبزواری رحمۃ اللہ علیہ | ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الآخر 1439ھ |
| 18 ربیعُ الآخر 725ھ | یومِ وِصال سلطانُ المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ | ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الآخر 1439ھ |
| 21 ربیعُ الآخر 1252ھ | یومِ وِصال حضرت علّامہ محمد امین ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ | ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الآخر 1439ھ |
| 25 ربیعُ الآخر 1046ھ | یومِ وِصال قُطبِ عالَم حضرت سیّد عالَم شاہ بخاری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ | ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الآخر 1441ھ |
| 29 ربیعُ الآخر 627ھ | یومِ وِصال صوفی بزرگ حضرت شیخ فرید الدین محمد عطار رحمۃ اللہ علیہ | ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الآخر 1441ھ |
| ربیعُ الآخر 4ھ | وِصالِ مبارکہ اُمُّ المؤمنین حضرت بی بی زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا | ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الآخر 1438، 1439ھ اور "فیضانِ اُمّہاتُ المؤمنین" |
| ربیعُ الآخر 6ھ | شہدائے سَرِیّۂ محمد بن مَسْلَمہ: رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے 10 صحابۂ کرام کو ذُوالقَصّہ کے قبائل کی سرکوبی کے لئے بھیجا اس سریہ میں اکثر صحابہ شہید ہوئے۔ | ماہنامہ فیضانِ مدینہ ربیعُ الآخر 1442ھ |

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ کر کے پڑھئے اور دوسروں کو شیئر بھی کیجئے۔

## ربیعُ الآخر کی مناسبت سے قابلِ مطالعہ کتب و رسائل

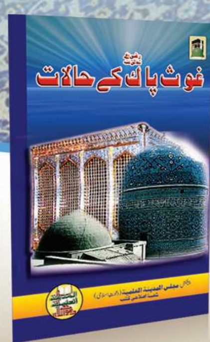


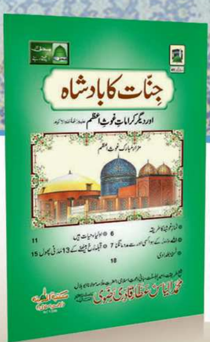


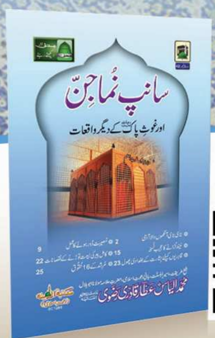


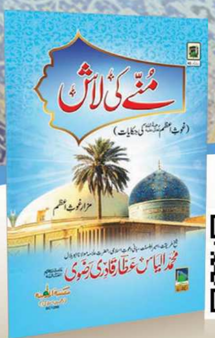

Monthly Magazine
Faizan-e-Madina
October 2025

ماہنامہ
فیضانِ مدینہ
اکتوبر 2025ء

# اللہ

# روزگار کی تکلیف کا ایک سبب

فرمانِ آخری نبی صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم:

”گناہوں میں سے کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کو رِزْق حاصل کرنے میں پہنچنے والا رنج وغم ہی مِٹا سکتا ہے“۔

(دیکھئے: معجم الاوسط، ج01، ص42، حدیث:102)

روزگار کی تکلیف کا ایک سبب

فرمانِ آخری نبی صلَّی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلَّم:

”گناہوں میں سے کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کو رِزْق حاصل کرنے میں پہنچنے والا رنج وغم ہی مٹا سکتا ہے“۔

(دیکھئے: معجم الاوسط، ج1، ص42، حدیث:102)

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ و نافلہ اور دیگر عطیات (Donation) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے! آپ کا چندہ کسی بھی جائز دینی، اِصلاحی، فلاحی، روحانی، خیر خواہی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔

بینک کا نام: MCB اکاؤنٹ ٹائٹل: DAWAT-E-ISLAMI TRUST بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY، برانچ کوڈ: 0037

اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196 اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197

978-969-722-825-6
01130321

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net